سیرۃ النعمان

یعنی

امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کی سوانح عمری

حصہ اول ودوم

اس کتاب کے پہلے حصے مین امام ابوحنیفہ کا نام ونسب - ولادت وسن رشد تعلیم وتربیت - شیوخ حدیث - درس وافتا - بقیہ زندگی اور دربار کے تعلقات - وفات - عام اخلاق وعادات - مناظرات وفتاوے - ذہانت وطباعی اس قسم کے حالات نہایت تفصیل سے مذکور ہین

دوسرے حصے مین امام صاحب کے اصول ومسایل سے جو علم کلام اور فن حدیث سے متعلق ہین تفصیلی بحث ہی اور واقعات واسانید کے ساتھ ثابت کیا گیا ہی کہ فن حدیث مین انکا کیا پایہ تھا - فن فقہ پر تفصیلی ریویو ہی جسمین تدوین فقہ کی تاریخی حالات کے ساتھ وہ تمام خصوصیتین تفصیلاً بیان کی گئی ہین جنکی وجہ سے فقہ حنفی کو اور ائمہ کے فقہون پر ترجیح حاصل ہے -

خاتمہ مین امام صاحب کے نامور اور ممتاز شاگردون کے مختصر حالات ہین -

مولفہ

شبلی نعمانی

در مطبع مفید عام آگرہ باہتمام محمد قادر علیخان صوفی طبع شد

سنہ ۱۸۹۲ء

ہو المستعان

سیرۃ النعمان

یعنی

امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کی سوانح عمری

کا

حصۂ اول

مولفہ

مولانا محمد شبلی نعمانی

مطبع مفید عام آگرہ مین چھپا

طبع دوم — مارچ ۱۸۹۲ء

بسم الله الرحمن الرحیم

حمد و ستایش که بعنوان خوشست
نعت همانگونه همانسان خوشست

شیفتگانیم و پیمبر پرست
سجده اگر نیست زمین بوس هست

تا نجودی پایه نگهدار باش
دم ز شریعت زن و هشیار باش

هرچه زبیش است و زکم ـ باز دان
سجده و تعظیم ـ ز هم باز دان

در رهِ الفت ـ که بود پیچ پیچ
تا چو نهی ـ بر تو نگیریم هیچ

پای ز خلوت نه نهادم فراز
من که درین دایره از دیر باز

باز برانم ـ که درین داوری
دل برم از خلق بافسونگری

خواسته ام طرح دگر ریختن
شعبدهٔ تازه بر انگیختن

بزم دگر هست و تماشا دگر
باده دگر آرم و مینا دگر

زمزمهٔ تازه بساز افگنم
غلغله در حلقهٔ راز افگنم

باده فرستم بحریفان دگر
از مے دوشین قدرے تند تر

زخمه که بر تار سخن میزنم
هان بنگر تا بچه فن میزنم

قاعدهٔ سحر طرازیست این
نیک نگه کن - که چه بازیست این

پا چو درین معرکه افشرده ام
پایهٔ فن تا بکجا برده ام

حرمت این کار نگهداشتن
ق
نامه به لعل و گهر انباشتن

کارِ من است این حد هر خام نیست
این بود آن مے که به هر جام نیست

دست اگر سوے قدح برده ام
جاے عنب لخت دل افشرده ام

کانِ معانی همه کاویده ام
کین گهرے چند فراچیده ام

غارتِ بتخانهٔ چین کرده ام
تا صنمے چند گزین کرده ام

خاکِ در میکده ها بیختم
کین مے صافی بقدح ریختم

وایه اگر از دگران خواستم
چاره نه نو بود از ان خواستم

فنِ سیر گرچه بود دلپذیر
نیست درو خود ز روایت گزیر

گرچه متاع از دگر آورده ام
قطره ربودم گهر آورده ام

گرچہ مرا شیوۂ فن این نبود — خندہ بہ اُردو زدن آئین نبود
پیشتر ار گرم طلب بودہ ام — بادہ بہ پیمانۂ عنبر بودہ ام
بزم چو آن غرہ و آن ساز داشت — ساغر من بادۂ شیراز داشت
لیک چو آن مطرب و ساقی نماند — بوئے ازان میکدہ باقی نماند
بزم بطرزِ دگر آراستم — خوشتر ازان نیز کہ میخواستم
گرچہ سر و برگِ سخن دیگر است — شمع ہمانست لگن دیگر است
بادگوارا بہ عزیزان تمام — بادۂ گلگون بہ سفالینہ جام

"نامورانِ اسلام" جسکا ایک حصہ المامون چھپکر شایع ہو چکا ہے۔ اوّل اوّل جب مجھکو اُسکا خیال پیدا ہوا تو نہایت وسیع بنیاد پر ہوا۔ جسطرح مینے خلافت و سلطنت کے مختلف خاندانون سے ہیرو انتخاب کیے۔ ارادہ تھا کہ اسیطرح علوم و فنون کے جداجدا خاندان قایم کیے جائین اور جو لوگ اون خاص خاص فنون مین اپنا نظیر نہین رکھتے تھے اونکو اوس سلسلہ کا ہیرو قرار دیا جاے۔ مگر اتنا بڑا کام تنہا میرے بس کا نہ تھا مجبوراً حیثیتِ حکومت کی قید لگا کر مینے اِس وسیع خیال کو بہت کچھ محدود کر دیا۔ بلکہ سلسلۂ حکومت سے بھی بہت سے خاندان چھوڑ دیے۔ تاہم وہ خیال دلسے نہ گیا کہ فرصت ہو تو اہل کمال کا دربار بھی سجایا جاے کہ السیف والقلم توامان۔

المامون کے بعد مینے الفاروق لکھنی شروع کی تھی اور ایک معتدبہ حصہ لکھ بھی لیا تھا۔ لیکن بعض مجبوریون سے چند روز کے لئے اُسکی تالیف سے ہاتھ اوٹھانا پڑا۔

اسپر کوتاہ بینون نے عجیب عجیب بدگمانیان کین - حالانکہ بات اتنی تہی کہ بعض نادر کتابین جو اس تصنیف کے لئے نہایت ضروری ہین اور یورپ مین چہپ رہی ہین ابہی تک پوری چہپکر آنہین چکین - اِس زمانۂ انتظار مین بیکار بیٹہنا تو مشکل تہا - خیال ہوا کہ کسی اور نامور کی لایف شروع کرون لیکن یہ دیکہکر کہ الفاروق ناتمام ہے - طبیعت رُک جاتی تہی اور اس میدان مین قدم آگے نہ بڑہ سکتا تہا - اِدہر یہ خلش چین نہ لینے دیتی تہی کہ علمی نام آورونکے کارنامے دکہانے بہی ضرور ہین - کیونکہ اسلام مین تیغ وقلم کا ہمیشہ ساتہ رہا ہے -

آخر یہ خیال غالب آیا اور چند روز کے لئے خاندان حکومت کو چہوڑکر علمی سلسلہ کیطرف توجہ کرنی پڑی - فقہ - حدیث - ادب - منطق - فلسفہ - ریاضی - مختلف خاندان سامنے تہے - بعض وجوہ سے **فقہ** کو ترجیح دی اور امام **ابوحنیفہ** کو جو فقہ کے بانی ہین اوسکا ہیرو قرار دیا - امام ابوحنیفہ کے اجتہادی مسایل قریباً بارہ سوبرس سے تمام ممالک اسلامی مین پہیلے ہوئے ہین - بڑی بڑی عظیم الشان اسلامی سلطنتون مین اُنہین کے مسایل قانون سلطنت تہے اور آج بہی ہین - اسلامی دنیا کا غالب حصّہ اُنہین کے مسایل کا پیرو ہے - عربی - فارسی - ترکی - بلکہ یورپ کی زبانون مین - اونکی متعدد سوانح عمریان لکہی گئین - ظلم تہا اگر اونکی لایف خود **اُردو** مین نہ لکہی جاتی جو بلحاظ غالب اونہین کے پیروون کی زبان ہے -

امام ابوحنیفہ کو اسلام مین جو رتبہ حاصل ہے اوسکا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ جس کثرت سے اونکی سوانح عمریان لکہی گئین کسیکی نہین لکہی گئین - مسلمانون مین **علم رجال** کو جو ترقی ہوئی - دنیا مین اوسکی کوئی نظیر موجود نہین - تراجم - طبقات - قرون - وفیات - اعیان -

سنین - وغیرہ کے نام سے جدا جدا عنوان قایم ہوئے - اور ایک ایک عنوان کے ذیل مین اس کثرت سے کتابین لکھی گئین کہ اونکا شمار بھی مشکل ہے - لیکن خاص سیرت (لائف) کے فن کو چندان ترقی نہین ہوئی - علما - شعرا - قضاۃ - حکما - مین سے بہت کم ایسے خوش قسمت ہین جنکے حالات مستقل تصنیفون مین لکھے گئے - جہانتک ہمکو معلوم ہے صرف امام ابوحنیفہ ایک شخص ہین جنکے واقعات زندگی کے ساتھ معمول سے زیادہ اعتنا کیا گیا - نہایت کثرت سے اونکی سوانح عمریان لکھی گئین اور اون نامورون نے لکھین جو خود اس قابل تھے کہ اونکی مستقل سوانح عمریان لکھی جاتین - اس خصوصیت مین اگر کوئی شخص امام ابوحنیفہ کا ہمسر ہے تو صرف امام شافعی ہین -

امام ابوحنیفہ کے حالات مین جسقدر کتابین لکھی گئین اونمین سے جسقدر ہم تحقیق کر سکے حسب ذیل ہین -

نام کتاب[۱]	نام مصنف	کیفیت
عقود المرجان	امام احمد بن محمد طحاوی المتوفی سنہ ۳۲۱	امام طحاوی حدیث وفقہ کے مشہور امام اور صرف ایک واسطہ سے امام شافعی کے شاگرد ہین اونکی تصنیفات مین سے معانی الآثار چھپ گئی ہے -

[۱] یہ فہرست زیادہ تر کشف الظنون سے ماخوذ ہے بعض کتابون کے نام - یا مصنفین اور کتب کے زائد حالات اور کتابون سے لئے گئے ہین اور وہان خاص تصریح کر دی گئی ہے -

نام کتاب	نام مصنف	کیفیت
قلائد عقود الدرر والعقیان	امام احمد بن محمد طحاوی	یہ عقود المرجان کا خلاصہ ہے۔
الروضة العالیة المنیفة	"	
مناقب النعمان	امام محمد بن احمد بن شعیب المتوفی ۳۵۷ھ	امام محمد بن احمد حدیث مین حاکم کے اُستاد ہین یہ کتاب بیس جزون مین ہے۔ (الجواہر المضیئہ ترجمہ محمد بن احمد)
مناقب النعمان	شیخ ابو عبداللہ الصیمری حسین بن علی	قاضی صیمری بڑے فقیہ اور فن حدیث مین دارقطنی کے شاگرد تھے۔ مورخ خطیب نے اون سے روایت کی ہے۔ قاضی ابو الولید باجی نے اونکو امام الحنفیہ کہا ہے۔ ۴۳۶ھ مین وفات پائی۔ یہ تصنیف ایک ضخیم کتاب ہے اور امام ابو حنیفہ کی متعلق تصنیفات کا زیادہ تر ماخذ یہی کتاب ہے (الجواہر المضیئہ فی طبقات الحنفیہ)
مناقب النعمان	ابو العباس احمد بن الصلت الحمانی المتوفی ۳۰۸ھ	نہایت مفصل کتاب ہے۔ صاحب کشف الظنون نے لکھا ہے کہ خطیب بغدادی نے ابو العباس کی تضعیف کی ہے۔ جیسا کہ حنفیون کی نسبت

نام کتاب	نام مصنف	کیفیت
		اونکی عام عادت ہے۔
شقایق النعمان فی مناقب النعمان	علامہ جار اللہ زمخشری المتوفی ۵۳۸ھ	زمخشری ایک نامور مصنف ہین تفسیر کشاف اونکی مشہور کتاب ہے۔
مناقب النعمان	موفق الدین بن احمد المکی الخوارزمی المتوفی ۵۶۸ھ	یہ کتاب چالیس بابون مین ہے - موفق الدین علامہ زمخشری کے شاگرد ہین - فقہ و ادب مین کامل تھے - حافظ سیوطی نے بغیۃ الوعاۃ مین انکا ذکر کیا ہے -
کشف الآثار	امام عبداللہ بن محمد الحارثی	مشہور مصنف ہین - ابن جوزی نے ابوسعید سے روایت کی ہے کہ حدیث مین اونکا اعتبار نہین - اسپر صاحب جواہر المضیئہ فرماتے ہین کہ امام عبداللہ کا رتبہ ابن جوزی و ابوسعید دونون سے بڑہکر ہے -
مناقب النعمان	امام ظہیر الدین المرغینانی المتوفی ۵۰۶ھ	مشہور فقیہ ہین - جواہر المضیئہ کے مصنف نے لکہا ہے کہ قاضی خان انہین کے شاگرد تھے -
مناقب النعمان	امام محمد بن محمد الکردری المتوفی ۸۲۷ھ	گیارہ بابون مین ہے اسمین امام کے حالات کے ساتھ اونکے مشہور تلامذہ یعنی قاضی ابو یوسف

نام کتاب	نام مصنف	کیفیت
		امام محمد - عبداللہ بن المبارک - امام زفر داود الطائی - وکیع بن الجراح - حفص بن غیاث - یحییٰ بن زکریا - حسن بن زیاد - کے حالات بہی جدا جدا بابون مین لکھے ہین - یہ کتاب روم مین بہت متداول ہے سلطان مراد ثانی کے حکم سے محمد بن عمر نے ترکی زبان مین اوسکا ترجمہ کیا -
مناقب النعمان	ابو القاسم بن کاس	عقود الجمان مین اس کتاب کے اکثر حوالے ہین -
کتاب الانتہاء فی مناقب الثلاثۃ الفقہاء	قاضی بن عبد البر المتوفی سنہ ۴۶۳	امام ابوحنیفہ و امام مالک و امام شافعی کے حالات ہین - علامہ ابن خلکان نے قاضی ابویوسف کے ترجمہ مین اس کتاب کا ذکر کیا ہے قاضی بن عبد البر بہت بڑے محدث اور امام ہین - اونکی کتاب الاستیعاب صحابہ کے حالات مین ایک مشہور اور مستند کتاب ہے -

نام کتاب	نام مصنف	کیفیت
مناقب النعمان	ابو القاسم عبداللہ بن محمد بن احمد المعروف بابن ابی العوام	
مناقب ابی حنیفہ	علامہ ذہبی	علامۂ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ مین لکھا ہے کہ مینے امام ابو حنیفہ کے مناقب ایک جداگانہ رسالہ مین لکھے ہین۔ علامہ ذہبی بہت بڑے محدث تھے اس فن مین اونکے بعد کوئی اس رتبہ کا نہین ہوا۔ میزان الاعتدال وکاشف وعبر۔ ودول الاسلام وتذکرۃ الحفاظ اونکی مشہور کتابین ہین۔
المواہب الشریفۃ		اسکا ترجمہ ہوگیا ہے جسکا نام تحفۃ السلطان فی مناقب النعمان ہے۔
بستان فی مناقب النعمان	شیخ محی الدین عبد القادر القرشی المتوفی ۷۷۵ھ	الجواہر المضیئۃ فی طبقات الحنفیہ انہین کی تالیف ہے۔ حدیث مین حافظ تقی الدین سبکی کے شاگرد ہین۔
تبییض الصحیفۃ فی مناقب ابی حنیفہ	حافظ جلال الدین سیوطی	مشہور مصنف ہین۔

کیفیت	نام مصنف	نام کتاب
زیادہ تفصیل آگے آیگی۔	محمد بن یوسف بن علی الدمشقی	عقود الجمان فی مناقب النعمان
مشہور مصنف ہین۔	حافظ ابن حجر مکی مصنف صواعق محرقہ	الخیرات الحسان فی مناقب النعمان
مولف کا نام معلوم نہین۔ دیباچہ سے معلوم ہوا کہ یمن کا کوئی عالم ہے۔		قلاید عقود العقیان
ترکی مین ہے اور نظم ہے۔	شمس الدین احمد بن محمد الستواسی	مناقب النعمان
فارسی زبان مین ہے۔	شیخ ابو سعید	مناقب الامام الاعظم
	عتیق بن داؤد الیمانی	رسالہ فی فضل ابی حنیفہ
تین جلدون مین ہے۔ امام ابو حنیفہ۔ قاضی ابو یوسف و امام محمد۔ ہر ایک کے حال مین الگ الگ جلد ہے۔	شیخ صارم الدین ابراہیم بن محمد بن دقماق المتوفی سنہ ۸۰۹	نظم الجمان
ترکی مین ہے۔	مولانا محمد کامی آفندی قاضی بغداد المتوفی سنہ ۱۳۰۶	مناقب الامام اعظم

نام کتاب	نام مصنف	کیفیت
مناقب الامام اعظم	مستقیم زادہ سلیمان سعد الدین آفندی	ضخیم کتاب ہے سنہ ۱۱۶۰ھ مین تالیف ہوئی ترکی زبان مین ہے -

افسوس ہے کہ یہ کتابین ہمارے ملک مین ناپید ہین - میرے پاس عقود الجمان والخیرات الحسان موجود ہین - اور قلاید العقیان کا ایک عتیق نسخہ نظر سے گزرا ہے - الخیرات الحسان اگرچہ اسوجہ سے کہ ابن حجر کی کیطرف منسوب ہے زیادہ مشہور ہے - لیکن وہ خود کوئی مستقل تصنیف نہین ہے بلکہ تمامتر عقود الجمان کا خلاصہ ہے اور خود مصنف نے دیباچہ کتاب مین اس کا اعتراف کیا ہے - قلاید العقیان کے دیباچہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ زیادہ تر قاضی صیمری کی تصنیف سے ماخوذ ہے - عقود الجمان جو نہایت جامع اور مفصل کتاب ہے اور میری تالیف کا عام ماخذ وہی ہے -

حافظ ابو المحاسن محمد بن یوسف بن علی الدمشقی الصالحی نزیل برقوقیہ کی تصنیف ہے - حافظ ابو المحاسن - جلال الدین سیوطی کے شاگرد اور فن حدیث مین ممتاز ہین - یہ کتاب جیسا کہ خود مصنف نے خاتمہ مین تصریح کی ہے ربیع الثانی سنہ ۹۳۹ھ مین تمام ہوئی - دیباچہ مین لکھا ہے کہ مینے امام ابوحنیفہؒ کے حالات مین بہت سی کتابین دیکھین جنمین سے موفق بن احمد خوارزمی کی تصنیف سب سے عمدہ تر اور جامع ہے - کتاب کے خاتمہ مین لکھا ہے کہ " مینے اس بحث مین جسقدر کتابین دیکھین، اگر اون سے لکھنا چاہتا تو یہ کتاب دو ضخیم جلدون مین تیار ہوتی "

امام ابوحنیفہ کے حالات مین مستقل تصنیف تو مجھکو ایک بھی مل سکی - لیکن رجال وتاریخ کی مستند کتابین جنمین امام کا ذکر ہے اکثر میری نظر سے گزرین - جنمین تاریخ صغیر بخاری معارف ابن قتیبہ - مختصر تاریخ خطیب بغدادی - انساب سمعانی - تہذیب الاسماء واللغات للنووی - تذکرۃ الحفاظ علامۂ ذہبی - دول الاسلام للذہبی - عبر فی اخبار من غبر للذہبی - تہذیب التہذیب حافظ ابن حجر عسقلانی - خلاصہ تذہیب تہذیب الکمال للعلامہ صفی الدین الخزرجی - خاصۃً قابل ذکر ہین - کیونکہ یہ وہ کتابین ہین جن پر آج فن رجال کا مدار ہے - اور حدیثون کی تنقید کے لئے زیادہ تر انہین تصنیفات کی طرف رجوع کیا جاتا ہے -

میری کتاب کا پہلا حصّہ جسمین امام ابوحنیفہ کے عام حالات ہین انہین تصنیفات سے ماخوذ ہے - لیکن دوسرا حصّہ جسمین امام صاحب کی طرز اجتہاد و اصول استنباط سے بحث ہے اُسکے لئے یہ تمام دفتر بیکار تہا - کیونکہ قدیم زمانہ مین سوانح عمریون کا یہ ڈہنگ ہی نہ تہا کہ حالات زندگی کے ساتہ اوس شخص کی تصنیفات یا مسائل سے بہی بحث کرتے - مناظرہ اور مذہبی حمایت کے پیرایہ مین البتہ ایسی کتابین لکھی گئی ہین کہ اون سے مسایل اور تصنیفات پر تفصیلی ریویو لکہا جا سکتا ہے - مثلاً ابن ابی شیبہ نے امام ابوحنیفہ کے مسایل پر جو اعتراضات کیئے اور ثابت کیا کہ وہ حدیث کے مخالف ہین قاسم بن قطلوبغا المتوفی ۸۷۹ھ نے اوسکا مفصل جواب لکہا - شمس الایمہ کردری نے منخول کے جواب مین ایک مستقل کتاب لکھی - اسیطرح ترجیح مذہب ابی حنیفہ کے نام سے شیخ اکمل الدین محمد بن محمد البابرتی المتوفی ۷۸۶ھ اور شیخ ابو عبداللہ محمد بن یحیی

الجرجانی المتوفی ۳۹۷ھ نے مستقل کتابین لکھین - مورخ سبط ابن جوزی نے ایک ضخیم کتاب دو جلدون مین لکھی جسکا نام الانتصار لامام ائمۃ الامصار ہے - اسی مورخ کی ایک اور تصنیف ہے جو تینس بابون مین ہے اوسمین تفصیلاً امام ابو حنیفہ کے مسایل کی عمدگی ثابت کی ہے - صاحب کشف الظنون نے لکھا ہے کہ "یہ کتاب اپنے باب مین بےنظیر ہے" اسی مضمون پر عمر بن محمد بن سعید الموصلی کی ایک تصنیف ہے جس کا نام الانتصار والترجیح ہے - سب سے مفصل کتاب - الابانۃ ہے جو قاضی ابو جعفر احمد بن عبداللہ بن القاسم کی تصنیف ہے اور چھ بابون پر منقسم ہے - پہلے باب مین ثابت کیا ہے کہ امام کا مذہب اصول سلطنت سے بہت مناسبت رکھتا ہے - دوسرا باب اس بحث مین ہے کہ اونکے مسایل حدیث و آثار سے ثابت ہین - چھٹے باب مین اون مسایل کا ذکر ہے جن پر مخالفون نے اعتراض کئے ہین - پھر نہایت تفصیل کے ساتھ اونکے جواب دئے ہین - جواہر مضیئہ کے مصنف نے لکھا ہے کہ "مینے یہ کتاب دیکھی ہے - نہایت عمدہ کتاب ہے اور جو دعوے کیا ہے اوسکے ثبوت مین بہت سی مثالین دی ہین"

بے شبہ اس قسم کی تصنیفات سے بہت بڑی مدد ملسکتی تھی لیکن مین مصنف کشف الظنون کی سی قسمت کہان سے لاتا کہ ان نایاب تصنیفات پر دسترس پا سکتا - بڑی تلاش سے - شمس الائمۃ کردری کا رسالہ بہم پہونچا کہ اس ناداری مین وہ بھی غنیمت ہے - بعض بعض باتین اس رسالہ سے لین - باقی میرا تتبع اور تحقیق ہے - جسکے لئے خوش قسمتی سے حدیث و

فقہ کا بڑا ذخیرہ میرے پاس مہیا تھا۔

یہ بات بھی لحاظ رکھنے کے قابل ہے کہ امام **ابو حنیفہ** کی زندگی کی مختلف حیثیتین ہین - ولادت - نشو و نما - طریقۂ معاشرت - طرز معاشرت وغیرہ - اس قسم کے حالات تاریخی پیرایہ سے کہتے ہین - روایت مین اونکا ثقہ ہونا نہونا محدثانہ بحث ہے - اونکے مسایل وطریقہ اجتہاد پر راے قایم کرنی مجتہد کا کام ہے - اسلئے جو کتاب ان تمام حیثیتون پر شامل ہوگی ضرور ہے کہ مختلف بحثون مین خود اوسکی حیثیتین بھی بدلتی جائین - اوسکا طرز تحریر کہین مورخانہ ہوگا - کہین محدثانہ - اور کہین دونون پہلوؤن سے الگ مجتہدانہ روش ہوگی - اس کتاب مین - مینے ان مختلف حیثیتون کا لحاظ رکھا ہے - جو حالات تاریخ سے متعلق ہین اونمین وہ شہادتین کافی سمجھی ہین جو عام مورخون کے نزدیک مسلّم ہین - جو واقعہ محدثانہ پہلو رکھتا ہے اوسمین زیادہ تر تدقیق کی ہے اور تمام تر اون اصول سے کام لیا ہے جو محدثین نے اخبار و روایت کے لئے قرار دئے ہین - عام ناظرین کو شاید اون بحثون مین مزا نہ آئے مگر ایسے ضروری حصّہ کو مین کیونکر چھوڑ سکتا تھا - عام تاریخی واقعات مین گو رُواۃ حدیث کی طرح بال کی کھال نہین نکالی ہے تاہم کوئی ایسا واقعہ نہین لکھا جسکی سند موجود نہو - ساتھ ہی اسکا التزام کیا ہے کہ ایسی کتاب کا حوالہ ندیا جاے جو خود میری نظر سے نہ گزری ہو کیونکہ نقل در نقل ہوکر اکثر روایتین اپنی حالت پر قایم نہین رہتین - ان احتیاطون کے ساتھ بھی ممکن - بلکہ ضرور ہے کہ مجھسے سامحات اور غلطیان ہوئی ہون - لیکن مین اس سے زیادہ اور کیا کرسکتا تھا - وقال اللہ تعالی

لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا

امام ابوحنیفہ کا نام ونسب وولادت

نعمان - نام - ابوحنیفہ کنیت - امام اعظم - لقب - شجرۂ نسب یہ ہے نعمان بن ثابت بن زوطی ابن ماہ - یہ امر جیسا کہ خود ناموں کی ترکیب سے ظاہر ہے عموماً مسلم ہے کہ امام صاحب عجمی النسل تھے - البتہ اسمین اختلاف ہے کہ کس نسل سے تھے اور عرب مین کیونکر آئے خطیب مورخ بغدادی نے امام کے پوتے اسمٰعیل کی زبانی یہ روایت نقل کی ہے کہ "مین اسمٰعیل بن حماد بن نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان ہون - ہم لوگ نسل فارس سے ہین اور کبھی کسیکی غلامی مین نہین آئے - ہمارے دادا ابوحنیفہ ۸۰ھ مین پیدا ہوئے - ثابت بچپن مین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت مین حاضر ہوئے تھے اونہون نے انکی اور انکے خاندان کے حق مین دعاے خیر کی تھی - ہمکو امید ہے کہ وہ دعا بے اثر نہین رہی"[۱] - اسمٰعیل نے امام صاحب کے دادا کا نام نعمان بتایا اور پردادا کا نام مرزبان حالانکہ عام طرح پر زوطی اور ماہ مشہور ہے - غالباً جب زوطی ایمان لائے تو اونکا نام نعمان سے بدلدیا گیا - اسمٰعیل نے سلسلۂ نسب کے بیان مین زوطی کا وہی اسلامی نام لیا اور حمیت اسلام کا مقتضا بھی یہی تہا - زوطی کے باپ کا اصلی نام غالباً کچھ اور ہوگا اور ماہ اور مرزبان لقب ہونگے - کیونکہ اسمٰعیل کی روایت سے اسقدر اور بھی ثابت ہے کہ انکا خاندان فارس کا ایک معزز اور مشہور خاندان تہا - فارس مین رئیس شہر کو

[۱] مختصر تاریخ بغداد لابن جزلۃ - ترجمہ امام ابوحنیفہ ۱۲

مرزبان کہتے ہین اسلیئے نہایت قرین قیاس ہے کہ ماہ اور مرزبان لقب ہین نہ نام۔ حافظ ابوالمحاسن نے قیاس لگایا ہے کہ "ماہ اور مرزبان ہم معنی الفاظ ہونگے" اونہون نے قیاساً کہا کیونکہ وہ فارسی زبان نہین جانتے تھے لیکن مین یقیناً کہتا ہون کہ درحقیقت ماہ اور مرزبان کے ایک معنی ہین ماہ دراصل وہی مہ ہے جسکے معنی بزرگ اور سردار کے ہین۔ مشہور مصرع ہے۔ نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را۔ عربی لہجہ نے مہ کو ماہ کردیا ہے۔

زوطی غلام نہ تھے

بعض مورخون نے زوطی کی نسبت لکھا ہے کہ "کابل سے گرفتار ہو کر آئے اور قبیلہ بنی تیم اللہ کی ایک عورت نے خریدا کچھ دنون غلامی مین رہے پھر اوسنے آزاد کردیا اسلیئے امام کا خاندان موالی بنی تیم اللہ کہلاتا ہے" مخالفون نے جنکو امام کی تنقیص مین مزا آتا ہے اس روایت کو زیادہ چمکایا ہے حالانکہ اس قسم کی غلامی ثابت بھی ہو توکسرشان کی کیا بات ہے۔ زمانہ نے خاندان کسری پر اس لقب کا داغ لگایا ہے۔ ہمارے علما حضرت ہاجرہ کو کنیز تسلیم کرتے ہین (گو توریت سے ثابت نہین) اسلام کے قریب تر زمانہ مین اکثر وہ لوگ حدیث و روایت کے امام نظر آتے ہین جن پر اس قسم کی غلامی کا اطلاق ہو چکا تھا۔ امام حسن بصری۔ بن سیرین۔ طاوس۔ عطا بن یسار نافع۔ عکرمہ۔ مکحول۔ جو اپنے زمانہ کے مقتداے عام تھے۔ خود۔ یا انکے باپ دادا غلام رہ چکے تھے۔

زوطی کا غلام ہونا بھی ثابت ہو تو کچھ عار نہین۔ لیکن تاریخی شہادتین اسکے خلاف ہین امام کے نسب مین اوربھی اختلافات ہین ابو مطیع نے اونکو نسل عرب سے شمار کیا ہے

اور سلسلۂ نسب یون بتایا ہے۔ نعمان بن ثابت بن زوطی بن یحییٰ بن زید بن اسد بن راشد الانصاری۔ حافظ ابو اسحق نے شجرۂ نسب کے متعلق یہ روایت نقل کی ہے نعمان بن ثابت بن کاؤس بن ہرمز بن بہرام۔ زوطی کے مقام سکونت مین بھی اختلاف ہے اور یہ اختلافات ضرور ہونے چاہئین تھے۔ زوطی اول اول جب عرب مین آئے ہونگے تو برسون تک اونکی حالت۔ بیگانگی کی حالت رہی ہوگی۔ لوگون کو اون کے حالات کے ساتھ چندان اعتنا نہوگا اور ہوگا تو زبان کی اجنبیت کیوجہ سے صحیح حالات نہ معلوم ہو سکے ہونگے۔ معاشرت کی ضرورتون نے زوطی کو مجبور کیا ہوگا کہ وہان کے رہنے والون سے دوستانہ تعلق پیدا کرین۔ یہ طریقہ عرب مین عام طور پر جاری تھا اور اس قسم کے تعلق کو ولاء کہتے تھے جسکا مشتق مولیٰ ہے۔ مولیٰ غلام کو بھی کہتے ہین۔ اسطرح لفظی شارکت سے بعضون نے زوطی کو غلام سمجھ لیا اور رفتہ رفتہ یہ خیال روایت کی شکل پکڑکر کسیقدر عام ہوگیا جسکی وجہ سے اسمٰعیل کو دفع دخل کرنا پڑا کہ "واللہ ہمارا خاندان کبھی کسیکی غلامی مین نہین آیا" اسمٰعیل نہایت ثقہ اور معزز شخص تھے اس وجہ سے دقیقہ سنج مورخون نے اس بحث مین اونہین کی روایت پر اعتماد کیا ہے کہ "صاحب البیت ادری بما فیہا" قاضی صیمری نے جو بڑے پایہ کے مصنف ہین صاف تصریح کی ہے کہ "زوطی۔ بنی تیم اللہ کی حلیف یعنی ہم قسم تھے" [1] اوس روایت کا (جسمین زوطی کی غلامی کا ذکر ہے)

---

[1] دیکھو قلاید عقود العقیان باب اول۔ علامہ نووی نے تہذیب الاسماء واللغات کے مقدمہ مین لکھا ہے کہ مولیٰ کا لفظ زیادہ تر حلیف ہی کے معنی مین مستعمل ہوتا ہے۔

یہ حصہ بھی غلط ہے کہ وہ کابل سے گرفتار ہوکر آئے۔ زوطی کے باپ دادا کے نام فارسی زبان کے ہین - خود امام ابوحنیفہ کی نسبت ثابت ہے کہ وہ خاندانی حیثیت سے فارسی زبان جانتے تھے - یہ ظاہر ہے کہ کابل کی زبان فارسی نہ تھی -

زوطی کی نسبت ہم یہ نہین بتا سکتے کہ خاص کس شہر کے رہنے والے تھے - مورخون نے مختلف شہرونکے نام لئے ہین جنمین سے کیسکی نسبت ترجیح کا دعوی نہین کیا جا سکتا - یقینی طور پر جو ثابت ہے وہ صرف اسقدر ہے کہ اقلیم فارس اور فارسی نسل سے تھے - یہ ممالک اوس زمانہ مین اسلامی اثر سے معمور تھے اور اکثر بڑے بڑے خاندان اسلام قبول کرتے جاتے تھے - غالباً زوطی اسی زمانہ مین اسلام لائے - اور جوش شوق - یا خاندان والونکی ناراضی سے جسکا باعث تبدیل مذہب تہا - عرب کا رُخ کیا - یہ جناب امیر علیہ السلام کی خلافت کا زمانہ تھا اور شہر کوفہ دارالخلافہ ہونیکا شرف رکھتا تہا - اس تعلق سے زوطی نے کوفہ کو پسند کیا اور وہین سکونت اختیار کی - کبھی کبھی جناب امیرؑ کے دربار مین حاضر ہوتے اور خلوص عقیدت کے آداب بجالاتے - ایکبار نوروز کے دن کہ پارسیون کی عید کا دن ہے فالودہ نذر کے طور پر بھیجا - حضرت نے ارشاد فرمایا کہ "نوروزنا کل یوم" یعنی ہمارے ہان ہر روز نوروز ہے"۔ ثابت - امام ابوحنیفہ کے پدر بزرگوار کوفہ ہی مین پیدا ہوئے - زوطی نے نیک فال لڑکے کو حضرت علیؑ کی خدمت مین حاضر کیا - آپ نے بزرگانہ شفقت فرمائی اور اونکے اور اونکی اولاد کے حق مین دعاے خیر کی -

ثابت کے حالات زندگی بالکل نامعلوم ہین - قراین سے اسقدر پتہ چلتا ہے کہ تجارت

کے ذریعہ سے زندگی بسر کرتے تھے - چالیس برس کی عمر ہوئی تو خدا نے فرزند عطا کیا جسکا نام والدین نے نعمان رکھا لیکن زمانہ نے آگے چلکر امام اعظم کے لقب سے پکارا -

اوسوقت عبد الملک بن مروان جو دولت مروانیہ کا دوسرا تاجدار شمار کیا جاتا ہے مسند آرائے خلافت تھا - یہ وہ مبارک عہد تھا کہ رسول اللہ کے جمال مبارک سے جن لوگونکی آنکھین روشن ہوئی تھین اونمین سے چند بزرگ موجود تھے جنمین سے بعض امام ابو حنیفہ کے آغاز شباب تک زندہ رہے - انس بن مالک نے جو رسول اللہ کے خادم خاص تھے سنہ ۹۳ھ مین وفات پائی - سہل بن سعد نے سنہ ۹۱ھ مین انتقال کیا اور ابو الطفیل عامر بن واثلہ تو سو ہجری تک زندہ رہے - لیکن یہ ثابت نہین ہوتا کہ امام ابو حنیفہ نے کسی سے بھی کوئی حدیث روایت کی - اسپر لوگون کو نہایت تعجب ہے اور مورخون نے اسکے مختلف اسباب خیال کئے ہین - بعضون کی راے ہے کہ امام ابو حنیفہ نے اوسوقت تک کسی قسم کی تعلیم نہین حاصل کی تھی - اونکے باپ دادا تجارت کرتے تھے - اسلئے اونکی نشو و نما بھی ایک عام تاجر کی حیثیت سے ہوئی - بڑے ہونے پر امام شعبی کی ہدایت سے علم کیطرف متوجہ ہوئے - اوسوقت موقع ہاتھ سے نکل چکا تھا یعنی صحابہ مین سے کوئی باقی نہین رہا تھا -

لیکن میرے نزدیک اسکی ایک اور وجہ ہے - محدثین مین باہم اختلاف ہے کہ حدیث سیکھنے کیلئے کم از کم کیا عمر مشروط ہے - اس امر مین ارباب کوفہ سب سے زیادہ احتیاط کرتے تھے یعنی بیس برس سے کم عمر کا شخص حدیث کی درسگاہ مین شامل نہین ہو سکتا تھا[1] - اونکے نزدیک

[1] مقدمہ ابن الصلاح - مطبوعہ لکھنو - صفحہ ۵۸ - ۱۲

چونکہ حدیثین بالمعنی روایت کیگئی ہین اسلئے ضرور ہے کہ طالب علم پوری عمر کو پہونچ چکا ہو ورنہ مطالب کے سمجھنے اور ادسکے ادا کرنے مین غلطی کا احتمال ہے - غالباً یہی قید تھی جسنے امام ابو حنیفہ کو ایسے بڑے شرف سے محروم رکھا - اور سچ پوچھو تو یہ قید مصلحت سے خالی بھی نہین - جن لوگون نے دس بارہ برس کے سن مین صحابہ سے حدیثین سنین اونکی روایتین اس لحاظ سے تو نہایت قابل اعتماد ہین کہ رسول اللہ تک صرف ایک واسطہ ہے - لیکن اسبات کا قوی احتمال موجود ہے کہ کم سنی کیوجہ سے مضمون حدیث کی تمام خصوصیتین خیال مین نہ آئی ہون جسکی وجہ سے اداے مطلب مین عظیم الشان غلطیان پیدا ہو جاتی ہین -

بہر نوع وجہ کچھ ہو واقعہ یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ نے کسی صحابی سے کوئی حدیث نہین سنی - تاہم یہ شرف اونکی قسمت مین تھا کہ جن آنکھون نے پیغمبر کا جمال دیکھا تھا اونکے دیدار سے عقیدت کی آنکھین روشن کین - یہ واقعہ ایک تاریخی واقعہ ہے لیکن چونکہ اوس سے تابعیت کا رتبہ حاصل ہوتا ہے اسلئے یہ مسئلہ مذہبی پیرایہ مین آگیا ہے اور اسپر بڑی بڑی بحثین قایم ہو گئی ہین - بے شبہ امام ابو حنیفہ کو اس شرف پر ناز تھا اور بجا تھا کہ اونھون نے حضرت انس صحابی کو اپنی آنکھون سے دیکھا تھا - غیر قومین ان باتون کو معمولی امر خیال کرینگے - لیکن ان واقعات سے اُس محبت اور جوش عقیدت کا اندازہ ہوتا ہے جو مسلمانون کو رسول اللہ اور اونکے تعلق کی وجہ سے صحابہ کے ساتھ تھا - سچ ہے شعر

فی الجملہ نسبتی بتو کافی بود مرا	بلبل ہمین کہ قافیہ گل شود بس است

ہمارے زمانہ کے بعض مصنفون نے امام کی تابعیت سے انکار کیا ہے اور یہ کوئی نئی بات نہین پہلے بھی لوگون کو شبہہ ہوا تھا لیکن محدثین نے جنکو اس قسم کی بحثون کے طے کرنیکا سب سے زیادہ حق حاصل ہے۔ امام کے موافق فیصلہ کیا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی سے کہ فن حدیث کے ایک عنصر ہین فتوی لیا گیا تھا اونہون نے یہ جواب لکھا "امام ابوحنیفہ کے زمانہ مین کئی صحابی موجود تھے اسلئے کہ امام سنہ ۸۰ھ مین بمقام کوفہ پیدا ہوئے اور اوسوقت وہان صحابہ مین سے عبداللہ بن ابی اوفی موجود تھے کیونکہ وہ سنہ ۸۷ھ مین یا اسکے بعد مرے۔ اور ابن سعد نے روایت کی ہے جسکی سند مین کچھ نقصان نہین کہ امام ابوحنیفہ نے انس بن مالک کو دیکھا تھا۔ ان دو صحابہ کے سوا اور اصحاب بھی مختلف شہرون مین موجود تھے۔ بعض لوگون نے اُن حدیثون کو جمع کیا ہے جو امام نے صحابہ سے روایت کین۔ لیکن اون حدیثونکی سندین ضعف سے خالی نہین۔ اور صحیح یہی ہے کہ امام اونکے ہمزمان تھے۔ اور بعض صحابہ کو دیکھا تھا۔ جیسا کہ ابن سعد نے روایت کی ہے۔ پس اس لحاظ سے امام ابوحنیفہ تابعین کے طبقہ مین ہین اور یہ امر۔ اور امامون کی نسبت جو اونکے ہم عصر تھے مثلاً اوزاعی شام مین۔ حماد بن بصرہ مین۔ ثوری کوفہ مین۔ مالک مدینہ شریفہ مین۔ لیث مصر مین۔ ثابت نہین ہوا واللہ اعلم"[۵۱]

ابن سعد کی جس روایت کا حافظ ابن حجر نے حوالہ دیا ہے وہ صرف ایک واسطہ

---

۵۱ اس فتوی کو حافظ ابوالمحاسن نے عقود الجمان مین بعبارتہا نقل کیا ہے۔ اور ہمنے اوسکا لفظی ترجمہ کیا ہے۔

یعنی سیف بن جابر کے ذریعہ سے امام ابو حنیفہ تک پہونچتی ہے - یعنی ابن سعد نے سیف بن جابر سے سُنا اور سیف نے خود امام ابو حنیفہ[۵۱] سے - ابن سعد وہ شخص ہین جنکی نسبت علامہ نووی نے تہذیب الاسماء مین لکھا ہے کہ "اگرچہ اون کا شیخ واقدی ثقہ نہین مگر وہ خود نہایت ثقہ ہین"، سیف بن جابر - بصرہ کے قاضی اور صحیح الروایۃ تھے - اِس لحاظ سے یہ روایت اسقدر صحیح اور مستند ہے کہ قوی سے قوی حدیث بھی اوس سے زیادہ صحیح نہین ہو سکتی - اِسی بناپر تمام بڑے بڑے محدثین مثلاً خطیب بغدادی - علامہ سمعانی مصنف کتاب الانساب - علامہ نووی شارح صحیح مسلم - علامہ ذہبی حافظ ابن حجر عسقلانی - زین الدین عراقی - سخاوی - ابو المحاسن دمشقی - نے جن پر اب حدیث و روایت کا مدار ہے قطعاً فیصلہ کر دیا ہے کہ امام ابو حنیفہ نے حضرت انس کو دیکھا تھا[۵۲]-

ابن خلکان نے بھی خطیب بغدادی کا یہ قول نقل کیا ہے لیکن چونکہ مورخ مذکور نے لکھا ہے کہ "امام ابو حنیفہ کو کسی صحابی سے ملاقات اور روایت حاصل نہین ہوئی" لوگون کو دھوکا ہوا کہ ابن خلکان تابعیت کے منکر ہین - حالانکہ ابن خلکان کو نقا رو روایت سے انکار ہے نہ رویت سے - لیکن اگر ابن خلکان کی عبارت کا وہی مطلب ہو جو بعض ظاہر بینون نے قرار دیا ہے تاہم کون کہہ سکتا ہے کہ ایسے بڑے بڑے محدثین کے

۵۱ تذکرۃ الحفاظ علامہ ذہبی مین یہ تصریح موجود ہے - ۵۲ مختصر تاریخ خطیب بغداد - و کتاب الانساب و تہذیب الاسماء و اللغات - و تذکرۃ الحفاظ و عبر فی اخبار من غبر للذہبی - و تہذیب التہذیب - مین ابو حنیفہ کا ترجمہ دیکھو -

مقابلہ مین اونکی شہادت کچھ بہی اعتبار کے قابل ہوگی - اصول روایت مین یہ مسئلہ طے ہوچکا ہے کہ اگر کسی واقعہ کے اثبات و نفی مین برابر درجہ کی شہادتین موجود ہون تو اثبات کا اعتبار ہوگا - یہان نفی کی شہادت ثبوت کے مقابلہ مین بالکل کم رتبہ ہے -

بعض حنفیون نے رؤیت سے بڑہکر روایت کا بہی دعویٰ کیا ہے اور تعجب ہے کہ علامہ عینی شارح ہدایہ بھی اس غلطی کے حامی ہین - لیکن انصاف یہ ہے کہ یہ دعویٰ ہرگز پایۂ ثبوت کو نہین پہنچتا - حافظ ابو المحاسن نے عقود الجمان مین اون تمام حدیثون کو مع سند نقل کیا ہے جنکی نسبت یہ خیال ہے کہ امام نے صحابہ سے سنین تہین - پہر اصول حدیث سے اونکی جانچ کی ہے اور ثابت کر دیا ہے کہ ہرگز ثابت نہین - محدثانہ بحثین تو دقت طلب ہین - صاف بات یہ ہے کہ امام نے صحابہ سے ایک بھی روایت کی ہوتی تو سب سے پہلے امام کے تلامذۂ خاص اوسکو شہرت دیتے - لیکن قاضی ابو یوسف - امام محمد - حافظ عبد الرزاق بن ہمام - عبد اللہ بن المبارک - ابو نعیم فضل بن دکین - مکی بن ابراہیم - ابو عاصم النبیل وغیرہ سے کہ امام کے مشہور اور با اخلاص شاگرد تھے اور سچ پوچھیے تو زیادہ ترانہین لوگون نے اونکے نام آوری کے سکے بٹھائے ہین - ایک حرف بہی اس واقعہ کے متعلق منقول نہین -

امام - کی کنیت جو نام سے زیادہ مشہور ہے - حقیقی کنیت نہین ہے - امام کے کسی اولاد کا نام حنیفہ نہ تہا - یہ کنیت وصفی معنی کے اعتبار سے ہے - یعنی ابو الملۃ الحنیفہ قرآن مین خدا نے مسلمانون سے خطاب کرکے کہا ہے **واتبعوا ملۃ ابراہیم حنیفا** -

امام ابوحنیفہ نے اسی نسبت سے اپنی کنیت ابوحنیفہ اختیار کی۔

سن رشد۔ تعلیم و تربیت۔ شیوخ۔ و اساتذہ

امام کے بچپن کا زمانہ نہایت پُرآشوب زمانہ تھا۔ حجاج بن یوسف۔ خلیفہ عبدالملک کی طرف سے عراق کا گورنر تھا اور ہر طرف ایک قیامت برپا تھی۔ چونکہ مذہبی گروہ کی مخالفت کی وجہ سے عرب و عراق مین ابتک مروانی حکومت کے پانون نہین جمے تھے۔ حجاج کی سفاکیان زیادہ تر اونہین لوگون پر مبذول تھین جو ائمۂ مذہب۔ اور علم و فضل کی حیثیت سے مقتدائے عام تھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے نہایت سچ کہا کہ "اگر اور پیغمبرونکی اُمتین سب ملکر اپنے اپنے زمانہ کے بدکارون کو پیش کرین اور ہم صرف حجاج کو مقابلہ مین لائین تو واللہ ہمارا پلہ بھاری رہے گا" عبدالملک نے ۸۶ھ مین وفات کی اور اوسکا بیٹا ولید تخت نشین ہوا۔ ولید کے زمانہ مین اگرچہ فتوحات نے نہایت ترقی کی۔ اسپین و سندھ دو بڑی مملکتین اسلام کے قبضہ مین آگیئن۔ خوارزم و سمرقند۔ سے گزر کر کابل و فرغانہ پر علم اسلام نصب ہوا۔ مغرب کی طرف جزایر منورقہ و میورقہ فتح ہوئے۔ لیکن اسلام کی روحانی برکتون کا نشان نہ تھا۔ ملکی عہدہ دارون مین سے جو لوگ جسقدر زیادہ معزز اور با اختیار تھے اوسیقدر ظالم اور سفاک تھے۔ اوسی زمانہ کی نسبت حضرت عمر بن عبدالعزیز فرمایا کرتے تھے کہ "ولید۔ شام مین۔ حجاج۔ عراق مین۔ عثمان۔ حجاز مین۔ قرۃ۔ مصر مین واللہ تمام دنیا ظلم سے بھر گئی" اِس عالمگیر آشوب مین بھی اگرچہ درس و تعلیم کا سلسلہ بند نہین ہوا تھا۔ جابجا حدیث و روایت کی درسگاہین موجود تھین۔ اور فقہا و محدثین باوجود بے اطمینانی کے

درس وتدریس مین مشغول تھے - تاہم اسلام کی حوصلہ مندیون اور جوش کے لحاظ سے جسقدر تھا بہایت کم تھا ملک کی خوش قسمتی تھی کہ حجاج ۹۵ھ مین مر گیا - ولید نے بھی ۹۶ھ مین وفات پائی - ولید کے بعد سلیمان بن عبد الملک نے مسند خلافت کو زینت دی جسکی نسبت مورخین کا بیان ہے کہ خلفاے بنو امیہ مین سب سے افضل تھا - سلیمان نے اسلامی دنیا پر سب سے بڑا یہ احسان کیا کہ عمر بن عبد العزیز کو مشیر سلطنت بنایا اور مرتے دم تحریری وصیت کی - کہ "میرے بعد عمر بن عبد العزیز تخت نشین ہون" سلیمان نے ۹۹ھ مین وفات پائی اور وصیت کے موافق عمر بن عبد العزیز مسند خلافت پر بیٹھے - اونکی خلافت نے دفعتہً حکومت مروانی کا رنگ بدل دیا - اور تمام ملک مین عدل وانصاف - علم وعمل - خیر وبرکت - کی - جان تازہ ایک مدت سے حضرت علیؑ پر خطبون مین جو لعن پڑھا جاتا تھا یک لخت موقوف کر دیا - شہزادگان بنو امیہ کے ہاتھون سے جاگیرین چھین لین - جہان جہان ظالم عمال تھے یکقلم معزول کر دئے - سب سے بڑھکر یہ کہ علوم مذہبی کو وہ رونق دی کہ گھر گھر ہی چرچے پھیل گئے - امام زہری کو حکم دیا کہ حدیثون کو یکجا کرین یہ مجموعہ تیار ہوا تو ممالک اسلامیہ مین اوس کی نقلین بھجوائین -

غرض حجاج وولید کے عہد تک تو امام ابو حنیفہ کو تحصیل علم کیطرف متوجہ ہونیکی نہ رغبت ہو سکتی تھی نہ کافی موقع مل سکتا تھا - تجارت - باپ دادا کی میراث تھی - اسلئے خز بافی کا کارخانہ قایم کیا - اور حسن تدبیر سے اوسکو بہت کچھ ترقی دی - لیکن سلیمان کی عہد خلافت مین جب درس تدریس کے چرچے زیادہ عام ہوئے تو اونکے دل مین بھی ایک تحریک پیدا ہوئی -

حسن اتفاق یہ کہ انہی دنون مین ایک اتفاقی واقعہ پیش آیا جس سے اونکے ارادہ کو اور بھی استحکام ہوا۔

تحصیل علم کی تحریک

ایک دن بازار جارہے تھے۔ امام شعبیؒ۔ جو کوفہ کے مشہور امام تھے اون کا مکان راہ مین تھا سامنے سے نکلے تو اونہون نے یہ سمجھکر کہ کوئی نوجوان طالب علم ہے۔ پاس بلالیا اور پوچھا کہ "کہان جارہے ہو" انہون نے ایک سوداگر کا نام لیا۔ امام شعبی نے کہا "میرا مطلب یہ تھا تم پڑہتے کس سے ہو؟" انہون نے افسوس کے ساتھ جواب دیا کہ "کسی سے بھی نہین" شعبی نے کہا کہ "مجھکو تم مین قابلیت کے جوہر نظر آتے ہین تم علما کی صحبت مین بیٹھا کرو"[1]۔ اِس نصیحت نے اونکے دل مین گھر کرلیا۔ اور نہایت اہتمام سے تحصیل علم پر متوجہ ہوئے۔

اوس وقت تک علم جس چیز کا نام تہا وہ ادب۔ انساب۔ ایام العرب۔ فقہ۔ حدیث۔ کلام تھا۔

علم کلام

کلام۔ اگرچہ آج کل کا علم کلام نہ تھا کیونکہ اوس عہد تک مسایل اسلام پر فلسفہ کا پرتو نہین پڑا تھا تاہم اون علوم مین دقتِ نظر۔ بلندی خیال۔ زور طبع۔ کیلئے اُس سے وسیع تر میدان نہ تھا۔ اسلام جب تک عرب کی آبادی مین محدود رہا اوسکے مسایل نہایت سادہ اور صاف رہے لیکن فارس اور مصر و شام پہونچکر اونمین رنگ آمیزیان شروع ہوگئین۔ اِن ملکون مین اگرچہ حکمت و فلسفہ کا وہ زور باقی نہ رہا تھا تاہم فلسفہ کے بگڑے بگڑائے مسایل عام لوگون مین پھیلے ہوئے تھے اور طبیعتین عموماً باریک بینی اور احتمال آفرینی کی عادی تہین۔

قرآن پاک مین خدا کی ذات و صفات۔ مبدا و معاد وغیرہ کے متعلق جو کچھ مذکور ہے عرب

[1] عقود الجمان۔ باب سادس۔ ۲

نے اوسکو اجمالی نگاہ سے دیکھا اور خواص اعتقاد کیلئے وہی کافی تہا - بخلاف اسکے فارس و شام مین نہایت دقیق بحثین پیدا ہوگئین جو وسعتِ تمدن اور ترقی خیالات کے لحاظ سے ضرور پیدا ہونی چاہئین تھین - تنزیہ و تشبیہ - صفات کی عینیت و غیریت - حدوث و قدم - غرض اس قسم کے بہت سے مضامین نکل آئے جنکو بحث و تدقیق کی وسعت نے مستقل فن بنا دیا - رفتہ رفتہ عام اعتقادی مسایل مین بھی موشگافیان شروع ہوگئین - اور رایون کے اختلافات سے مختلف فرقے بنتے گئے جو قدری - مرجی - معتزلی - جہمی - خارجی - رافضی کہلائے یہ فتنہ یہان تک بڑہا کہ اہل حق جو ابتک ان بحثون سے الگ تھے اونکو بھی مخالفت کی ضرورت سے اسطرف متوجہ ہونا پڑا - اسطرح علم **کلام** پیدا ہوگیا - جسکو تدوین و ترتیب کی وسعت نے اس رتبہ کو پہونچایا کہ بڑے بڑے ائمہ مذہب (مثلاً امام اشعری و ابو المنصور ماتریدی) کا مایۂ ناز ٹھہرا -

علم کلام کیطرف متوجہ

علم کلام زمانۂ مابعد مین اگرچہ مدوّن و مرتب ہوکر اکتسابی علوم مین داخل ہوگیا لیکن اوسوقت تک اوسکی تحصیل کیلئے صرف قدرتی ذہانت اور مذہبی معلومات درکار تھین قدرت نے امام ابو حنیفہ مین یہ تمام باتین جمع کردی تھین - رگون مین ایرانی خون - اور طبیعت مین زور اور جدت تھی - مذہبی روایتین اور مسایل - کوفہ مین ایسے عام تھے کہ ایک معمولی شخص بھی تعلیم یافتہ لوگون مین اٹھ بیٹھکر حاصل کرسکتا تہا - امام ابو حنیفہ نے اس فن مین وہ کمال پیدا کیا کہ بڑے بڑے اساتذۂ فن - بحث کرنے مین اون سے جی چراتے تھے - تجارت کی ضرورت سے اکثر بصرہ - جانا ہوتا تہا جو ان تمام فرقون کا دنگل اور خاصکر خارجیون کا

مرکز تھا - اباضیہ - صفریہ - حشویہ - وغیرہ سے اکثر بحثین کین اور ہمیشہ غالب رہے - اگرچہ آخر ان جھگڑون کو چھوڑ کر وہ علم فقہ پر مائل ہوئے اور تمام عمر اوسکی نذر کردی لیکن اخیر تک یہ مذاق طبیعت سے نہ گیا - خارجیون وغیرہ سے اونکے مناظرے - علم کلام کی جان ہین - اونکی علمی زندگی کے تذکرہ مین ہم بعض واقعات کی تفصیل بیان کرینگے -

شروع شروع مین تو امام صاحب اس فن کے بہت دلدادہ رہے لیکن جسقدر عمر اور تجربہ بڑہتا جاتا تھا اونکی طبیعت رکتی جاتی تھی - خود اون کا بیان ہے کہ "آغاز عمر مین مین اس علم کو سب سے افضل جانتا تھا کیونکہ مجھکو یقین تھا کہ عقیدہ و مذہب کی بنیاد انہین باتون پر ہے - لیکن پھر خیال آیا کہ صحابۂ کبار اِن بحثون سے ہمیشہ الگ رہے - حالانکہ اِن باتون کی حقیقت اون سے زیادہ کون سمجھ سکتا تھا - اونکی توجہ جسقدر رہتی فقہی مسائل پر تھی - اور یہی مسایل وہ دوسرون کو تعلیم دیتے تھے - ساتھ ہی خیال گزرا کہ جو لوگ علم کلام مین مصروف ہین اون کا طرز عمل کیا ہے - اِس خیال سے اور بھی بیدلی پیدا ہوئی - کیونکہ اِن لوگون مین وہ اخلاقی پاکیزگی اور روحانی اوصاف نہ تھے جو اگلے بزرگون کا تمغاے امتیاز تھا"[5] اسی زمانہ مین ایک دن ایک عورت نے آکر یہ مسئلہ پوچھا کہ ایک شخص اپنی بیوی کو سنت کے طریقہ پر طلاق دینی چاہتا ہے - کیونکر دے - خود تو بتا نہ سکا عورت کو ہدایت کی کہ امام حماد - جن کا حلقۂ درس یہان سے قریب ہے جاکر پوچھے - یہ بھی کہدیا کہ حماد جو کچھ بتائین مجھسے کہتی جانا - تھوڑی دیر کے بعد واپس آئی اور کہا کہ حماد نے یہ جواب دیا -

---

[5] عقود الجمان باب سادس - ۱۲

مجھکو سخت عبرت ہوئی اُسیوقت اُٹھ کھڑا ہوا اور حمّاد کے حلقۂ درس مین جا بیٹھا"

حماد کی شاگردی - امام کی ابتدائی تحصیل کے متعلق ایک اور روایت ہے جسکا سلسلۂ سند خطیب نے امام تک پہونچایا ہے یعنی امام صاحب کا بیان ہے کہ "جب مینے تحصیل علم پر توجہ کی تو بہت سے علوم پیش نظر تھے اور مین متردد تھا کہ کس کو اختیار کرون - سب سے پہلے کلام کا خیال آیا - ساتھ ہی دل مین گزرا کہ کوہ کندن وکاہ برآوردن ہے - ایک مدت کی محنت اور دردسری کے بعد کمال بھی پیدا کیا تو علانیہ اظہار نہین کر سکتے کہ لوگ الحاد کی تہمت نہ لگائین - ادب اور قرأت کا بجز اسکے کہ مکتب پڑھائین اور کچھ فائدہ نہ تھا - شعر و شاعری مین ہجو اور جھوٹی مدح کے سوا اور کیا دھرا تھا - حدیث - کیلئے اوّل تو ایک مدت درکار تھی - اسکے علاوہ - کم سنون سے واسطہ پڑتا اور ہر وقت یہ فکر رہتی کہ لوگ جرح و تعدیل کا نشانہ نہ بنائین - آخر فقہ پر نظر پڑی اور دنیا و دین کی حاجتین اوس سے وابستہ نظر آئین" لیکن یہ روایت محض غلط ہے - تمام معتمد روایتین اسکے خلاف ہین - جو ریمارک امام صاحب کی طرف منسوب کئے ہین ایسے جاہلانہ ریمارک ہین کہ ایک معمولی آدمی کی طرف بھی نسبت نہین کی جا سکتی - اس روایت کو صحیح مانین تو ماننا پڑیگا کہ حدیث و کلام کیطرف امام ابوحنیفہ نے توجہ ہی نہین کی - حالانکہ ان فنون مین امام ابوحنیفہ کا جو پایہ ہے اوس سے کون انکار کر سکتا ہے - یہ ممکن ہے کہ تحصیل علوم کے بعد امام نے خیال کیا ہو کہ کس فن کو اپنا خاص فن بنائین اور چونکہ عام خلایق کی ضرورتین - فقہ سے وابستہ دیکھین اوسی کو ترجیح دی - یہی بات طرز بیان کی رنگ آمیزیون سے اس حد تک پہونچگئی - جسکا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ یہ روایت باینہمہ کہ قید کتابت مین آچکی تھی عقود الجمان

کے مصنف نے نقل کی تو بہت سے اختلافات پیدا ہو گئے ۔ ابن حجر نے تاریخ بغداد کا جو خلاصہ کیا ہے ہماری پیش نظر ہے اوسمین اس روایت کا جہان ذکر ہے ہر علم کے متعلق کی جو ریمارک ہین ۔ دوسرونکی طرف منسوب ہین ۔ امام ابو حنیفہ کی نسبت صرف اونکا تسلیم کرنا بیان کیا ہے ۔

حماد کوفہ کے مشہور امام ۔ اور اُستاد وقت تھے حضرت انس سے جو رسول اللہ کے خادم خاص تھے حدیث سنی تھی اور بڑے بڑے تابعین کی فیض صحبت سے مستفید ہوئے تھے ۔ اوسوقت کوفہ مین اونہین کا درسگاہ مرجع عام سمجھا جاتا تھا ۔ مسعر و شعبہ نے جو ائمہ فن خیال کئے گئے ہین اونہین کے حلقۂ درس مین تعلیم پائی تھی حضرت عبداللہ بن مسعود (صحابی) سے فقہ کا جو سلسلہ چلا آتا تھا ۔ اوسکا مدار انہین رہگیا تھا ۔ ان باتون کے ساتھ ۔ زمانہ نے بھی اون کا ساتھ دیا تھا ۔ یعنی دولتمند او رفارغ البال تھے اور اس وجہ سے نہایت اطمینان اور دلجمعی کے ساتھ اپنے کام مین مشغول رہتے تھے ۔ ان وجوہ سے امام ابو حنیفہ نے علم فقہ پڑہنا چاہا ۔ تو اُستادی کے لئے اونہین کو انتخاب کیا ۔ اوسوقت درس کا طریقہ یہ تھا ۔ کہ استاد کسی خاص مسئلہ پر زبانی گفتگو کرتا تھا جسکو شاگرد یاد کرلیتے اور کبھی لکھ بھی لیا کرتے تھے ۔ **امام ابو حنیفہ** ۔ پہلے دن بائین صف مین بیٹھے کیونکہ بتدیون کے لئے یہ امتیاز عموماً قایم رکھا جاتا تھا ۔ لیکن چند روز کے بعد جب حماد ۔ کو تجربہ ہوگیا کہ تمام حلقہ مین ایک شخص بھی حافظہ اور ذہانت مین اون کا ہمسر نہین ہے تو حکم دیدیا کہ ابو حنیفہ سب سے آگے بیٹھا کرین[1] ۔

[1] عقود الجمان باب سادس ۔ ۱۲

امام نے اگرچہ اسی زمانہ مین حدیث پڑہنی شروع کردی تھی جسکا تفصیلی بیان آگے آتا ہے۔ تاہم حماد۔ کے حلقۂ درس مین ہمیشہ حاضر ہوتے رہے۔ خود اون کا بیان ہے کہ "مین دس برس تک حماد کے حلقۂ درس مین حاضر ہوتا رہا پہر خیال ہوا کہ اب خود درس و تعلیم کا سلسلہ قایم کرون۔ لیکن اُستاد کا ادب مانع ہوتا تھا۔ اتفاق سے اونہین دنون۔ حماد کا ایک رشتہ دار جو بصرہ مین رہا کرتا تھا مر گیا۔ حماد کے سوا اور کوئی اوسکا وارث نہ تھا۔ اس ضرورت سے اونکو بصرہ جانا پڑا۔ چونکہ مجھکو اپنا جانشین کر گئے تھے: تلامذہ اور ارباب حاجت نے میری طرف رجوع کیا۔ بہت سے ایسے مسئلے پیش آئے جنمین اُستاد سے مینے کوئی روایت نہین سُنی تھی۔ اسلئے اپنے اجتہاد سے جواب دئے اور احتیاط کے لئے ایک یادداشت لکھتا گیا۔ دو مہینے کے بعد حماد بصرہ سے واپس آئے۔ مینے وہ یادداشت پیش کی۔ کل ساٹھ مسئلے تھے۔ انمین سے بیس مین غلطیان نکالین باقی کی نسبت فرمایا کہ تمہارے جواب صحیح ہین۔ مینے عہد کیا کہ حماد۔ جب تک زندہ ہین اون کی شاگردی کا تعلق کبھی نہ چھوڑون گا۔

حماد نے سنہ ۱۲۰ مین انتقال کیا۔ امام ابوحنیفہ۔ نے اگرچہ حماد کے سوا اور بزرگونکی خدمت مین بھی فقہ کی تحصیل کی لیکن کچھ شبہ نہین کہ اس فن خاص مین وہ حماد ہی کے تربیت یافتہ ہین اور یہی وجہ ہے کہ وہ حد سے زیادہ اونکی تعظیم کرتے تھے۔

حماد کے زمانہ مین ہی امام نے حدیث کی طرف توجہ کی کیونکہ مسائل فقہ کی مجتہدانہ تحقیق جو امام۔ کو مطلوب تھی حدیث کی تکمیل کے بغیر ممکن نہ تھی۔

اوسوقت تمام ممالک اسلامیہ مین بڑے زور شور سے حدیث کا درس جاری تھا اور ہر جگہ سند اور روایت کے دفتر کھلے ہوئے تھے۔ صحابہ جنکی تعداد کم از کم دس ہزار ہے تمام ممالک مین پہونچگئے تھے۔ اور انکی وجہ سے اسناد و روایت کا ایک عظیم الشان سلسلہ قایم ہوگیا تھا لوگ جہان کسی صحابی کا نام سن پاتے تھے ہر طرف سے ٹوٹ پڑتے تھے کہ چلکر رسول اللہ کے حالات سنین۔ یا مسایل شرعیہ کی تحقیق کرین۔ اسطرح تابعین کا۔ جو صحابہ کے شاگرد کہلاتے تھے بیشمار گروہ پیدا ہوگیا تھا۔ جنکے سلسلے تمام ممالک اسلامیہ مین پھیل گئے تھے۔ جن شہرون مین صحابہ یا تابعین کا زیادہ مجمع تھا۔ وہ دار العلم کے لقب سے ممتاز تھے۔ ان مین مکہ معظمہ۔ مدینہ منورہ۔ یمن۔ بصرہ۔ کوفہ۔ کو خاص امتیاز تھا۔ کیونکہ اسلامی آثار کے لحاظ سے کوئی شہر۔ ان مقامات کا ہمسر نہ تھا۔

کوفہ جو امام ابوحنیفہ کا مولد و مسکن تھا اسلام کی وسعت و تمدن کا گویا دیباچہ تھا۔ اہل عرب کی روز افزون ترقی کیلئے عرب کی مختصر آبادی کافی نہ تھی۔ اس ضرورت سے حضرت عمر نے سعد بن ابی وقاص کو جو اوسوقت حکومت کسریٰ کا خاتمہ کر کے۔ **مداین**۔ مین اقامت گزین تھے خط لکھا کہ "مسلمانون کے لئے ایک شہر بساؤ جو اونکا دار الہجرۃ اور قرارگاہ ہو"۔ سعد نے کوفہ کی زمین پسند کی۔ ۱۷ھ مین اوسکی بنیاد کا پتھر رکھا گیا اور معمولی سادہ وضع کی عمارتین تیار ہوئین۔ اوسیوقت عرب کے قبایل ہر طرف سے آآ کر آباد ہونے شروع ہوئے۔ یہانتک کہ تھوڑے دنون مین وہ عرب کا ایک خطہ بنگیا۔ حضرت عمر نے یمن کے بارہ ہزار اور نزار کے آٹھ ہزار آدمیون کے لئے جو وہان جاکر آباد ہوئے تھے روزینے مقرر کردئے۔ چند روز مین

جمعیت کے اعتبار سے کوفہ نے وہ حالت پیدا کی کہ جناب فاروقؓ - کوفہ کو "رمح اللہ کنز الایمان جمجمۃ العرب" یعنی خدا کا علم ایمان کا خزانہ - عرب کا سر - فرمایا کرتے تھے - اور خط لکھتے تو اس عنوان سے لکھتے تھے - "الی راس الاسلام - الی راس العرب" حضرت علیؓ نے اس شہر کو دار الخلافۃ قرار دیا - صحابہ مین سے ایک ہزار پچاس شخص جنمین چوبیس وہ بزرگ تھے جو غزوہ بدر مین رسول اللہؐ کے ہمرکاب رہے تھے وہان گئے اور بہتون نے سکونت اختیار کر لی - ان بزرگون کی بدولت ہر جگہ حدیث و روایت کے چرچے پھیل گئے تھے - اور کوفہ کا ایک ایک گھر - حدیث و روایت کا درس گاہ بن گیا تھا[1] -

بصرہ بھی اوسی مقدس خلیفہ کے حکم سے آباد ہوا تھا اور وسعت علم اور اشاعت حدیث کے اعتبار سے کوفہ کا ہمسر تھا - یہ دونون شہر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی طرح - علوم اسلامی کے دار العلم خیال کئے جاتے تھے - علامہ ذہبی - نے اسلام کی دوسرے تیسرے دور مین جن لوگون کو حاملین حدیث کا لقب دیا ہے اور اونکے مستقل ترجمے لکھے ہین - اونمین اکثر - مثلاً مسروق بن الاجدع - عبیدہ بن عمر - اسود بن یزید - ابو عمر النخعی - ذر بن حبیش - ربیع بن خثیم - عبد الرحمن بن ابی لیلی - ابو عبد الرحمن السلمی - شریح بن الحرث - شریح بن ہانی - ابو وائل شقیق بن سلمہ - قیس بن ابی حازم - محمد بن سیرین - حسن بصری - شعبۃ بن حجاج - قتادہ بن دعامہ - انہین دونون شہرونکے رہنے والے یا نزیل[2] تھے - سفیان بن عیینہ - جو ائمہ حدیث مین شمار کئے جاتے ہین اکثر

---

[1] یہ تمام تفصیل - فتوح البلدان بلاذری ذکر آبادی کوفہ - معجم البلدان - فتح المغیث صفحہ ۲۸۲ مین مذکور ہے

[2] تذکرۃ الحفاظ علامہ ذہبی

فرماتے تھے کہ مناسک کے واسطے مکہ - قرأت کیلئے مدینہ - اور حلال و حرام یعنی فقہ کیلئے کوفہ ہے[۵۱]"

فقہ میں امام نے زیادہ تر حماد کا حلقۂ درس کافی سمجھا تھا - لیکن حدیث مین یہ قناعت ممکن نہ تھی - یہان صرف ذہانت اور اجتہاد سے کام نہین چل سکتا تھا بلکہ درایت کے ساتھ روایت کی بھی ضرورت تھی - حدیثین اوسوقت تک نہایت پریشان اور غیر مرتب تھین یہانتک کہ بڑے بڑے اساتذہ دو دو چار سو حدیثون سے زیادہ یاد نہین رکھتے تھے - یہ تعداد ضروری مسایل کے لئے بھی کافی نہ تھی - اسکے علاوہ طرق روایت مین اسقدر اختلافات پیدا ہو گئے تھے کہ ایک حدیث جب تک متعدد طریقون سے نہ معلوم ہوا وسکے مفہوم اور تعبیر کا ٹھیک ٹھیک تعین ہونا دشوار تھا - امام ابوحنیفہ کو حماد کی صحبت اور تجربگی عمر نے ان ضرورتون سے اچھی طرح واقف کر دیا تھا - اسلئے نہایت سعی اور اہتمام سے حدیثون کے بہم پہونچانے پر توجہ کی -

تقریباً - کوفہ مین کوئی ایسا محدث باقی نہ تھا جسکے سامنے امام صاحب نے زانوی شاگردی تہ نہ کیا ہو - اور حدیثین نہ سیکھی ہون - ابوالمحاسن شافعی نے جہان اونکے شیوخ حدیث کے نام گنائے ہین - ترانوے شخصونکی نسبت لکھا ہے کہ کوفہ کے رہنے والے یا نزیل تھے - تہذیب التہذیب و تہذیب الاسماء - و تذکرۃ الحفاظ وغیرہ مین - اگرچہ (جیسا کہ ان کتابون کا عام طریقہ ہے) - امام - کے شیوخ کا استقصا نہین کیا ہے - تاہم انہین کتابونکے تتبع سے معلوم ہوتا ہے کہ اُنھون نے ایک گروہ کثیر سے روایت کی جنمین ۹۳ شخص خاص کوفہ کے رہنے والے

---

[۵۱] معجم البلدان - ذکر کوفہ

تھے اور انمین اکثر تابعی تھے۔ شیوخ کوفہ مین خاصکر۔ امام شعبی۔ سلمۃ بن کہیل۔ محارب بن دثار۔ ابو اسحق سبعی۔ عون بن عبداللہ۔ سماک بن حرب۔ عمرو بن مرۃ۔ منصور بن المعتمر۔ اعمش۔ ابراہیم بن محمد۔ عدی بن ثابت الانصاری۔ عطا بن السائب۔ موسی بن ابی عائشہ۔ علقمۃ بن مرثد۔ بہت بڑے محدث۔ اور سند و روایت کے مرجع عام تھے۔ سفیان ثوری اور امام حنبل وغیرہ کا سلسلہ سند اکثر انہین بزرگون تک پہونچتا ہے۔

امام شعبی[1]۔ وہی بزرگ ہین جنہون نے اول اول امام ابوحنیفہ کو تحصیل علم کی رغبت دلائی تھی۔ بہت سے صحابہ سے حدیثین روایت کی تھین۔ مشہور ہے کہ پانسو صحابہ کو دیکھا تھا۔ عراق۔ عرب۔ شام۔ مین چار شخص جو استاد کامل تسلیم کئے جاتے تھے انمین ایک یہ تھے۔ امام زہری کہا کرتے تھے کہ "عالم صرف چار ہین مدینہ مین ابن المسیب۔ بصرہ مین حسن۔ شام مین مکحول۔ کوفہ مین شعبی"۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے ان کو ایکبار مغازی کا درس دیتے دیکھا تو فرمایا کہ "واللہ یہ شخص اس فن کو مجھسے اچھا جانتا ہے"۔ ایک مدت تک منصب قضا پر مامور رہے۔ خلفا اور اعیان دولت۔ ان کا نہایت احترام کرتے تھے۔ سنہ ۱۰۴ ہجری یا سنہ ۱۰۶ ہجری مین وفات پائی۔

سلمۃ بن کہیل۔ مشہور محدث اور تابعی تھے۔ جندب بن عبداللہ ابن ابی اوفی۔ ابو الطفیل وغیرہ کے علاوہ اور بہت سے صحابہ سے حدیثین روایت کین۔ ابن سعد نے انکو کثیر الحدیث لکھا ہے۔ سفیان بن عیینہ (امام شافعی کے استاد) فرماتے تھے کہ سلمۃ بن کہیل ایک رکن ہین ارکان مین سے۔ ابن مہدی کا قول تھا کہ کوفہ مین۔ چار شخص سب سے زیادہ صحیح الروایۃ تھے۔ منصور۔ سلمۃ۔ عمرو بن مرۃ۔ ابو حصین۔

[1] امام کی شیوخ حدیث کا حال۔ مین نے زیادہ تر۔ تہذیب التہذیب۔ و معارف ابن قتیبۃ۔ و مرآۃ الجنان یافعی سے لکھا ہے

ابو اسحق سبعی - کبار تابعین سے تھے - عبد اللہ بن عباس - عبد اللہ بن عمر - بن زبیر - نعمان بن بشیر - زید بن ارقم - اور بہت سے صحابہ سے جنکے نام علامہ نووی نے تہذیب الاسما مین بتفصیل لکھے ہین - حدیثین سنین تھین - عجلی نے کہا ہے کہ ۳۸ صحابہ سے اِنکو بالمشافہ روایت ہے - علی بن المدینی جو امام بخاری کے اوستاد تھے اونکا قول ہے کہ ابو اسحق کے شیوخ حدیث مینے شمار کئے تو کم و بیش تین سو تھے - حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب مین اُنکا مفصل تذکرہ لکھا ہے -

سماک بن حرب - بہت بڑے تابعی اور محدث تھے - امام سفیان ثوری نے کہا ہے کہ سماک نے کبھی حدیث مین غلطی نہین کی - خود سماک کا بیان ہے کہ مین اسّی صحابہ سے ملا ہون -

محارب بن دثار - عبد اللہ بن عمر اور جابر وغیرہ سے روایت کی - امام سفیان ثوری کہا کرتے تھے کہ "مینے کسی زاہد کو نہین دیکھا جسکو محارب پر ترجیح دون" - علامہ ذہبی نے لکھا ہے کہ محارب عموماً حجۃ ہین - امام احمد - ابن معین - ابو زرعہ - دار قطنی - ابو حاتم - یعقوب ابن سفیان - نسائی - نے اِنکو ثقہ تسلیم کیا ہے - کوفہ مین منصب قضا پر مامور تھے سنہ ۱۱۶ھ مین وفات کی -

عون بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود حضرت ابو ہریرہ اور عبد اللہ بن عمر سے حدیثین روایت کین - نہایت ثقہ اور پرہیزگار تھے -

ہشام بن عروۃ - معزز و مشہور تابعی تھے - بہت سے صحابہ سے حدیثین روایت کین - بڑے بڑے ایمہ حدیث مثلاً سفیان ثوری - امام مالک - سفیان بن عیینہ اِنکے شاگرد تھے - ابو جعفر منصور کے زمانہ مین کوفہ گئے - اہل کوفہ نے اسی زمانہ مین اون سے حدیثین روایت کین - خلیفہ منصور - ان کا نہایت احترام کرتا تھا - ایکبار لاکھ درہم اِنکو عطا کئے - اِنکے جنازہ کی نماز بھی منصور نے ہی پڑھائی تھی - ابن سعد نے لکھا ہے

کو ثقہ اور کثیر الحدیث تھے۔ ابو حاتم نے اونکو امام حدیث کہا ہے۔

سلیمان بن مہران معروف باعمش۔ کوفہ کے مشہور امام تھے صحابیین سے انس بن مالک سے ملے تھے اور عبد اللہ بن ابی اوفی سے حدیث سنی تھی سفیان ثوری و شعبہ۔ انکے شاگرد ہین۔

امام۔ کی تحصیل حدیث کا دوسرا مدرسہ۔ بصرہ تھا جو امام حسن بصری و شعبہ و قتادہ کے فیض تعلیم سے مالامال تھا۔ تعجب ہے کہ حسن بصری باوجودیکہ ۱۱۰ھ ہجری تک زندہ رہے لیکن امام ابو حنیفہ کا اونکے درس سے مستفید ہونا ثابت نہین ہوتا۔ البتہ قتادہ کی شاگردی کا ذکر۔ عام محدثین نے کیا ہے۔ اور عقود الجمان کے مختلف مقامات سے معلوم ہوتا ہے کہ امام نے شعبہ سے حدیث روایت کی اور اونہون نے اپنے سامنے ہی فتوی و روایت کی اجازت بھی دیدی تھی۔

قتادہ۔ بہت بڑے محدث اور مشہور تابعی تھے حضرت انس بن مالک و عبد اللہ بن حرس و ابو الطفیل اور دیگر صحابہ سے حدیثین روایت کین حضرت انس کے دو شاگرد جو نہایت نامور ہین اونمین ایک یہ ہین۔ اس خصوصیت مین اونکو نہایت شہرت تھی کہ حدیث کو بعینہ ادا کرتے تھے۔ یعنی الفاظ و معنی مین بالکل فرق نہین ہوتا تھا۔ انکی قوت حافظہ کی ایک عجیب مثال لکھی ہے۔ عمرو بن عبد اللہ کا بیان ہے کہ یہ مدینہ مین سعید بن المسیب سے فقہ و حدیث پڑہتے تھے۔ ایک دن انہون نے فرمایا کہ "تم ہر روز بہت سی باتین پوچھتے ہو تمکو اونمین سے کچھ یاد بھی ہین"۔ اونہون نے کہا "ایک ایک حرف محفوظ ہے"۔ چنانچہ جسقدر اون سے سنا تھا بقید تاریخ اور دن کے بیان کرنا شروع کیا۔ وہ نہایت متعجب ہوئے

اور کہا "خدا نے دنیا مین تم جیسے لوگ بھی پیدا کیئے ہین" اسی بنا پر لوگ انکو احفظ الناس کہا کرتے تھے۔ امام حنبل نے انکے فقہ و واقفیت اختلافات و تفسیر دانی کی نہایت مدح کی اور کہا کہ کوئی شخص ان باتون مین انکی برابر ہو تو ہو مگر ان سے بڑھکر نہین ہو سکتا" حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب مین انکا حال تفصیل سے لکھا ہے جس سے انکی عظمت و شان کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

شعبہ بھی بڑے رتبہ کے محدث تھے دو ہزار حدیثین یاد تھین۔ سفیان ثوری نے فن حدیث مین انکو امیر المومنین مانا ہے۔ عراق مین یہ پہلے شخص ہین جسنے جرح و تعدیل کے مراتب مقرر کیئے۔ امام شافعی فرمایا کرتے تھے کہ شعبہ نہوتے تو عراق مین حدیث کا رواج نہوتا۔ ۱۶۰ھ مین انتقال کیا۔ سفیان ثوری کو انکے مرنے کی خبر پہونچی تو کہا "آج فن حدیث بھی مر گیا" شعبہ کو امام ابوحنیفہ کے ساتھ ایک خاص ربط تھا۔ غیبت مین اکثر انکی ذہانت اور خوبی فہم کی تعریف کرتے۔ ایکبار ان کا ذکر آیا تو کہا کہ جسطرح مین جانتا ہون کہ آفتاب روشن ہے اسی یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہون کہ علم اور ابوحنیفہ ہم نشین ہین" یحیی بن معین سے جو امام بخاری کے استاد تھے کسی نے پوچھا کہ آپ ابوحنیفہ کی نسبت کیا خیال رکھتے ہین فرمایا "اسقدر کافی ہے کہ شعبہ نے انکو حدیث و روایت کی اجازت دی اور شعبہ آخر شعبہ ہی ہین"[۵] بصرہ کے اور شیوخ جن سے امام ابوحنیفہ نے حدیثین روایت کین انمین عبدالکریم بن امیہ اور عاصم بن سلیمان الاحول زیادہ ممتاز ہین۔

۵؎ عقود الجمان۔ باب ہشتم۔

امام ابوحنیفہ کو اگرچہ ان درسگاہون سے حدیث کا بہت بڑا ذخیرہ ہاتھ آیا تاہم تکمیل کی سند حاصل کرنے کے لئے حرمین جانا ضرور تھا - جو علوم مذہبی کے اصلی مرکز تھے - تاریخون سے یہ پتہ نہین چلتا کہ امام کا پہلا سفر کس سنہ مین واقع ہوا تاہم ظن غالب ہے کہ جب اُنہون نے حرمین کا سفر کیا تو تحصیل کا آغاز تھا - مورخ ابن خلکان نے لکھا ہے[۱] کہ وکیع نے خود امام ابوحنیفہ سے روایت کی ہے کہ "حج مین ایک حجام نے جس سے مینے بال منڈوائے تھے کئی باتون مین مجھپر گرفت کی - مینے اُجرت پوچھی تو بولا 'مناسک چکائے نہین جاتے' مین چپ ہو کر اصلاح بنوانے لگا - اُسنے پھر ٹوکا کہ 'حج مین چپ نہین رہنا چاہئے تکبیر کہے جاؤ' - حجامت سے فارغ ہو کر مین گھر چلا تو اُسنے کہا 'پہلے دو رکعت نماز پڑھ لو پھر کہین جانا' مینے متعجب ہو کر پوچھا کہ یہ مسائل تمنے کہان سیکھے - بولا 'عطاء بن ابی رباح کا فیض ہے'" - اس واقعہ سے زیادہ تر یہی قیاس ہو سکتا ہے کہ ابتدائی زمانہ تھا -

جس زمانہ مین امام ابوحنیفہ مکہ معظمہ پہونچے درس و تدریس کا نہایت زور تھا - متعدد اساتذہ کی جو فن حدیث مین کمال رکھتے تھے اور اکثر صحابہ کی خدمت سے مستفید ہوئے تھے الگ الگ درسگاہ قایم تھے - انمین عطاء بن ابی رباح کا حلقہ سب سے زیادہ وسیع اور مستند تھا - عطاء مشہور تابعی تھے اکثر صحابہ کی خدمت مین رہے تھے اور اُون کی فیض صحبت سے اجتہاد کا رتبہ حاصل کیا تھا - حضرت عبداللہ بن عباس - ابن عمر - ابن زبیر - اسامۃ بن زید - جابر بن عبداللہ - زید بن ارقم - عبداللہ بن سایب - عقیل - رافع -

---

۱ تاریخ ابن خلکان - ترجمۂ عطاء ابن ابی رباح

ابودردار - ابوہریرہ - اور بہت سے صحابہ سے حدیثین سُنین تھین - خود اونکا بیان ہے کہ "مین دو سو بزرگون سے ملا ہون جنکو رسول اللہ کی صحبت کا شرف حاصل تہا" مجتہدین صحابہ اونکے علم و فضل کے معترف تھے - عبداللہ بن عمر جو حضرت فاروق کے فرزند رشید اور صاحب افتا تھے اکثر فرماتے تھے کہ "عطا بن رباح کے ہوتے لوگ میرے پاس کیون آتے ہین" حج کے زمانہ مین ہمیشہ سلطنت کی طرف سے ایک منادی مقرر ہوتا تھا کہ "عطا کے سوا کوئی شخص فتوی دینے کا مجاز نہین ہے"[۱] بڑے بڑے ایمہ حدیث مثلاً امام اوزاعی زہری - عمرو بن دینار - اونہین کے حلقۂ درس سے نکلکر اُستاد کہلائے -

امام ابوحنیفہ استفادہ کی غرض سے اونکی خدمت مین حاضر ہوئے تو اونہون نے احتیاط کے لحاظ سے عقیدہ پوچھا - امام نے کہا "مین اسلاف کو بُرا نہین کہتا - گنہگار کو کافر نہین سمجھتا - قضا و قدر کا قایل ہون" عطا نے اجازت دی کہ حلقۂ درس مین شریک ہوا کرین[۲] - روز بروز انکی ذہانت و طباعی کے جوہر ظاہر ہوتے گئے اور اُسکے ساتھ اُستاد کی نظر مین انکا وقار بھی بڑھتا گیا - یہان تک کہ جب یہ حلقۂ درس مین جاتے تو عطا - اورونکو ہٹا کر انکو اپنے پہلو مین جگہ دیتے[۳] - عطا سنہ ۱۱۵ھ تک زندہ رہے - اس مدت مین امام ابوحنیفہ کو جب مکہ جانے کا اتفاق ہوتا تو اونکی خدمت مین اکثر حاضر رہتے اور مستفید ہوتے -

عطا کے سوا مکہ معظمہ کے اور محدثین جنسے امام نے حدیث کی سند لی اونمین سے عکرمہ

[۱] ابن خلکان - اور کتب رجال مین اونکے حالات دیکہو - [۲] مختصر تاریخ بغداد لابن جزلة - ۱۲
[۳] عقود الجمان - باب ناشر -

کا ذکر خصوصیت کے ساتھ کیا جاسکتا ہے - عکرمہ حضرت عبداللہ بن عباس کے غلام
اور شاگرد تھے اونھون نے نہایت توجہ اور کوشش سے انکی تعلیم و تربیت کی تھی - یہانتک
کہ اپنی زندگی ہی مین اجتہاد و فتوی کا مجاز کردیا تھا - عکرمہ نے اور بہت سے صحابہ مثلاً حضرت علیؑ
ابوہریرہ - عبداللہ بن عمر - عقبہ بن عامر - صفوان - جابر - ابوقتادہ - سے حدیثین سیکھی
تھین اور فقہی مسایل تحقیق کئے تھے - کم و بیش ستر مشہور تابعین حدیث و تفسیر مین ان کے
شاگرد ہین - امام شعبی کہا کرتے تھے کہ قرآن کا جاننے والا عکرمہ - سے بڑھکر نہین رہا سعید
بن جبیر کہ تابعین کے سردار تھے اون سے ایک شخص نے پوچھا کہ دنیا مین آپ سے بڑھکر
بھی کوئی عالم ہے - فرمایا "ہان عکرمہ"

اسی زمانہ مین یعنی ۱۲۰ھ سے پہلے - امام ابوحنیفہ نے مدینہ کا قصد کیا کہ حدیث کا مخزن
اور نبوت کا اخیر قرارگاہ تھا - صحابہ - کے بعد - تابعین کے گروہ مین سے سات شخص
علم فقہ و حدیث کے مرجع بنگئے تھے اور مسایل شرعیہ مین عموماً انکی طرف رجوع کیا جاتا تھا - ان
لوگون نے بڑے بڑے صحابہ کے دامن فیض مین تعلیم پائی تھی اور یہ مرتبہ حاصل کیا تھا کہ
تمام ممالک اسلامی مین واسطہ در واسطہ انکی درس کا سلسلہ پھیلا ہوا تھا - یہ لوگ ہمعصر تھے
اور ایک مشترک مجلس افتا کے ذریعہ سے تمام شرعی مسائل کا فیصلہ کرتے تھے[۱] - مدینہ کی فقہ جسکی
تدوین امام مالک نے کی اوسکی بنیاد زیادہ تر انہین کے فتوؤن پر ہے - امام ابوحنیفہ جب مدینہ
مین پہونچے تو ان بزرگون مین سے صرف دو شخص زندہ تھے - سلیمان - و سالم بن عبداللہ

[۱] فتح المغیث صفحہ ۳۹۹ -

سلیمان حضرت میمونہ کے جو رسول اللہ کی ازواج مطہرات مین سے تھین - غلام تھے اور فقہاے سبعہ مین فضل و کمال کے لحاظ سے اونکا دوسرا نمبر تھا - سالم حضرت فارق کے پوتے تھے اور اپنے والد بزرگوار سے تعلیم پائی تھی - امام ابو حنیفہ - دونون بزرگون کی خدمت مین حاضر ہوئے اور اون سے حدیثین روایت کین -

امام ابو حنیفہ کی طالب العلمی کی مسافت اگرچہ مدینہ تک محدود ہے - تاہم تعلم کا سلسلہ اخیر زندگی تک قایم رہا - اکثر حرمین جاتے اور مہینون قیام کرتے - حج کی تقریب مین ممالک اسلامی کے ہر گوشہ سے بڑے بڑے اہل کمال مکہ مین آکر جمع ہو جاتے تھے جنکا مقصد - حج کے ساتھ افادہ اور استفادہ بھی ہوتا تھا - امام صاحب اکثر اون لوگون سے ملتے اور مستفید ہوتے امام اوزاعی اور مکحول شامی - کہ شام کے امام المذہب کہلاتے تھے امام ابو حنیفہ نے مکہ ہی مین ان لوگون سے تعارف حاصل کیا اور حدیث کی سند لی - یہ وہ زمانہ تھا کہ امام صاحب کی ذہانت اور اجتہاد کی شہرت دور دور ہو چکی تھی - یہانتک کہ ظاہر بینون نے اونکو قیاسی مشہور کر دیا تھا -

انہین دنون مین عبد اللہ بن مبارک نے جو امام ابو حنیفہ کے مشہور شاگرد ہین بیروت کا سفر کیا کہ امام اوزاعی سے فن حدیث کی تکمیل کرین - پہلی ہی ملاقات مین اوزاعی نے ان سے پوچھا کہ "کوفہ مین ابو حنیفہ کون شخص پیدا ہوا ہے - جو دین مین نئی باتین نکالتا ہے" - انہون نے کچھ جواب ندیا اور گھر چلے آئے دو تین دن کے بعد پھر گئے تو کچھ اجزا ساتھ لیتے گئے اوزاعی نے انکے ہاتھ سے وہ اجزا - ہلے لئے - سرنامہ پر لکھا تھا - "قال نعمان بن ثابت"

دیر تک غور سے دیکھا کیے۔ پھر عبد اللہ سے پوچھا نعمان کون بزرگ ہین۔ انہون نے کہا
عراق کے ایک شیخ ہین جنکی صحبت مین مین رہا ہون " فرمایا بڑے پایہ کا شخص ہے۔ عبد اللہ
نے عرض کی۔ یہ وہی ابو حنیفہ ہین جنکو آپ مبتدع بتاتے تھے۔ اوزاعی کو اپنی غلطی پر افسوس ہوا
حج کی تقریب سے اوزاعی مکہ گئے تو امام ابو حنیفہ سے ملاقات ہوئی۔ انہین مسایل کا ذکر آیا۔
اتفاق سے عبد اللہ بن المبارک بھی موجود تھے۔ اون کا بیان ہے کہ امام ابو حنیفہ نے اس خوبی
سے تقریر کی کہ اوزاعی حیران رہ گئے۔ امام ابو حنیفہ کے جانے کے بعد مجھسے کہا کہ " اس شخص
کے کمال نے اسکو لوگون کا محسود بنا دیا ہے۔ بے شبہ میری بدگمانی غلط تھی جس کا مین
افسوس کرتا ہون "[۱]

تاریخون سے ثابت ہے کہ امام ابو حنیفہ نے فن حدیث مین امام اوزاعی کی شاگردی
کی ہے۔ غالباً یہی زمانہ ہوگا۔

حضرت **امام باقر** علیہ السلام کے ساتھ بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا۔ امام ابو حنیفہ
دوسری بار مدینہ گئے تو امام موصوف کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ ان کے ایک ساتھی
نے پہچنوایا کہ یہ ابو حنیفہ ہین۔ انہون نے ابو حنیفہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ " ہان تمہین قیاس
کی بنا پر ہمارے دادا کی حدیثون سے مخالفت کرتے ہو " انہون نے نہایت ادب سے
کہا " معاذ اللہ حدیث کی کون مخالفت کرسکتا ہے۔ آپ تشریف رکھین تو کچھ عرض کرون "
پھر حسب ذیل گفتگو ہوئی (ابو حنیفہ) مرد ضعیف ہے یا عورت۔ (امام باقر) عورت (ابو حنیفہ)

[۱] مختصر تاریخ بغداد۔

وراثت مین مرد کا حصہ زیادہ ہے یا عورت کا (امام باقرؑ) مرد کا (ابوحنیفہ) مین قیاس لگاتا تو کہتا کہ عورت کو زیادہ حصہ دیا جائے کیونکہ ضعیف کو ظاہر قیاس کی بنا پر زیادہ ملنا چاہیے۔ پھر پوچھا نماز افضل ہے یا روزہ (امام باقرؑ) نماز (ابوحنیفہ) اس اعتبار سے حایضہ عورت پر نماز کی قضا واجب ہونی چاہیے نہ روزہ کی۔ حالانکہ مین روزہ ہی کی قضا کا فتوی دیتا ہون امام باقرؑ۔ اسقدر خوش ہوئے کہ اُٹھکر اونکی پیشانی چوم لی۔[۵۱] ابوحنیفہ ایک مدت تک استفادہ کی غرض سے انکی خدمت مین حاضر رہے اور فقہ وحدیث کے متعلق بہت سی نادر باتین حاصل کین۔ شیعہ و سنی دونون نے مانا ہے کہ امام ابوحنیفہ کی معلومات کا بڑا ذخیرہ حضرت ممدوح کا فیض صحبت تھا۔ امام صاحب نے اونکے فرزند رشید حضرت جعفر صادق علیہ السلام کی فیض صحبت سے بھی بہت کچھ فائدہ اُٹھایا جسکا ذکر عموماً تاریخون مین پایا جاتا ہے۔ ابن تیمیہ نے اس سے انکار کیا ہے اور اوسکی وجہ یہ خیال کی ہے کہ امام ابوحنیفہ حضرت جعفر صادقؑ کے معاصر اور ہمسر تھے اسلیے اونکی شاگردی کیونکر اختیار کرتے۔ لیکن یہ ابن تیمیہ کی گستاخی اور خیرہ چشمی ہے۔ امام ابوحنیفہ لاکھ مجتہد اور فقیہ ہون لیکن فضل وکمال مین انکو حضرت جعفر صادق سے کیا نسبت؟ حدیث وفقہ بلکہ تمام مذہبی علوم اہلبیت کے گھر سے نکلے و صاحب البیت ادری بما فیھا

یا تو وہ زمانہ تھا کہ امام ابوحنیفہ نے ایک طالب العلم کی حیثیت سے حرمین کا سفر کیا تھا یا اب یہ نوبت پہونچی کہ سفر کا قصد کرتے تو تمام اطراف مین شہرہ ہو جاتا کہ فقیہ عراق عرب کو

[۵۱] عقود الجمان باب شانزدہم

جارہا ہے۔ جس شہر یا گانون مین گزر ہوتا ہزارون آدمیون کا مجمع ہوجاتا۔ ایک دفعہ مکہ معظمہ گئے تو لوگون کی یہ کثرت ہوئی کہ مجلس مین تل رکھنے کو جگہ نہ تھی۔ ارباب حدیث وفقہ دونون فرقہ کے لوگ تھے اور شوق کا یہ عالم تھا کہ ایک پر ایک گرا پڑتا تھا۔ آخر امام صاحب نے تنگ آکر۔ فرمایا "کاش ہمارے میزبان سے کوئی جاکر کہتا کہ اس ہجوم کا انتظام کرتے۔" ابوعاصم نبیل حاضر تھے۔ عرض کی کہ مین جاتا ہون لیکن چند مسئلے دریافت کرنے رہ گئے ہین۔ امام نے پاس بلالیا اور زیادہ توجہ کے ساتھ اونکی باتین سنین۔ اسمین میزبان کا خیال جاتا رہا۔ ابوعاصم سے فارغ ہوکر ایک اور طالب علم کیطرف متوجہ ہوئے۔ اور پھر وہی سلسلہ قایم ہوگیا تھوڑی دیر کے بعد خیال آیا تو فرمایا کسی شخص نے میزبان کے پاس جانے کا اقرار کیا تھا وہ کہان گیا۔ ابوعاصم بولے۔ مینے عرض کیا تھا۔ فرمایا پھر تم گئے نہین؟ ابوعاصم نے مناظرانہ شوخی سے کہا "مینے یہ تو نہین کہا تھا کہ ابھی جاتا ہون۔ جب فرصت ہوگی جاؤنگا۔ امام نے فرمایا "عام بول چال مین ان احتمالات کا موقع نہین۔ ان لفظونکے معنی ہمیشہ وہی لئے جاینگے جو عوام کی غرض ہوتی ہے[1]" ایک اعتبار سے یہ بھی ایک فقہی مسئلہ تھا جسکو امام صاحب نے باتون باتون مین حل کردیا۔

امام صاحب کے اساتذہ۔ اونکی نہایت عزت کرتے تھے۔

امام صاحب کے اساتذہ۔ اونکا اسقدر ادب و احترام کرتے تھے کہ لوگون کو تعجب ہوتا تھا محمد بن الفضل کا بیان ہے کہ ایک دفعہ امام ابوحنیفہ ایک حدیث کی تحقیق کے لئے خصیب کے پاس گئے۔ مین بھی ساتھ تھا۔ خصیب نے ان کو آتے دیکھا تو اٹھ کھڑے ہوئے۔

[1] الجواہر المضیئۃ۔ باب الکنی۔ ترجمۂ ابوعاصم النبیل۔

اور نہایت تعظیم کے ساتھ لاکر اپنی برابر بٹھایا۔ امام صاحب نے پوچھا کہ بیضہ نعام کے بارہ مین کیا حدیث آئی ہے؟ خصیب نے کہا۔ اخبرنی ابوعبیدة عن عبداللہ بن مسعود فی بیضة النعام یصیبہا المحرم ان فیہ قیمتہ۔ عمرو بن دینار جو مکہ کے مشہور محدث تھے ابوحنیفہ کے ہوتے حلقہ درس مین اور کسیکی طرف خطاب نہین کرتے تھے[1]۔

امام کی صحبت

اس عظمت کے ساتھ امام صاحب کو طلب علم مین کسی سے عار نہ تھی۔ امام مالک عمر مین ان سے تیرہ برس کم تھے۔ اونکے حلقہ درس مین بھی اکثر حاضر ہوئے اور حدیثین سنین۔ علامہ ذہبی نے تذکرة الحفاظ مین لکھا ہے کہ "امام مالک کے سامنے ابوحنیفہ اسطرح مؤدب بیٹھتے تھے جسطرح شاگرد استاد کے سامنے بیٹھتا ہے"۔ اسکو بعض کوتاہ بینون نے امام کی کسر شان پر محمول کیا ہے لیکن ہم اسکو علم کی قدر شناسی اور شرافت کا تمغہ سمجھتے ہین۔ امام مالک بھی اونکا نہایت احترام کرتے تھے۔ عبداللہ بن المبارک کی زبانی منقول ہے کہ مین امام مالک کی خدمت مین حاضر تھا۔ ایک بزرگ آئے جنکی انہون نے نہایت تعظیم کی اور اپنی برابر بٹھایا۔ اونکے جانے کے بعد فرمایا "جانتے ہو کون شخص تھا؟ یہ ابوحنیفہ عراقی تھے جو اس ستون کو سونے کا ثابت کرنا چاہین تو کر سکتے ہین"۔ ذرا دیر کے بعد ایک اور بزرگ آئے امام مالک نے اونکی بھی تعظیم کی لیکن نہ اس قدر جتنی ابوحنیفہ کی کی تھی۔ وہ اٹھ گئے تو لوگون سے کہا یہ سفیان ثوری تھے۔

حجاز و عراق کے ایمہ فن۔ روایت کے متعلق جدا جدا اصول رکھتے تھے۔ طرز تعلیم بھی مختلف

[1] عقود الجمان باب عاشر۔ ۱۲

تعلیم حدیث کے مختلف طریقے

تھا۔ بعضون کے نزدیک لکھنے کا زیادہ اعتبار تھا بعض مثلاً ابراہیم و شعبی صرف حافظہ کو سند سمجھتے تھے۔ اکثرون نے اسبات کو جایز رکہا تہا کہ مطلب مین فرق نہ آئے تو روایت مین حدیث کا ایک ٹکڑا چھوڑ دیا جاسکتا ہے۔ بعض اسکے بالکل خلاف تھے۔ ایک فریق کہتا تہا کہ راوی جبتک سامنے نہو اوس سے روایت نہین کیجاسکتی۔ شعبہ جو امام صاحب کے اُستاد تھے اونکا یہی مذہب تھا۔ دوسرا گروہ پردہ کی اوٹ سے تحریر کی بناپر روایت کرنے کو جایز سمجھتا تہا۔ امام زہری کی عادت تہی کہ روایت کے ساتھ الفاظ و مطالب کی تفسیر بہی کرتے جاتے تہے۔ بعض لوگ اسکے سخت مخالف تھے۔ یہان تک کہ ایک شخص نے خود زہری کو ٹوکا کہ "حدیث نبوی مین آپ اپنے الفاظ نہ ملائین"۔ امام مالک کو یہ طریقہ زیادہ پسند تھا۔ کہ شاگرد پڑہین اور وہ سنتے جائین۔ بعض اسکے مخالف تھے۔ یحییٰ بن سلام اتنی بات پر اونکے حلقہ درس سے ناراض ہوکر اُٹھ آئے کہ "وہ خود نہین پڑہتے شاگردون سے پڑہواتے ہین"۔ اسطرح اور بہت سے اختلافات تھے جنکو فتح المغیث مین تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ امام ابوحنیفہ کی کثرت شیوخ اور ریزہ چینیون کا ایک بڑا مقصد یہ تھا کہ ان مختلف اصول سے آگاہ ہون تاکہ سب کے مقابلہ سے خود ایک مستقل اور جنچی ہوئی رائے قایم کرسکین۔ امام موصوف نے اصول فن مین جو اصلاحین کی ہین اونکا بیان آگے آئیگا۔

طریقہ تعلیم کی ترقی

امام کی یہ بڑی خوش قسمتی تہی کہ اونکی آغاز تحصیل ہی مین حدیث کی تعلیم کا طریقہ مرتب اور باقاعدہ ہوچلا تھا۔ اِس سے پہلے عموماً زبانی روایت کا رواج تھا۔ بعض ائمہ حدیث کتابت کو قریباً ناجایز سمجھتے تھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے تقریباً ۱۰۱ھ مین اہل مدینہ کو

خط لکھا جسکے یہ الفاظ تھے۔ انظروا ما کان من حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاکتبوہ فانی خشیت دروس العلم وذھاب العلماء۔ یعنی "رسول اللہ کی جسقدر حدیثین ہین قلمبند کر لی جائین ورنہ ضایع ہونے کا ڈر ہے" اور شہرون مین بھی اس مضمون کے فرامین بھیجے۔ چنانچہ مدینہ مین امام زہری نے ایک مجموعہ مرتب کیا جسکی نقلین سلطنت کیطرف سے تمام ممالک اسلامی مین شایع کی گئین[۱]۔ اوسوقت سے تدوین کا عام رواج ہوگیا۔ اور جہان جہان اہل حدیث تھے اسی طریقہ کو برتنے لگے شعبی (امام ابوحنیفہ کے اُستاد) کو اگرچہ زبانی روایت پر اصرار تھا تاہم کتاب ساتھ رکھتے تھے۔

طرز تعلیم نے بھی نہایت ترقی کی شیخ مجمع عام مین ایک بلند مقام پر بیٹھتا اور حدیث کا مجموعہ ہاتھ مین ہوتا۔ شاگرد دوات قلم لیکر بیٹھتے۔ اور اُستاد جو کچھ روایت کرتا اُسی کے الفاظ مین لکھتے جاتے۔ شایقین کی زیادہ کثرت ہوتی تو ایک مستملی کھڑا ہوکر وہ الفاظ دور کے بیٹھنے والون تک پہونچاتا۔ مگر یہ التزام تھا کہ مطلب بلکہ جہان تک ممکن ہو الفاظ مین فرق نہ آئے اس ضرورت سے مستملی ہمیشہ ایسا شخص مقرر ہوتا تھا۔ جسکا حافظہ قوی اور معلومات وسیع ہون۔ ساتھ ہی خوش لہجہ اور بلند آواز ہو۔ چنانچہ امام شعبہ کی مجلس درس مین۔ آدم بن ابی ایاس۔ اور امام مالک کے حلقہ مین ابن علیہ اس خدمت پر مامور تھے۔

امام ابوحنیفہ اس خصوصیت کے ساتھ مشہور ہین کہ اونکے شیوخ حدیث بیشمار تھے۔ ابو حفص کبیر نے دعوی کیا ہے کہ امام نے کم از کم چار ہزار شخصون سے حدیثین روایت کین۔ اگرچہ

امام کے شیوخ حدیث بہت تھے

[۱] فتح المغیث صفحہ ۲۳۹ و مقدمہ قسطلانی شرح بخاری مطبوعہ لکھنو صفحہ ۱

تاریخ اسلام مین یہ کوئی عجیب بات نہین - مسلمانون نے حدیثون کے جمع کرنے مین جو محنتین اور جانفشانیان کی ہین دنیا کی اور قومین اوسکا اندازہ بہی نہین کرسکتین - ہم متعدد شخصون کے نام بتاسکتے ہین جنکے شیوخ حدیث چار ہزار سے کم نہ تھے اور ایسے تو بہت گزرے ہین جو ہزار سے زیادہ اُستاد رکھتے تھے - علامہ سخاوی نے فتح المغیث مین ان لوگون کے نام بھی گنائے ہین - لیکن انصاف یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ کی نسبت یہ دعوی محدثانہ اصول پر ثابت نہین ہوسکتا - البتہ اس سے انکار نہین ہوسکتا کہ امام نے ایک گروہ کثیر سے روایت کی ہے اور اس کا خود محدثین کو اعتراف ہے علامہ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ مین جہان انکے شیوخ حدیث کے نام گنائے ہین اخیر مین لکھدیا ہے "وخلق کثیر" حافظ ابو المحاسن شافعی نے عقود الجمان مین تین سو انیس شخصون کے نام بقید نسب لکھے ہین - اور اخیر مین لکھا ہے کہ مینے ایک دوسری کتاب مین جسکا نام تحصیل السبیل الی معرفۃ الثقات والمجاهیل ہے - ان لوگون کے حالات بھی تفصیل سے لکھے ہین - لیکن چونکہ اونکی فہرست زیادہ تر فقہاء حنفیہ سے ماخوذ ہے - ممکن ہے کہ محدثین کو کلیۃً اوس سے اتفاق نہو -

افسوس ہے کہ محدثین نے امام کے حالات مین جو کتابین لکھین ہین اونمین اونکے شیوخ کا پورا پورا استقصا کیا ہے - ہماری نظر سے نہین گذرین - رجال کی مستند کتابین جنمین امام کا ذکر ہے ہمارے سامنے ہین لیکن اونمین سیکڑون ہزارون آدمیونکے حالات ہین اسوجہ سے کسی خاص شخص کے متعلق پوری تفصیل نہین ملسکتی مختصر تاریخ بغداد - تہذیب الکمال - تہذیب الاسماء واللغات - تذکرۃ الحفاظ - ملخص طبقات الحفاظ - تہذیب التہذیب

انساب سمعانی - موطا امام محمد - کتاب الآثار امام محمد - کے تتبع[۱] سے جسقدر اون کے شیوخ انتخاب ہوسکتے ہین اونکے نام حسب ذیل ہین - انمین سے اکثر کے اجمالی حالات ہم اوپر لکھ آئے ہین -

شیوخ حدیث کا شمار

عطا بن ابی رباح مکی - عاصم بن ابی النجود کوفی - علقمہ بن مرثد کوفی - حکم بن عتبہ کوفی - سلمہ بن کہیل کوفی - حضرت امام باقر علیہ السلام مدنی - علی بن الاقمر الکوفی - زیاد بن علاقہ کوفی - سعید بن مسروق کوفی - عدی بن ثابت انصاری کوفی - عطیہ بن سعید کوفی - ابوسفیان سعدی - عبدالکریم بن امیہ بصری - یحیی بن سعید مدنی - ہشام بن عروہ مدنی (از تہذیب التہذیب حافظ بن حجر عسقلانی)

ابو اسحق السبیعی کوفی - نافع بن عمر مدنی - عبدالرحمن بن ہرمز الاعرج المدنی - قتادہ بصری - عمرو بن دینار المکی - محارب بن دثار کوفی - ہیثم بن حبیب الصراف کوفی - قیس بن مسلم کوفی - محمد المنکدر المدنی - یزید الفقیر کوفی - سماک بن حرب کوفی - عبدالعزیز بن رفیع المکی - مکحول شامی - عمرو بن مرۃ الکوفی - ابوالزبیر محمد بن مسلم مکی - عبدالملک بن عمر کوفی - منصور بن زاذان - منصور المعتمر - عطاء بن السائب الثقفی - عطاء بن ابی مسلم الخراسانی - عاصم بن سلیمان الاحول بصری - اعمش کوفی - عبداللہ بن عمر بن حفص المدنی - امام اوزاعی - (طبقات الحفاظ ذہبی از مقامات مختلفہ)

[۱] ان کتابون مین سے تہذیب الکمال میری نظر سے نہین گزری - مولوی عبدالحی صاحب مرحوم نے التعلیق المجد مین امام ابوحنیفہ کی شیوخ تہذیب الکمال کے حوالہ سے لکھے ہین - مینے اونکے حوالہ سے لکھا ہے -

ابراہیم بن محمد الکوفی - اسمعیل بن عبدالملک ملکی - حارث بن عبدالرحمن الملکی - خالد بن علقمہ الوداعی - ربیعۃ الرای - شداد بن عبدالرحمن بصری - شیبان بن عبدالرحمن البصری - طاوس بن کیسان یمینی عبداللہ بن دینار المدنی - عکرمہ مولی بن عباس مکی - عون بن عبداللہ کوفی - قابوس بن ابی ظبیان کوفی - محمد بن السائب الکلبی کوفی - محمد بن مسلم بن شہاب الزہری ابوسعید مولی بن عباس (تہذیب الکمال) -

موسی بن ابی عائشہ کوفی - صلت بن بہرام (عثمان بن عبداللہ بن حوشب - بلال - ہیثم بن ابی الہیثم - حصین بن عبدالرحمن - معن - میمون بن سیاہ - جواب التیمی سالم الافطس - یحیی بن عمرو بن سلمۃ - عمرو بن جبیر - عبیداللہ بن عمر - محمد بن مالک الہمدانی - ابوالسوار - خارجۃ بن عبداللہ - عبداللہ بن ابی زیاد - حکم بن زیاد - کثیر الاصم - حمید الاعرج - ابوالعطوف - عبداللہ بن الحسن - سلیمان الشیبانی - سعید المرزبان - عثمان بن عبداللہ ابوحجیۃ (کتاب الآثار امام محمد -)

ہمنے اسقدر نام سرسری طور سے انتخاب کیے ہین زیادہ بیان ہین کرتے تو شاید عقود الجمان کی فہرست کے برابر اُترتے - لیکن سچ یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ کے لئے کثرت شیوخ اسقدر فخر کا باعث نہین جتنا کہ اونکی احتیاط اور تحقیق ہے - وہ اس نکتہ سے خوب واقف تھے کہ روایت مین جسقدر واسطے زیادہ ہوتے ہین اوسیقدر تغیر و تبدل کا احتمال بڑہتا جاتا ہے - یہی بات ہے کہ اونکے اساتذہ - اکثر تابعین ہین - جنکو رسول اللہ تک صرف ایک واسطہ ہے یا وہ لوگ ہین جو مدت تک بڑے بڑے تابعین کی صحبت مین رہے تھے - اور علم و فضل

دیانت - دپرہیزگاری - جنکے نمونے خیال کئے جاتے تھے - ان دو قسم کے سوا اگر ہین توشاذ ہین اونکی تعلیم کا طریقہ بہی عام طالب العلمون سے الگ تھا بحث و اجتہاد کی شروع سے عادت تہی - اور اسباب مین وہ اُستادونکی مخالفت کی بہی کچھ پروا نکرتے تھے - ایک دفعہ حماد کے ساتھ امام اعمش کی مشایعت کو نکلے - چلتے چلتے مغرب کا وقت آگیا - وضو کیلئے پانی کی تلاش ہوئی مگر کہین نہ مل سکا - حماد نے تیمم کا فتویٰ دیا - امام نے مخالفت کی کہ اخیر وقت تک پانی کا انتظار کرنا چاہئیے - اتفاق یہ کہ کچھ دور چلکر پانی ملگیا اور سب نے وضو سے نماز ادا کی - کہتے ہین کہ یہ پہلا موقع تھا کہ اُستاد سے مخالفت کی - اور غالباً یہ زمانہ تحصیل کا آغاز تھا -

امام شعبی - ان کے اُستاد قائل تھے کہ معصیت مین کفارہ نہین - ایک دفعہ استاد و شاگرد کشتی مین سوار جا رہے تھے - اس مسئلہ کا ذکر آیا - انہون نے کہا "ضرور معصیت مین کفارہ ہے - کیونکہ خدا نے ظہار مین کفارہ مقرر کیا ہے اور اس آیت مین وانهم ليقولون منكراً من القول وزوراً تصریح کردی ہے کہ ظہار معصیت ہے" امام شعبی کچھ جواب نہ دیسکے خفا ہوکر فرمایا - اقیاس انت[۱] - عطا بن رباح سے کسی نے اس آیت کے معنی پوچھے واتيناه اهله ومثلهم معهم - عطا نے کہا "خدا نے حضرت ایوب کے آل و اولاد جو مر گئے تھے زندہ کردئے اور اونکے ساتھ اور نئے پیدا کردئے - امام ابوحنیفہ نے کہا جو شخص کسیکی صلب سے نہ پیدا ہوا ہو وہ اوسکی اولاد کیونکر ہوسکتا ہے"[۲]

---

[۱] عقود الجمان - باب ثامن - [۲] مختصر تاریخ بغداد - ترجمہ امام ابوحنیفہ -

امام - کی علمی ترقی کا ایک بڑا سبب یہ تھا کہ انکو بڑے بڑے اہل کمال کی صحبتین میسر آئین - جن شہرون مین اونکو رہنے کا اتفاق ہوا یعنی کوفہ - بصرہ - مکہ - مدینہ - یہ وہ مقامات تھے کہ مذہبی روایتین وہان کی ہوا مین سرایت کر گئی تھین - علما سے ملنے اور علمی جلسون مین شریک ہونیکا شوق - امام - کے خمیر مین داخل تھا - ساتھ ہی اسکے انکی شہرت اس حد تک پہونچ گئی تھی کہ جہان جاتے تھے - استفادہ - ملاقات - مناظرہ - کی غرض سے خود اونکے پاس ہزارون آدمیون کا مجمع رہتا تھا -

درس وافتا وبقیہ زندگی

اگرچہ حماد کی زندگی ہی مین امام صاحب نے اجتہاد کا رتبہ حاصل کر لیا تھا - عمر بھی کچھ کم نہ تھی - یعنی حماد کی وفات کے وقت کم وبیش چالیس برس کا سن تھا تاہم شاگردانہ خلوص نے یہ گوارا نہ کیا کہ اُستاد کے ہوتے اپنا دربار الگ جمائین - اگلے زمانہ مین اُستاد کے ساتھ جو محبت اور ادب آمیز تعلق ہوتا تھا آج اوسکا اندازہ کرنا بھی مشکل ہے - خود امام - سے منقول ہے کہ حماد - جب تک زندہ رہے مینے اونکے مکان کی طرف کبھی پانون نہین پھیلاے - حماد نے ۱۲۰ھ مین قضا کی - چونکہ ابراہیم نخعی کے بعد فقہ کا مدار انہین پر رہگیا تھا اونکی موت نے کوفہ کو بے چراغ کر دیا - حماد نے ایک لائق بیٹا چھوڑا تھا - لوگون نے اونہین کو مسند درس پر بٹھایا - لیکن وہ لغت اور ادب کی طرف زیادہ مایل تھے - آخر موسی بن کثیر نے کہ حماد کے شاگردون مین تجربہ کار اور سن کے لحاظ سے سب سے ممتاز تھے اونکی جگہ لی - وہ اگرچہ فقہ کے پورے ماہر نہ تھے لیکن اکثر بزرگون کی صحبتین اوٹھائی تھین اور اس وجہ سے لوگون پر اونکا ایک خاص اثر تھا - چند روز تک

حلقۂ درس اونکی وجہ سے قایم رہا - وہ حج کو چلے گئے - تو تمام بزرگون نے متفقاً امام ابو حنیفہ سے درخواست کی کہ مسند درس کو مشرف فرمائین -

مختلف حالتون کا اقتضا دیکھو! یا تو وہ زمانہ تھا کہ جوانی ہی مین اُستادی کی مسند پر بیٹھنے کی آرزو تھی یا اب اور لوگ درخواست کرتے ہین اور اونکو اوسکی ذمہ داریون کے لحاظ سے انکار ہے - تاہم لوگون کا اصرار غالب آیا اور چار و ناچار قبول کرنا پڑا - پھر بھی دل مطمئن نہ تھا حافظ ابو المحاسن نے لکھا ہے کہ اُنہین دنون مین خواب دیکھا کہ "پیغمبر خدا کی قبر مبارک کھود رہے ہین" ڈر کر چونک پڑے اور سمجھے کہ میری ناقابلیت کی طرف اشارہ ہے - امام ابن سیرین علم تعبیر کے اُستاد مانے جاتے تھے - اونہون نے تعبیر بتائی کہ اس سے ایک مردہ علم کو زندہ کرنا مقصود ہے - امام صاحب کو تسکین ہوگئی اور اطمینان کے ساتھ درس مین مشغول ہوئے "خواب کا ذکر تمام مورخون اور محدثون نے بھی کیا ہے - اس لحاظ سے گمان غالب ہے کہ اصل واقعہ صحیح ہو لیکن یہ زمانہ - اور ابن سیرین - کی تعبیر گوئی محض غلط ہے کیونکہ ابن سیرین اس سے بہت پہلے ۱۱۰ھ مین قضا کر چکے تھے - بہر حال امام صاحب نے استقلال کے ساتھ تدریس شروع کی - اوّل اول حماد کے پُرانے شاگرد درس مین شریک ہوتے تھے - لیکن چند روز میں وہ شہرت ہوئی کہ کوفہ کی اکثر درسگاہین ٹوٹکر انکے حلقہ مین آملین - نوبت یہانتک پہونچی کہ خود اونکے اساتذہ - مثلاً مسعر بن کدام - امام اعمش وغیرہ اون سے استفادہ کرتے تھے اور دوسرونکو ترغیب دلاتے تھے - اسپین کے سوا اسلامی دنیا کا کوئی حصہ نہ تھا جو اونکی شاگردی کے تعلق سے آزاد رہا ہو - جن جن مقامات کے رہنے والے اونکی خدمت

میں پہونچے اون سب کا شمار نہیں ہو سکتا - لیکن جن اضلاع یا ممالک کا نام خصوصیت کے ساتھ لیا گیا ہے وہ یہ ہیں - مکہ - مدینہ - دمشق - بصرہ - واسط - موصل - جزیرہ - رقہ - نصیبین - رملہ - مصر - یمن - یمامہ - بحرین - بغداد - اہواز - کرمان - اصفہان - حلوان - استراباد - ہمدان - نہاوند - رے - قومس - دامغان - طبرستان - جرجان - نیشاپور - سرخس - نسا - بخارا - سمرقند - کس - صغانیان - ترمذ - ہرات - نہستار - الزم - خوارزم - سیستان - مداین - مصیصہ - حمص[۵] - مختصر یہ کہ اونکے اُستادی کے حدود - خلیفۂ وقت کی حدود حکومت کی برابر برابر تھے -

سلسلۂ درس کی وسعت -

رفتہ رفتہ عراق میں اون کا ملکی اثر قایم ہو گیا - یہان تک کہ ملک میں جو انقلابات ہوتے تھے لوگون کو انکی شرکت کا عموماً گمان ہوتا تھا - شاہ عبد العزیز صاحب نے تحفہ میں لکھا ہے کہ "زید بن علی نے بنو امیہ کے عہد میں جو بغاوت کی تھی امام صاحب بھی اُسمین شریک تھے" - نامۂ دانشوران کے مولفون نے بھی ایسا ہی گمان کیا ہے لیکن ہم اسپر یقین نہین کرتے جسقدر تاریخین اور رجال کی کتابین ہمارے سامنے ہین انمین کہین اسکا ذکر نہین حالانکہ اگر ایسا ہوتا تو ایک قابل ذکر واقعہ تھا - زید بن علی نے ۱۲۲ھ مین بغاوت کی تھی اوسوقت ہشام بن عبد الملک تخت خلافت پر متمکن تھا ہشام - اگرچہ کفایت شعار اور بعض امور مین نہایت حریص تھا لیکن اوسکی سلطنت نہایت امن و امان کی سلطنت تھی - ملک مین ہر طرف امن و امان کا سکہ بیٹھا ہوا تھا - رعایا - عموماً رضامند تھی - بیت المال مین ناجایز آمدنیان نہین داخل ہو سکتی تہین - اس

زید بن علی کے خروج مین امام صاحب شریک نہ تھے -

---

[۵] عقود الجمان باب خامس -

حالت مین امام ابوحنیفہ کو مخالفت کی کوئی وجہ نہ تھی - زید بن علی - سادات مین ایک صاحب ادعا شخص تھے - بے شبہ اونکو بغاوت کرنی ضرور تھی کیونکہ (بخیال اونکے) خلافت اون کا خاص حق تہا - غالباً اس غلط فہمی کا منشا یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ کا خاندان اہلبیت کے ساتھ ایک خاص ارادت رکھتا تھا - امام صاحب - نے ایک مدت تک امام باقرؑ کے دامن فیض مین تربیت پائی تھی - کوفہ کی ہوا مین ایک مدت تک شیعہ پن کا اثر تھا - ان اتفاقی واقعات نے امام ابوحنیفہ کی نسبت یہ گمان پیدا کر دیا - ورنہ تاریخی شہادتین بالکل اسکے خلاف ہین -

ہشام - نے ۱۲۵ھ مین وفات کی - اوسکے بعد ولید بن یزید - یزید الناقص - ابراہیم بن الولید مروان الحمار - یکے بعد دیگرے تخت نشین ہوئے - عباسی خلافت کے سلسلہ جنبانی جو ایک مدت سے ہو رہی تھی مروان کے عہد مین نہایت قوت پکڑ گئی - ابومسلم خراسانی - نے تمام ملک مین سازشون کا جال پھیلا دیا اور مروانی حکومت کی جڑ ہلا دی - چونکہ زیادہ تر فساد کا مرکز عراق اور عراق مین بھی خاص کوفہ تھا - مروان نے یزید بن عمر بن ھبیرہ کو وہان کا گورنر مقرر کیا جو نہایت مدبر - دلیر - فیاض - خاندانی - اور صاحب اثر شخص تھا - یزید - نے حکومت مروانی کی ترکیب کو غور سے دیکھا تھا - وہ سمجھ چکا تھا کہ اس کل مین اور سب کچھ ہے لیکن مذہبی پُرزے نہین ہین - اس بنا پر اُسنے چاہا کہ ایوان حکومت مذہبی ستونون پر قایم کیا جائے عراق - کے تمام فقہا کو جنمین قاضی ابن ابی لیلی - ابن شبرمتہ - داود بن ہند - بھی شامل تھے - بلا کر بڑی بڑی ملکی خدمتین دین - امام صاحب کو میر منشی اور افسر خزانہ مقرر کرنا چاہا - انہون نے صاف انکار کیا - یزید نے قسم کھا کر کہا کہ جبر اُ منظور کرنا ہوگا - اسکے ہم صحبت بزرگون

قبول خدمت سے انکار

سنے بھی سمجھایا۔ مگر یہ اپنے انکار پر قایم رہے اور کہا کہ اگر یزید کہے کہ "مسجد کے دروازے گن دو"
تو بھی مجھکو گوارا نہین۔ نہ کہ وہ کسی مسلمان کے قتل کا فرمان لکھے اور مین اوسپر مہر کر دون[۵۱]"
یزید نے غصہ مین آکر حکم دیا کہ ہر روز انکو دس دُرّے لگائے جائین۔ اس ظالمانہ حکم کی تعمیل ہوئی
تاہم وہ اپنی ضد سے باز نہ آئے۔ آخر مجبور ہوکر یزید نے چھوڑ دیا۔ ایک روایت مین ہے کہ
اوسیوقت مکہ معظمہ روانہ ہوئے اور ۱۳۶ھ کی اخیر تک وہین رہے۔ ابن قتیبہ وغیرہ نے لکھا ہی کہ یہ
جھگڑا قضا کے قبول کرنے پر تھا۔ ممکن ہے کہ یہ عہدہ بھی اُنکے لئے تجویز ہوا ہو۔ اور انھون نے
اوس سے بھی انکار کیا ہو۔

۱۳۲ھ مین سلطنت اسلام نے دوسرا پہلو بدلا۔ یعنی بنو امیہ کا خاتمہ ہوگیا اور آل عباس
تاج و تخت کے مالک ہوئے۔ اس خاندان کا پہلا فرمانروا ابو العباس سفاح تھا اوسنے چار
برس کی حکومت کے بعد ۱۳۶ھ مین قضا کی۔ سفاح کے بعد اوسکا بھائی منصور تخت نشین ہوا
عباسیون نے گو۔ اموی خاندان کو بالکل تباہ کر دیا یہانتک کہ خلفائے بنی امیہ کی قبرین اکھڑوا کر
اونکی ہڈیان تک جلا دین۔ تاہم چونکہ نئی نئی سلطنت تھی اور انتظام کا سکہ نہین بیٹھا تھا۔ جابجا
بغاوتین برپا تہین۔ ان فتنون کے فرو کرنے مین سفاح و منصور اعتدال کی حد سے بہت دور نکل گئے
اور وہ زیادتیان کین کہ مروانی حکومت کا نقشہ آنکھون مین پھر گیا۔ تمام ملک کی آنکھین ان نئے
جانشینون پر لگی تہین لیکن ان خونریزیون نے سب کے دل افسردہ کر دئے۔ چنانچہ ایک موقع پر
منصور نے عبدالرحمن سے جو اوسکا بچپن کا یار تھا پوچھا کہ "ہماری سلطنت کو مروان کی سلطنت سے

---

۵۱ عقود الجمان باب بست و یکم۔

سفاح و منصور کی سفاکیان

کیا نسبت ہے" اوسنے کہا "میرے نزدیک تو کچھ فرق نہین" منصور نے کہا "کیا کرون کام کے آدمی نہین ملتے" عبدالرحمن نے کہا "بازار مین جس جنس کی زیادہ مانگ ہوتی ہے کثرت بھی اوسیکی ہوتی ہے"۔

اور بے رحمیان توتھی ہین منصور نے یہ ستم کیا کہ سادات کی خانہ بربادی شروع کی - اسمین شبہ نہین کہ سادات - ایک مدت سے خلافت کا خیال پکارہی تہی - اور ایک لحاظ سے اونکا حق بھی تہا - تاہم سفاح کی وفات تک اونکی کوئی سازش ظاہر نہوئی تہی صرف بدگمانی پر منصور نے سادات اور علوین کی بیخ کنی شروع کی - جو لوگ اونمین ممتاز تھے اونکے ساتھ زیادہ بیرحمیان کین - محمد بن ابراہیم کہ حسن وجمال مین یگانۂ روزگار تھے اور اسوجہ سے دیباج کہلاتے تھے اونکو زندہ دیوار مین چنوادیا - ان بیرحمیونکی ایک بڑی داستان ہے جسکے بیان کرنے کو بڑا سخت دل چاہئے آخر تنگ آکر ۱۴۵ھ مین انمین مظلوم سادات مین سے محمد نفس زکیہ نے تہوڑے سے آدمیون کے ساتھ - مدینہ منورہ - مین خروج کیا اور چند روز مین ایک بڑی جمعیت پیدا کرلی - بڑے بڑے پیشوایان مذہب حتی کہ **امام مالک** نے فتوی دیدیا کہ "منصور نے جبراً بیعت لی - خلافت نفس ذکیہ کا حق ہے" - نفس ذکیہ - اگرچہ نہایت دلیر - قوی بازو - فن جنگ سے - واقف تھے لیکن تقدیر سے کس کا زور چل سکتا ہے - نتیجہ یہ ہوا کہ رمضان ۱۴۵ھ مین نہایت بہادری سے لڑکر میدان جنگ مین مارے گئے - اونکے بعد ابراہیم - اونکے بہائی نے علم خلافت بلند کیا اور اس سروسامان سے مقابلہ کو اٹھے کہ منصور کے حواس جاتے رہے - کہتے ہین کہ اس اضطراب مین منصور نے دو مہینے تک کپڑے نہین بدلے - سرہانے سے تکیہ

نفس ذکیہ و ابراہیم کی بغاوت -

اوٹھا لیتا تھا اور کہتا تھا کہ "مین نہین جانتا یہ تکیہ میرا ہے یا ابراہیم کا" انہین دنون مین دو کنیزین حرم مین آئین - اون سے بات تک نہ کی - ایک شخص نے سبب پوچھا - تو کہا "یہ فرصت کے کام ہین - اس وقت تو یہ دہن ہے کہ ابراہیم کا سر میرے آگے - یا میرا سر ابراہیم کے آگے رکھا جاوے"

ابراہیم چونکہ شجاعت اور دلیری کے ساتھ بہت بڑے عالم اور مقتداے عام تھے - اونکے دعوی خلافت پر ہر طرف سے لبیک کی صدائین بلند ہوئین - خاص کوفہ مین کم و بیش لاکھ آدمی اونکے ساتھ جان دینے کو تیار ہو گئے - مذہبی گروہ - خاصکر علما و فقہا نے عموماً اونکا ساتھ دیا - امام ابوحنیفہ شروع سے عباسیونکی بے اعتدالیان دیکھتے آتے تھے - سفاح ہی کے زمانہ مین اونکی راے قایم ہو چکی تھی کہ یہ لوگ منصب خلافت کے شایان نہین - ابراہیم بن میمون جو ایک نہایت دیندار عالم تھے امام صاحب کے خالص دوستون مین سے تھے - وہ اکثر کہتے کہ ان مظالم پر کیا ہمکو چپ رہنا چاہئے - امام صاحب فرماتے کہ "امر بالمعروف بے شبہ فرض ہے مگر اوسکے لئے سامان شرط ہے" لیکن وہ مذہبی جوش مین صبر کی تاب نہ لا سکے - ابومسلم خراسانی - کہ ان ظلمون کا بانی تھا - اوسکے پاس گئے اور نہایت بیباکی کے ساتھ اس امر کے متعلق گفتگو کی - اوسنے انکی گستاخی و یا فساد پیدا ہونیکے احتمال سے انکو قتل کرا دیا - امام ابوحنیفہ سنکر بہت روئے[۵] - لیکن کیا کر سکتے تھے - یہ ۱۳۱ھ کا واقعہ ہے - ۱۴۵ھ مین ابراہیم نے جب علم خلافت بلند کیا تو اور پیشوایان مذہب

امام صاحب نے ابراہیم کی طرفداری کی -

۵ الجواہر المضیۃ - ترجمہ ابراہیم بن میمون - ۱۲

کے ساتھ امام صاحب نے بھی اونکی تائید کی۔ خود شریک جنگ ہونا چاہتے تھے لیکن بعض مجبوریونکی وجہ سے نہو سکے جسکا اونکو ہمیشہ افسوس رہا۔

نامۂ دانشوران مین امام صاحب کا ایک خط نقل کیا ہے جو انہون نے ابراہیم کو لکھا تھا اوسکے یہ الفاظ ہین " اما بعد فانی قد جهزت الیك اربعة آلاف درهم ولم یکن عندی غیرها ولولا امانات الناس عندی للحقت بك فاذا لقیت القوم وظفرت بهم فافعل کما فعل ابوك فی اهل صفین اقتل مدبرهم واجهز علی جریحهم ولا تفعل کما فعل ابوك فی اهل الجمل فان القوم لهم فئة " یعنی " مین آپکے پاس چار ہزار درہم بھیجتا ہون کہ اس وقت اسی قدر موجود تھے۔ اگر لوگون کی امانتین میرے پاس نرکھی ہوتین تو مین ضرور آپسے آملتا۔ جب آپ دشمنون پر فتح پائین تو وہ برتاؤ کرین جو آپ کے باپ (حضرت علی) نے صفین والون کے ساتھ کیا تھا۔ زخمی اور بھاگ جانے والے سب قتل کئے جائین۔ وہ طریقہ نہ اختیار کیجیگا جو آپکے والد نے حرب جمل مین جائز رکھا تھا۔ کیونکہ مخالف بڑی جمعیت رکھتا ہے "۔ نامۂ دانشوران مین اس خط کی نسبت لکھا ہے کہ معتبر کتابون مین منقول ہے لیکن کسی خاص کتاب کا نام نہین بتایا۔ اسلئے ہم اوسکی صحت پر یقین نہین کرسکتے۔

یہ خط صحیح ہو یا غلط مگر اسمین شبہ نہین کہ امام صاحب۔ ابراہیم کے علانیہ طرفدار تھے اور بجز اسکے کہ خود شریک جنگ نہو سکے اور ہر طرح پر اونکی مدد کی۔ ابراہیم نے اپنی بے تدبیری سے شکست کھائی اور بصرہ مین نہایت دلیری سے لڑکر مارے گئے۔ اس مہم سے فارغ

ہو کر منصور۔ اون لوگون کی طرف متوجہ ہوا جنہون نے ابراہیم کا ساتھ دیا تھا۔ انہین امام صاحب بھی تھے ۔ اوسوقت تک منصور۔ کا پایۂ تخت ہاشمیہ ایک مقام تھا جو کوفہ سے چند میل پر ہے ۔ لیکن چونکہ کوفہ والے سادات کے سوا اور کسی خاندان کو خلافت کا مستحق نہین سمجھتے تھے ۔ منصور۔ نے ایک دوسری دارالخلافہ کی تجویز کی اور بغداد کو انتخاب کیا۔ سنہ ۱۴۶ مین بغداد پہونچکر امام ابوحنیفہ کے نام فرمان بہیجا کہ فوراً پایۂ تخت مین حاضر ہون ۔ وہ بنو امیہ کی تباہی کے بعد مکہ معظمہ ۔ سے چلے آئے تھے اور کوفہ ۔ مین مقیم تھے ۔ منصور ۔ نے گو پہلے ہی اونکے قتل کا ارادہ کر لیا تھا تاہم بہانہ ڈہونڈہتا تھا ۔ دربار مین حاضر ہوئے تو ربیع نے کہ حجابت کا عہدہ رکھتا تھا ان لفظون سے اونکو دربار مین پیش کیا "یہ دنیا مین آج سب سے بڑا عالم ہے" منصور ۔ نے پوچھا تمنے کس سے علم کی تحصیل کی ۔ امام ۔ نے اُستادون کے نام بتائے جنکا سلسلۂ شاگردی بڑے بڑے صحابہ تک پہونچتا تھا ۔ منصور ۔ نے اونکے لئے قضا کا عہدہ تجویز کیا ۔ امام صاحب نے صاف انکار کیا اور کہا کہ "مین اسکی قابلیت نہین رکھتا" منصور ۔ نے غصہ مین آکر کہا "تم جہوٹے ہو" **امام** صاحب نے کہا "اگر مین جہوٹا ہون تو یہ دعوی ضرور سچا ہے کہ مین عہدہ قضا کے قابل نہین ۔ کیونکہ جہوٹا شخص قاضی نہین مقرر ہو سکتا"

امام ابوحنیفہ بغداد مین طلب کئے گئے

یہ تو ایک منطقی لطیفہ تہا ۔ لیکن در اصل وہ قضا کی ذمہ داریان نہین اُٹھا سکتے تھے ۔ اُنہون نے منصور کے سامنے اپنی ناقابلیت کی جو وجہین بیان کین وہ بالکل بجا تھین ۔ یعنی یہ کہ "مجھکو اپنی طبیعت پر اطمینان نہین" "مین عرب النسل نہین ہون اسلئے اہل عرب کو میری حکومت ناگوار ہوگی" "درباریون کی تعظیم کرنی پڑیگی اور یہ مجھسے نہین ہو سکتا" پہر بہی منصور ۔ نے

عدۂ قضا سے انکار۔

نہ بلنا اور قسم کھا کر کہا تمکو قبول کرنا ہوگا۔ امام صاحب۔ نے بھی قسم کھائی کہ ہرگز نہ قبول کرونگا۔ اس جرأت اور بیباکی پر۔ تمام دربار حیرت زدہ تھا۔ ربیع نے غصہ مین آکر کہا ابوحنیفہ! تم امیرالمومنین کے مقابلہ مین قسم کھاتے ہو۔ امام صاحب نے فرمایا "ہان کیونکہ امیرالمومنین۔ کو قسم کا کفارہ ادا کرنا میری نسبت۔ زیادہ آسان ہے"

خطیب کی ایک اور روایت ہے کہ منصور نے زیادہ جبر کیا تو مجبوراً دارالقضا مین جا کر بیٹھے۔ ایک مقدمہ پیش ہوا جسمین قرضہ کا دعوی تھا۔ لیکن ثبوت کے گواہ نہ تھے۔ مدعا علیہ کو سرے سے انکار تھا۔ امام صاحب نے حسب قاعدہ مدعا علیہ سے کہا تم قسم کھاؤ کہ مدعی کا تم پر کچھ دینا نہین آتا۔ وہ تیار ہوگیا "واللہ" کا لفظ کہنا تھا کہ امام صاحب نے گھبرا کر روک دیا اور آستین سے کچھ روپے نکالکر مدعی۔ کے حوالہ کئے کہ تم اپنا قرضہ لو۔ ایک مسلمان کو قسم کیون کھلواتے ہو۔ عدالت سے آکر منصور۔ سے کہدیا کہ مجھسے کسیطرح یہ کام نہین چل سکتا۔

قید۔

اسپر حکم ہوا کہ قیدخانہ بھیجے جائین۔ جس سے اوسوقت چھوٹے کہ قید حیات سے چھوٹے۔ اس مدت مین منصور۔ اکثر اون کو قیدخانہ سے بلا لیتا اور علمی بحثین کیا کرتا۔

وفات۔ رجب سنہ ۱۵۰ ہجری

منصور نے امام کو ۱۴۶ھ مین قید کیا۔ لیکن اس حالت مین بھی اوسکو اونکی طرف سے اطمینان نہ تھا۔ بغداد۔ دارالخلافہ ہونیکی وجہ سے علوم و فنون کا مرکز بن گیا تھا۔ طالبان کمال ممالک اسلامی کے ہر گوشہ سے اٹھکر بغداد ہی کا رخ کرتے تھے۔ امام صاحب کی

شہرت دور دور پہونچ چکی تہی۔ قید کی حالت نے انکے اثر اور قبول عام کو بجاے کم کرنیکے اور زیادہ کردیا تھا۔ بغداد کی علمی جماعت جس کا شہر مین بہت کچھ اثر تھا۔ اونکے ساتھ نہایت خلوص رکھتی تھی۔ اِن باتون کا یہ اثر تھا کہ منصور نے اون کو گو نظر بند رکھا۔ لیکن کوئی امر اونکے ادب اور تعظیم کے خلاف نکر سکتا تھا۔ قید خانہ مین اون کا سلسلۂ تعلیم بھی برابر قایم رہا۔ امام محمد نے کہ فقہ حنفی کے دست و بازو ہین۔ قید خانہ ہی مین اون سے تعلیم پائی۔ اِن وجوہ سے منصور کو امام صاحب کی طرف سے جو اندیشہ تھا وہ قید کی حالت مین بھی باقی رہا۔ جسکی آخری تدبیر یہ تھی کہ بیخبری مین اونکو زہر دلوادیا۔ جب اونکو زہر کا اثر محسوس ہوا تو سجدہ کیا اور اوسی حالت مین قضا کی۔

امام صاحب کو زہر دیا گیا۔

اونکے مرنیکی خبر نہایت جلد تمام شہر مین پھیل گئی اور سارا بغداد اُمنڈ آیا۔ حسن بن عمارہ نے کہ قاضی شہر تھے غسل دیا۔ نہلاتے تھے اور کہتے جاتے تھے "واللہ تم سب سے بڑے فقیہ بڑے عابد۔ بڑے زاہد تھے۔ تم مین تمام خوبیان جمع تھین۔ تم نے اپنے جانشینون کو مایوس کردیا کہ وہ تمہارے مرتبہ کو پہونچ سکین"۔ غسل سے فارغ ہوتے ہوتے لوگون کی یہ کثرت ہوئی کہ پہلی بار نماز جنازہ مین کم و بیش پچاس ہزار کا مجمع تھا۔ اسپر بھی آنے والون کا سلسلہ قائم تھا یہانتک کہ چھ بار نماز پڑہی گئی اور عصر کے قریب جاکر لاش دفن ہوسکی۔ امام نے وصیت کی تہی کہ خیزران کے مقبرہ مین دفن کئے جائین۔ کیونکہ یہ جگہ اونکے خیال مین مغصوب نہ تھی۔ اس وصیت کے موافق خیزران کے مشرقی جانب اونکا مقبرہ تیار ہوا۔ مورخ خطیب نے لکھا ہے کہ "دفن کے بعد بھی بیس دن تک لوگ اونکے جنازہ کی

نماز پڑہا کئے" قبول عام کی اس سے زیادہ کیا دلیل ہوگی؟

اوسوقت ان ممالک مین بڑے بڑے ائمۂ مذہب موجود تھے جنمین بعض خود امام صاحب کے اُستاد تھے سب نے اونکے مرنیکا رنج کیا اور نہایت تاسف آمیز کلمات کہے۔ ابن جریج۔ مکہ مین تھے سُنکر کہا "انا للہ بہت بڑا علم جاتا رہا" شعبہ بن الحجاج نے کہ امام ابوحنیفہ کے شیخ اور بصرہ کے امام تھے۔ نہایت افسوس کیا اور کہا "کوفہ مین اندہیرا ہوگیا"۔ اس واقعہ کے چند روز کے بعد عبد اللہ بن المبارک کو بغداد جانے کا اتفاق ہوا۔ امام کی قبر پر گئے اور رو کر کہا "ابوحنیفہ۔ خدا تمپر رحم کرے ابراہیم۔ مرے تو اپنا جانشین چھوڑ گئے۔ حماد مرے تو اپنا جانشین چھوڑ گئے۔ افسوس تمنے تمام دنیا مین کسیکو اپنا جانشین نہ چھوڑا"۔[۵۱]

امام کا مزار ایک مدت تک بوسہ گاہ خلایق رہا اور آج بھی ہے سلطان الپ ارسلان سلجوقی نے کہ بڑی عظمت وشان کا فرمانروا اور نہایت عادل اور فیاض تہا ۴۵۹ھ مین اونکی قبر پر ایک قبہ اور اوسکے قریب ایک مدرسہ تیار کرایا۔ غالباً بغداد مین یہ پہلا مدرسہ تھا۔ کیونکہ نظامیہ جو تمام اسلامی مدرسون کا آدم خیال کیا جاتا ہے وہ بھی اسی سنہ مین تعمیر ہوا۔ رفعت اور خوبی عمارت کے لحاظ سے بھی لاجواب تھا۔ ابو سعد شرف الملک کہ الپ ارسلان کا مستوفی تھا اوسکے اہتمام سے عمارت تیار ہوئی۔ افتتاح کی رسم مین بغداد کے تمام علما اور عمایدشریک تھے۔ اتفاق سے اوسیوقت ابوجعفر مسعود جو ایک مشہور شاعر تہا آنکلا اور برجستہ یہ اشعار پڑہے۔

---

[۵۱] عقود الجمان مین یہ تمام تفصیل مذکور ہے

الم تر ان العلم كان مبددا	فجمعه هذا المغيب فى اللحد
كذلك كانت هذه الارض ميتة	فانشرها فعل العميد ابى سعد

یعنی "تم دیکھتے نہین! علم کسطرح ابتر ہو رہا تھا - پہر اوس شخص نے اوسکو ترتیب دی جو اس لحد مین مدفون ہے - اسیطرح یہ زمین مردہ پڑی تھی ابوسعد کی کوشش نے اوسکو دوبارہ زندہ کیا" یہ مدرسہ جو مشہد ابوحنیفہ کے نام سے مشہور ہے مدت تک قایم رہا اور بڑے بڑے نامور علما اوسکے پروفیسر مقرر ہوئے - جنکے نام اور اجمالی حالات الجواہر المضیۃ فی طبقات الحنفیہ مین اکثر پائے جاتے ہین - سنہ ۴۹۳ھ مین حکیم بن جزلہ نے کہ خلیفہ مقتدر باللہ کے دربار کا ایک مشہور حکیم تہا اپنی تمام کتابین اس مدرسہ پر وقف کین[له] - اس مدرسہ کے متعلق ایک مسافرخانہ بھی تھا - شایقان علم جو اطراف ملک سے آکر بغداد مین عارضی قیام کرتے تھے اونکو وہان سے کھانا ملتا تہا - ایشیا کا مشہور سیاح ابن بطوطہ - جسوقت بغداد مین پہونچا ہے عباسی حکومت کا اخیر زمانہ تھا وہ اپنے سفرنامہ مین لکھتا ہے کہ "اسوقت تمام بغداد مین مشہد ابی حنیفہ کے سوا کوئی زاویہ موجود نہین ہے جہان سے مسافرون کو کھانا ملتا ہو" آج بھی اون کا مقبرہ بغداد کے مشہور اور متبرک مقامات سے ہے - حال کے شاہ ایران - سلطان ناصرالدین قاچار خلد اللہ سلطنتہ نے اپنے حالات سفر مین اوسکا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ "مینے امام ابوحنیفہ کے مزار پر فاتحہ پڑہی اور نذر چڑہائی" علم کی شان دیکھو جسکی بدولت کوفہ کے ایک خزاز نے یہ رتبہ حاصل کیا کہ بارہ سو برس کے بعد آج اوسکے مزار پر بڑے

[له] ابن خلکان - ترجمہ یحیی بن عیسی بن جزلۃ الطبیب - ۱۲

بڑے شاہنشاہونکے سر جھکتے ہین

امام کی اولاد

امام صاحب کی اولاد کا مفصل حال معلوم نہین مگر اسقدر یقینی ہے کہ وفات کیوقت حماد کے سوا اونکے کوئی اور اولاد موجود نہ تھی - حماد بڑے رتبہ کے فاضل تھے بچپن مین اونکی تعلیم نہایت اہتمام سے ہوئی تھی - چنانچہ جب الحمد ختم کی تو اونکے پدر بزرگوار نے اس تقریب مین معلم کو پانچسو درہم نذر کئے - بڑے ہوے تو خود امام صاحب سے مراتب علمی کی تکمیل کی - علم و فضل کے ساتھ بے نیازی اور پرہیزگاری مین بھی باپ کے خلف الرشید تھے - امام صاحب نے جب انتقال کیا تو اونکے گھر مین لوگون کا بہت سامال و اسباب امانت رکھا تھا - انہون نے قاضی شہر کے پاس حاضر کیا کہ جنکی امانتین ہین اونکو پہونچادی جائین قاضی صاحب نے کہا کہ ابھی اپنے ہی پاس رہنے دو کہ زیادہ حفاظت سے رہے گا - انہون نے کہا آپ انکی جانچ کر لین کہ میرے باپ کا ذمہ بری ہو جاوے - غرض تمام مال و اسباب قاضی صاحب کو سپرد کرکے خود روپوش ہوگئے اور اوسوقت ظاہر ہوے کہ وہ چیزین کسی اور مہتمم کے اہتمام مین دیدی گئین - تمام عمر کسی کی ملازمت نہین کی نہ شاہی دربار سے کچھ تعلق پیدا کیا - ذی قعدہ ۱۷۶ھ مین قضا کی - چار بیٹے چھوڑے - عمر - اسمعیل - ابو حیّان - عثمان - اسمعیل نے علم و فضل مین نہایت شہرت حاصل کی - چنانچہ مامون الرشید نے اونکو عہدۂ قضا پر مامور کیا - جسکو انہون نے اس دیانتداری اور انصاف سے انجام دیا کہ جب بصرہ سے چلے تو سارا شہر اونکی مشایعت کو نکلا - اور سب

لوگ اونکے جان ومال کو دعائین دیتے تھے[1]۔ مساور نے اونکی مدح مین کہا ہے[2]۔

اذا ما الناس یوما قایسونا ... بآبدة من الفتیا طریفه

اتیناهم بمقیاس صحیح ... تلاد من طراز ابی حنیفه

اذا سمع الفقیه بها وعاها ... واثبتها بحبر فی صحیفه

امام صاحب کی معنوی اولاد تو آج تمام دنیا مین پھیلی ہوئی ہے اور شاید چھ سات کرور سے کم نہوگی ۔ لیکن اونکی جسمانی اولاد بھی جا بجا موجود ہے خود ہندوستان مین متعدد خاندان ہین جنکا سلسلۂ نسب امام تک پہنچتا ہے اور خدا کے فضل سے علم وفضل کا جوہر بھی نسلاً بعد نسل اونکی میراث مین چلا آتا ہے ۔

اخلاق وعادات

ہمارے تذکرہ نویسون نے امام کے اخلاق وعادات کی جو تصویر کھینچی ہے اوسمین خوش اعتقادی اور مبالغہ کا اسقدر رنگ بھرا ہے کہ امام صاحب کی اصلی صورت اچھی طرح پہچانی نہین جاتی "چالیس برس تک عشا کے وضو سے صبح کی نماز پڑہی" "تیس برس تک متصل روزے رکھے" "جسمقام وفات کی اوس جگہ سات ہزار بار قرآن ختم کیا" "شہر کوفہ مین مشتبہ گوشت کا ٹکڑا پڑ گیا تو اس خیال سے کہ مچھلیون نے کھایا ہوگا اور مچھلیان بہت دنون تک زندہ رہتی ہین ۔ ایک مدت تک مچھلی نہین کھائی" "اسی طرح ایک شبہ پر بکری کا گوشت کھانا چھوڑ دیا ۔ اونکا ذاتی صرف صرف دس آنہ ماہوار تھا" یہ اور اس قسم کے بہت سے

---

[1] ابن خلکان ترجمہ حماد ۔ ۱۲ [2] معارف ابن قتیبہ ۔ ترجمہ امام ابو حنیفہ ۔ ۱۲

افسانے اونکی نسبت مشہور ہین اور لطف یہ کہ ہمارے مورخین انہین دوراز کار قصّون کو امام کے کمالات کا جوہر سمجھتے ہین - حالانکہ یہ واقعات نہ تاریخی اصول سے ثابت ہین نہ اون سے کسی کے شرف پر استدلال ہو سکتا ہے -

یہ سچ ہے کہ امام صاحب کے جن فضایل یا عام حالات کو ہم صحیح تسلیم کرتے ہین وہ بھی انہین کتابون سے ماخوذ ہین جنہین یہ فضول قصّے مذکور ہین - لیکن ہر واقعہ کی حیثیت الگ ہوتی ہے اور اوسی اعتبار سے شہادت کی حیثیت بھی بدل جاتی ہے - معمولی واقعات مین عام شہادتین کافی ہین - لیکن اس قسم کے واقعات کے لئے ایسی سند درکار ہے جسمین ذرا بھی شبہ کی گنجایش نہو - یعنی حدیث صحیح مرفوع متصل کے لئے جو قیدین ضروری ہین اون سے بھی کچھ بڑھکر - ساتھ ہی درایت کے اصول پر منطبق ہو - امام صاحب کی دانشمندی - دقیقہ سنجی - نکتہ شناسی - پر جب نگاہ پڑتی ہے جنکا ثبوت سمعی نہین - عیانی موجود ہے - تو اُن واقعات پر مشکل سے یقین آسکتا ہے - جو رہبانیت اور بے اعتدالی کی حد سے بھی متجاوز ہین -

امام صاحب کی محاسن اخلاق کی صحیح (مگر اجمالی) تصویر دیکھنی ہو تو قاضی ابو یوسف کی تقریر سنو - جو انہون نے ہرون الرشید کے سامنے بیان کی تھی - ہرون نے ایک موقع پر قاضی صاحب موصوف سے کہا کہ ابو حنیفہ کے اوصاف بیان کیجیے - انہون نے کہا "جہان تک مین جانتا ہون ابو حنیفہ کے اخلاق و عادات یہ تھے کہ نہایت پرہیزگار تھے منہیات سے بہت بچتے تھے - اکثر چپ رہتے تھے اور سوچا کرتے تھے - کوئی شخص مسئلہ

پوچھتا اور اونکو معلوم ہوتا تو جواب دیتے ورنہ خاموش رہتے - نہایت سخی اور فیاض تھے کسی کے آگے حاجت نہ لیجاتے - اہل دنیا سے احتراز تھا - دنیوی جاہ وعزت کو حقیر سمجھتے تھے غیبت سے بہت بچتے تھے - جب کسی کا ذکر کرتے تو بھلائی کے ساتھ کرتے - بہت بڑے عالم تھے - اور مال کی طرح علم کے صرف کرنے مین بھی فیاض تھے " ہرون الرشید نے یہ سنکر کہا " صالحین کے یہی اخلاق ہوتے ہین " عام نگاہون مین یہ باتین چندان وقعت نہین رکھتین - لیکن روحانی اوصاف کے نکتہ شناس - سمجھ سکتے ہین کہ یہ طرز زندگی ظاہر مین جسقدر سادہ اور آسان ہے - دراصل اوسیقدر مشکل اور قدر کے قابل ہے -

امام صاحب کو خدا نے حسن سیرت کے ساتھ جمال صورت بھی دیا تھا - میانہ قد - خوشرو اور موزون اندام تھے - گفتگو نہایت شیرین اور آواز بلند اور صاف تھی - کیسا ہی پیچیدہ مضمون ہو نہایت صفائی اور فصاحت سے ادا کر سکتے تھے - مزاج مین تکلف تھا - اور اکثر خوش لباس رہتے تھے - کبھی کبھی سنجاب وقاقم کے جبّے بھی استعمال کرتے تھے - ابو مطیع بلخی اونکے شاگرد کا بیان ہے کہ " مینے ایک دن اونکو نہایت قیمتی چادر اور قمیص پہنے دیکھا جنکی قیمت کم از کم چارسو درہم ہوگی "

ایک دن نضر بن محمد اون سے ملنے گئے - امام صاحب کہین باہر جانیکی تیاری کر رہے تھے - اِن سے کہا کہ ذرا دیر کے لئے اپنی چادر مجھے دیدو - واپس آئے تو شکایت کی کہ " ناحق تمھاری چادر لیکر مجھکو شرمندہ ہونا پڑا " انہون نے کہا کیون؟ فرمایا بہت گندہ ہے - نضر کہتے ہین کہ مینے وہ چادر پانچ دینار کو خریدی تھی اور مجھکو اوسپر ناز تھا - اسلئے امام صاحب

کی شکایت سے تعجب نہوا لیکن دوسرے موقع پر جب مینے اونکو ایک چادر اوڑہے دیکھا جو تیس دینار سے کم قیمت کی نہ تھی تو وہ تعجب جاتا رہا"۔ خلیفہ **منصور** نے درباریون کے لئے خاص قسم کی ٹوپیان ایجاد کی تھین جو نرکل وغیرہ سے بنتی تھین اور اون پر سیاہ کپڑا منڈہا ہوتا تھا۔ چونکہ نہایت لمبی ہوتی تھین ابو دلامۃ شاعر نے ظرافۃً کہا۔

وکنا نرجی من امام زیادۃ	فزاد الامام المرتضی فی القلانس

درباری ٹوپی۔ یعنی ہمکو خلیفہ سے اضافہ کی امید تھی۔ سو حضرت نے اضافہ کیا تو ٹوپیون مین کیا"۔ امام صاحب اگرچہ دربار سے کوسون بھاگتے تھے لیکن اس قسم کی ٹوپی جو اہل دربار اور امرا کے ساتھ مخصوص تھی کبھی کبھی استعمال کرتے تھے۔ دنیا دار دولتمندون کے لئے تو ایک معمولی بات ہے۔ لیکن علما کے دایرہ مین یہ امر تعجب کی نگاہ سے دیکھا گیا کہ امام صاحب کے توشہ خانہ مین اکثر سات آٹھ ٹوپیان موجود رہتی تھین۔

اور باتون مین بھی **امام** صاحب کا طرز معاشرت ان حیثیتون مین اور علما سے بالکل جدا تھا۔ اونکے ہمعصر عموماً شاہی دربار یا وزرا اور امرا کے وظیفہ خوار تھے اور اسکو عیب نہین سمجھتے تھے۔ قاضی بن عبد البر کیسی سے اعتراض کیا تھا۔ کہ آپ اُمرا کے وظیفہ خوار ہین۔ انہون نے اسکے جواب مین بعض صحابہ۔ اور بہت سے تابعین اور تبع تابعین کی نظیرین پیش کین جو اُمرا کے روزینے اور انعامات سے زندگی بسر کرتے تھے۔

اگرچہ ہم اسکو نئے خیال والونکی طرح کاہلی اور مفت خواری کا اثر نہین سمجھتے۔ کیونکہ اُس زمانہ تک تعلیم کا سلسلہ۔ معاوضہ کی بنیاد پر نہین قایم ہوا تھا۔ علما۔ بطور خود اپنے گھر دن

پر یا مسجدون مین لوگون کو مفت تعلیم دیتے تھے - اور یہ سلسلہ اسقدر وسیع اور مفید تھا کہ آج تک اُس سے بڑھکر نہو سکا - اُمرا کے ہان سے اِن لوگون کے لئے جو وظیفے مقرر تھے یا کبھی کبھی صلہ و نذر کے طور پر مل جاتا تھا اُسکو اِن آنریری پروفیسرونکی تنخواہ سمجھ لینا چاہئے لیکن اس سے انکار نہین ہو سکتا کہ رفتہ رفتہ انہین مثالون سے پیرزادگی اور مفت خواری کی بنیاد قائم ہو گئی - جسنے قوم کے ایک بڑے حصّہ کو بالکل نکما اور اپاہج بنادیا - بیشبہہ

وظیفہ خواری سے اجتناب

امام ابوحنیفہ اِس اصول کے سرے سے مخالف تھے اور اس لحاظ سے اونکی مخالفت بجا تھی تھی - اس بے تعلقی سے ایک بڑا فائدہ یہ تھا کہ امرحق کے اظہار مین امام صاحب کو کسی سے باک نہین ہوتا تھا - انسان کتنا ہی آزادمزاج اور صاف گو ہو لیکن احسان وہ چھپا ہوا جادو ہے کہ اوسکے اثر سے بچنا ناممکن نہین تو قریباً ناممکن ہے - امام صاحب تمام عمر کسی کے احسانمند نہوے اور اسوجہ سے اونکی آزادی کو کوئی چیز دبا نہ سکتی تھی اکثر

آزادی اور بے نیازی

موقعون پر وہ اِس خیال کا اظہار بھی کردیا کرتے تھے - بن ہبیرہ - نے کہ کوفہ کا گورنر اور نہایت نامور شخص تھا - ان سے بہ لجاجت کہا کہ "آپ کبھی کبھی قدم رنجہ فرماتے تو مجھپر احسان ہوتا فرمایا "مین تمسے مل کر کیا کرون گا - مہربانی سے پیش آوُگے تو خوف ہے کہ تمہارے دام مین آجاوُن - عتاب کروگے تو میری ذلت ہے - تمہارے پاس جو زر و مال ہے مجھکو اوسکی حاجت نہین - میرے پاس جو دولت ہے اوسکو کوئی شخص چھین نہین سکتا" عیسےٰ بن موسیٰ کے ساتھ بھی ایسا ہی واقعہ گزرا -

خلیفہ منصور اور حرہ خاتون (منصور کی بیوی) مین کچھ شکر رنجی ہو گئی تھی - خاتون

بے غرض حق گوئی۔

کو شکایت تھی کہ خلیفہ عدل نہین کرتا۔ منصور نے کہا کسی کو منصف قرار دو۔ اوسنے امام صاحب کا نام لیا۔ اوسی وقت طلبی کا فرمان گیا۔ خاتون پردہ کے قریب بیٹھی کہ امام صاحب جو فیصلہ کرین خود اپنے کانون سے سنے۔ منصور نے پوچھا۔ شرع کی رو سے مرد کتنے نکاح کر سکتا ہے۔ امام صاحب نے کہا چار۔ منصور۔ خاتون کی طرف مخاطب ہوا کہ سنتی ہو! پردہ سے آواز آئی کہ ہان سُنا۔ امام صاحب نے منصور کی طرف خطاب کر کے کہا مگر "یہ اجازت اوس شخص کے لئے خاص ہے جو عدل پر قادر ہو۔ ورنہ ایک سے زیادہ نکاح کرنا اچھا نہین خدا خود فرماتا ہے" وان خفتم ان لا تعدلوا فواحدۃ" منصور چپ ہو گیا۔ امام صاحب گھر آئے تو ایک خادم پچاس ہزار درہم کے توڑے لئے ہوئے حاضر ہوا کہ خاتون نے نذر بھیجی ہے۔ اور کہا ہے کہ "آپکی کنیز آپ کو سلام کہتی ہے اور آپ کے حق گوئی کی نہایت مشکور ہے" امام صاحب نے روپیے پھیر دئے اور خادم سے فرمایا جا کر خاتون سے کہنا کہ "مین نے جو کچھ کہا کسی غرض سے نہین کہا۔ بلکہ میرا فرض منصبی تھا"

تجارت اور دیانت

امام صاحب کی تجارت نہایت وسیع تھی لاکھون کا لین دین تھا۔ اکثر شہرون مین گماشتے مقرر تھے۔ بڑے بڑے سوداگرون سے معاملہ رہتا تھا۔ ایسے بڑے کارخانہ کے ساتھ دیانت اور احتیاط کا اسقدر خیال رکھتے تھے کہ ناجایز طور پر ایک حبّہ بھی اونکے خزانہ مین نہین داخل ہو سکتا تھا۔ اس احتیاط مین کبھی کبھی نقصان اُٹھانا پڑتا تھا مگر ان کو کچھ پروا نہین ہوتی تھی۔ ایک دفعہ حفص بن عبدالرحمن کے پاس خز کے تھان بھیجے اور کہلا بھیجا کہ فلان فلان تھان مین عیب ہے خریدار کو جتا دینا۔ حفص کو اس ہدایت کا خیال نہ رہا تھان بیچ ڈالے

اوخریدا اونکو عیب سے اطلاع ندی۔ امام صاحب کو معلوم ہوا تو نہایت افسوس کیا۔ تھانون کی قیمت جو تیس ہزار درہم تھی سب خیرات کردی۔

ایک دن ایک عورت خز کا تھان لیکر آئی کہ فروخت کرا دیجئے۔ امام صاحب نے دام پوچھے اوسنے سو روپیہ بتائے۔ فرمایا کم ہین۔ اوسنے کہا تو دو سو روپیہ۔ فرمایا یہ تھان پانچسو سے کم قیمت کا نہین۔ اوسنے متعجب ہوکر کہا آپ شاید ہنسی کرتے ہین۔ امام صاحب نے پانچسو روپیہ اپنے پاس سے دیدئے اور تھان رکھ لیا۔ اس احتیاط اور دیانت نے اونکے کارخانہ کو بجائے نقصان پہونچانے کے اور بھی چمکا دیا تھا۔

تجارت اور اکتساب دولت سے اونکا مقصود زیادہ تر عام کو فائدہ پہونچانا تھا۔ جتنے احباب اور ملنے والے تھے سب کے روزینے مقرر کر رکھے تھے شیوخ اور محدثین کے لئے تجارت کا ایک حصہ مخصوص کردیا تھا کہ اوس سے جو نفع ہوتا تھا سال کے سال اون لوگون کو پہونچا دیا جاتا تھا[۱]۔ عام معمول تھا کہ گھروالون کے لئے کوئی چیز خریدتے تو اوسیقدر محدثین اور علما کے پاس بھجواتے۔ اتفاقیہ کوئی شخص ملنے آتا تو اوسکا حال پوچھتے اور حاجتمند ہوتا تو حاجت روائی کرتے۔ شاگردون مین جسکو تنگ حال دیکھتے اوسکی ضروریات خانگی کی کفالت کرتے کہ اطمینان سے علم کی تکمیل کرسکے۔ بہت سے لوگ جنکو مفلسی کی وجہ سے تحصیل علم کا موقع نہین مل سکتا تا امام صاحب ہی کی دستگیری کی بدولت بڑے بڑے رتبون پر پہونچے۔ انہین مین **قاضی ابو یوسف صاحب** بھی ہین جنکا مفصل تذکرہ آگے آتا ہے۔

فیاضی

شاگردون کے ساتھ سلوک۔

---

[۱] علامہ نووی نے تہذیب الاسماء مین ان واقعات کو بسند بیان کیا ہے۔

ایک دفعہ کچھ لوگ ملنے آئے - انمین ایک شخص ظاہری صورت سے شکستہ حال معلوم ہوتا تھا - لوگ رخصت ہوکر چلے تو امام صاحب نے اوس سے فرمایا ذرا ٹھہر جاؤ - جا نماز کیطرف اشارہ کیا کہ اسکو اٹھانا اوسنے دیکھا تو ہزار درہم کی ایک تھیلی تھی - عرض کی کہ مین دولتمند ہون - مجھکو اسکی ضرورت نہین - فرمایا کہ تو صورت ایسی بنانی چاہیے کہ دوسرون کو شبہ نہو -

ایک دفعہ کسی بیمار کی عیادت کو جا رہے تھے - راہ مین ایک شخص ملا - جو انکا مقروض تھا - اوسنے دور سے انکو دیکھ لیا اور کترا کر دوسری طرف چلا - انہون نے پکارا - کہ "کہان جاتے ہو" وہ کھڑا ہوگیا قریب پہنچے تو پوچھا کہ "مجھکو دیکھکر تمنے راستہ کیون کاٹا" اسنے کہا آپکے دس ہزار درہم مجھ پر آتے ہین جو مجھسے اتک ادا نہو سکے - اس شرم سے آنکھ برابر نہین ہوتی" امام صاحب اوسکی غیرت سے متعجب ہوئے اور فرمایا "جاؤ مینے سب معاف کردیا"

ایک بار سفر حج مین عبداللہ سہمی کا ساتھ ہوا کسی منزل مین ایک بدوی نے اونکو پکڑا اور امام صاحب کے سامنے لایا کہ اسپر میرے روپیے آتے ہین اور یہ ادا نہین کرتا - امام صاحب نے عبداللہ سے اسکی حقیقت پوچھی - اونہون نے سرے سے انکار کیا - امام صاحب نے بدوی سے پوچھا آخر کتنے درہمون پر یہ جھگڑا ہے - اوسنے کہا چالیس درہم متعجب ہوکر فرمایا کہ زمانہ سے حمیت اوٹھ گئی اتنے سے معاملہ پر یہ فضیحتے !! پھر کل درہم اپنے پاس سے ادا کردئے - ابراہیم بن عتبہ چار ہزار درہم کے مقروض تھے اور اس ندامت کی

وجہ سے لوگون سے ملنا جلنا چھوڑ دیا تھا۔ اونکے ایک دوست نے چندہ کرکے اونکا قرض ادا کرنا چاہا۔ لوگون نے بقدر حیثیت اعانت کی۔ **امام صاحب** کے پاس گئے تو فرمایا کہ کل کسقدر قرضہ ہے۔ انہون نے کہا چار ہزار۔ فرمایا اتنی سی رقم کے لئے لوگون کو کیون تکلیف دیتے ہو۔ یہ کہکر پورے چار ہزار درہم خود دیدئے۔ تاریخون مین اس قسم کے اور بہت سے واقعات اونکی نسبت منقول ہین۔ ہمنے اختصار کے لحاظ سے قلم انداز کئے۔

اس دولتمندی اور عظمت و شان کے ساتھ نہایت متواضع۔ حلیم۔ اور خلیق تھے۔ ایک دفعہ مسجد خیف مین تشریف رکھتے تھے۔ شاگردون اور ارادتمندون کا حلقہ تھا۔ ایک اجنبی شخص نے مسئلہ پوچھا۔ امام صاحب نے جواب مناسب دیا۔ اوسنے کہا "مگر حسن بصری۔ نے اسکے خلاف بتایا ہے۔ امام صاحب نے فرمایا "حسن نے غلطی کی"۔ حاضرین مین سے ایک شخص کہ حسن کا معتقد تھا طیش مین آگیا اور جھلا کر کہا۔ "او ابن الفاحشہ! تو حسن کو خاطی کہتا ہے؟" اس گستاخی اور بیہودہ گوئی نے تمام مجلس کو برہم کر دیا اور لوگون نے چاہا کہ اوسکو پکڑ کر سزا دین۔ امام صاحب نے روکا۔ اونکے لحاظ سے لوگ مجبور ہو گئے۔ مگر دیر تک مجلس مین سناٹا رہا۔ لوگون کا جوش کم ہوا تو۔ امام صاحب نے اوس شخص کی طرف خطاب کیا اور فرمایا کہ "ہان حسن۔ نے غلطی کی **عبداللہ بن مسعود** نے اس باب مین جو روایت کی ہے وہ صحیح ہے"

یزید بن کمیت کا بیان ہے کہ ایک دفعہ مین **امام ابوحنیفہ**۔ کی خدمت مین حاضر تھا۔ ایک شخص نے اون سے گستاخانہ گفتگو شروع کی۔ امام صاحب تحمل سے جواب دیتے تھے

وہ اور شوخ ہوتا جاتا تھا۔ یہانتک کہ اوسنے امام کو زندیق کہدیا۔ اسپر فرمایا کہ خدا تمکو بخشے۔ وہ خوب جانتا ہے کہ میری نسبت تمنے جو لفظ کہا صحیح نہین ہے"۔ امام صاحب خود فرمایا کرتے تھے کہ "مین نے کسی پر لعنت نہین کی۔ کسی سے انتقام نہین لیا۔ کسی مسلمان۔ یا ذمی کو نہین ستایا۔ کسی سے فریب اور بد عہدی نہین کی"۔

امام سفیان ثوری اور امام صاحب مین کچھ شکر رنجی تھی۔ ایک شخص نے امام صاحب سے آکر کہا کہ سفیان۔ آپ کو برا کہہ رہے تھے۔ امام نے فرمایا کہ "خدا میری اور سفیان دونون کی مغفرت کرے۔ سچ یہ ہے کہ ابراہیم نخعی کے موجود ہوتے بھی اگر سفیان دنیا سے اوٹھ جاتے تو مسلمانون کو سفیان کے مرنے کا ماتم کرنا پڑتا"

ایک دن مسجد مین درس دے رہے تھے۔ ایک شخص نے جسکو اون سے کچھ عداوت تھی۔ عام مجلس مین اونکی نسبت ناسزا الفاظ کہے۔ انہون نے کچھ التفات نہ کی۔ اور اسی طرح درس مین مشغول رہے۔ شاگردون کو بھی منع کر دیا کہ اوسکی طرف متوجہ نہون۔ درس سے اوٹھے تو وہ شخص ساتھ ہوا اور جو کچھ منہ مین آتا تھا بکتا جاتا تھا۔ امام صاحب اپنے گھر کے قریب پہونچے تو کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ "بھائی یہ میرا گھر ہے۔ کچھ باقی رہ گیا ہو تو اوٹھا نہ رکھو کہ اب مین اندر جاتا ہون اور تمکو موقع نہ ملے گا"۔

ایک اور دن۔ حلقۂ درس قایم تھا۔ ایک نوعمر نے مسلہ پوچھا۔ امام صاحب نے جوابدیا۔ اوسنے کہا۔ ابو حنیفہ۔ تمنے جواب مین غلطی کی۔ ابو الخطاب جرجانی بھی حلقہ مین شریک تھے۔ اونکو نہایت غصہ آیا اور حاضرین کو ملامت کی کہ تم لوگ بڑے بے حمیت ہو۔

امام کی شان مین ایک لونڈا جو جی مین آتا ہے کہہ جاتا ہے ۔ تمکو ذرا جوش نہین آتا
امام صاحب نے ابو الخطاب کی طرف خطاب کیا اور فرمایا کہ ”ان لوگون پر کچھ الزام نہین ۔ مین
اس جگہہ بیٹھا ہون تو اسی لیے بیٹھا ہون کہ لوگ آزادانہ میری راے کی غلطیان ثابت کرین
اور مین تحمل کے ساتھ سنون “

محلہ مین ایک موچی رہتا تھا ۔ جو نہایت رنگین طبع اور خوش مزاج تھا ۔ اوسکا معمول تھا کہ دن بھر مزدوری کرتا ۔ شام کو بازار جا کر گوشت اور شراب مول لاتا ۔ کچھ رات گیے دوست احباب جمع ہوتے ۔ خود سیخ پر کباب لگاتا ۔ سب یارون کو کھلاتا ۔ ساتھ ہی شراب کا دور چلتا اور مزے مین آکر یہ شعر گاتا ۔ ہمدردی اور ہمسائگی کا لحاظ

اضاعونی و ای فتی اضاعوا	لیوم کریہۃ و سداد ثغر

یعنی ”لوگون نے مجھکو ہاتھ سے کھو دیا اور کیسے بڑے شخص کو کھویا جو لڑائی اور رخنہ بندی کے دن کام آتا “ امام صاحب ذکر و شغل مین رات کو سوتے کم تھے ۔ اوسکی نغمہ سنجیان سنتے اور فرط اخلاق کی وجہ سے کچھ تعرض نکرتے ۔ ایک رات کو توال شہر ادھر آنکلا اور اوس غریب کو گرفتار کر کے قیدخانہ مین بھیجدیا ۔ صبح کو امام صاحب نے دوستون سے تذکرہ کیا ۔ کہ رات ہمارے ہمسایہ کی آواز نہین آئی ۔ لوگون نے رات کا ماجرا بیان کیا ۔ اوسی وقت سواری طلب کی ۔ دربار کے کپڑے پہنے ۔ اور دار الامارۃ کا قصد کیا ۔ یہ عباسیہ کا عہد حکومت تھا اور عیسی بن موسی ۔ کہ خلیفہ منصور کا برادرزادہ اور تمام خاندان مین عقل و تدبیر دلیری اور شجاعت ۔ کے لحاظ سے ممتاز تھا کوفہ کا گورنر تھا ۔ لوگون نے اطلاع کی کہ

امام ابوحنیفہ آپ کے ملنے کو آتے ہیں - اوسنے درباریون کو استقبال کے لئے بھیجا - اور حکم دیا کہ دارالامارۃ کے صحن تک امام صاحب کو سواری پر لائین - سواری قریب آئی تو تعظیم کو اوٹھا - اور نہایت ادب سے لاکر بٹھایا - پہر عرض کی کہ "آپنے کیون تکلیف فرمائی - مجھکو بُلا بھیجتے کہ مین خود حاضر ہوتا" امام صاحب نے فرمایا کہ "ہمارے محلہ مین ایک موچی رہتا ہے - کوتوال نے اوسکو گرفتار کرلیا ہے - مین چاہتا ہون کہ وہ رہا کردیا جاوے" عیسیٰ - نے اوسیوقت داروغہ جیل کو حکم بہیجا اور وہ رہا کردیا گیا - امام صاحب عیسیٰ سے رخصت ہوکر چلے تو موچی بھی ہمرکاب ہوا - امام اوسکی طرف مخاطب ہوئے کہ "کیون! ہمنے تمکو ضایع تو نہین کیا" یہ اوس شعر کی طرف اشارہ تھا جسکو وہ ہمیشہ پڑہا کرتا تھا - اضاعونی وای فتے اضاعوا - اوسنے عرض کی "نہین - آپنے ہمسایگی کا پوراحق ادا کیا" [۱] اسکے بعد اوسنے عیش پرستی سے توبہ کی - اور امام صاحب کے حلقۂ درس مین بیٹھنے لگا رفتہ رفتہ علم فقہ مین مہارت حاصل کی - اور فقیہ کے لقب سے ممتاز ہوا -

والدہ کی خدمت

امام صاحب کے والد نے امام کے سن رشد سے پہلے قضا کی - لیکن والدہ مدت تک زندہ رہین اور امام کو اونکی خدمت گزاری کا کافی موقع ہاتھ آیا - وہ مزاج کی تنکی تہین اور جیساکہ عورتون کا قاعدہ ہے وعاظ اور قصاص کے ساتھ نہایت عقیدت رکہتی تہین - کوفہ مین عمرو بن ذر ایک مشہور واعظ تھے - اونکے ساتھ خاص عقیدت تھی - کوئی مسئلہ پیش

---

[۱] یہ واقعہ بہت سی کتابون مین مختلف طریقے سے مذکور ہے مین نے کتاب الاغانی و ابن خلکان و عقود الجمان کی روایت اختیار کی ہے -

آتا تو امام صاحب کو حکم دیتین کہ عمر بن ذر سے پوچھ آؤ۔ امام تعمیل ارشاد کے لئے اونکے پاس جاکر مسئلہ پوچھتے۔ وہ عذر کرتے کہ آپ کے سامنے مین کیا زبان کھول سکتا ہون۔ فرماتے کہ "والدہ کا یہی حکم ہے" اکثر ایسا ہوتا کہ عمر و کو مسئلہ کا جواب نہ آتا۔ امام صاحب سے درخواست کرتے کہ "آپ مجھکو بتادین۔ مین اوسی کو آپکے سامنے دہرا دون"۔

کبھی کبھی اصرار کرتین کہ مین خود چلکر پوچھونگی۔ خچر پر سوار ہوتین۔ امام صاحب پاپیادہ ساتھ ہوتے۔ خود مسئلہ کی صورت بیان کرتین اور اپنے کانون سے جواب سن لیتین تب تسکین ہوتی۔ ایک دفعہ امام صاحب سے پوچھا کہ یہ صورت پیش آئی ہے مجھکو کیا کرنا چاہیے۔ امام صاحب نے جواب بتایا۔ بولین کہ تمہاری سند نہین۔ زرقہ واعظ تصدیق کرین تو مجھکو اعتبار آئے۔ امام صاحب ان کو لیکر زرقہ کے پاس گئے۔ اور مسئلہ کی صورت بیان کی۔ زرقہ نے کہا آپ مجھسے زیادہ جانتے ہین۔ آپ کیون نہین بتادیتے۔ امام صاحب نے فرمایا مین نے یہ فتوی دیا تھا۔ زرقہ نے کہا بالکل صحیح ہے۔ یہ سنکر اونکو تسکین ہوئی اور گھر واپس آئین۔ ابن ہبیرہ نے جب امام صاحب کو بلاکر میر منشی مقرر کرنا چاہا اور انکار کے جرم پر دُرے لگوائے۔ اوسوقت امام کی والدہ زندہ تھین اون کو نہایت صدمہ ہوا۔ امام صاحب فرمایا کرتے تھے "کہ مجھکو اپنی تکلیف کا چندان خیال نہ تھا۔ البتہ یہ رنج ہوتا تھا کہ میری تکلیف کی وجہ سے والدہ کے دل کو صدمہ پہنچتا ہے"۔

امام صاحب اگرچہ نہایت رقیق القلب تھے اور کسی کو تکلیف اور رنج کی حالت مین

رقت طبع

دیکھتے تو بیتاب ہوجاتے - ایک دفعہ مسجد مین بیٹھے تھے کسی نے آکر کہا کہ فلان شخص کوٹھے سے گر پڑا - دفعۃً اس زور سے چیخ اوٹھے کہ مسجد مین تہلکہ پڑگیا - حلقۂ درس چھوڑکر برہنہ پا دوڑے اور اوس شخص کے گھر پر جاکر بہت کچھ غمخواری اور ہمدردی کی - جبتک وہ اچھا نہوا روزانہ صبح کو جاتے اور اوسکی تیمارداری کرتے - تاہم اپنے اوپر کوئی مصیبت آن پڑتی تو اس استقلال سے برداشت کرتے کہ لوگون کو تعجب ہوتا - عُمّال اور اہل دربار کے ہاتھ سے اکثر اونکو تکلیفین پہونچین مگر کبھی اونکے پاے ثبات کو لغزش نہین ہوئی - نہایت مضبوط دل رکھتے تھے اور ضبط و استقلال گویا اونکا مایۂ خمیر تھا -

استقلال

ایک دن جامع مسجد مین درس دے رہے تھے - مستفیدون اور ارادتمندون کا مجمع تھا - اتفاقاً چھت سے ایک سانپ گرا اور امام کی گود مین آیا - تمام لوگ گھبراکر بھاگ گئے مگر وہ اوسی اطمینان سے بیٹھے رہے - **امام مالک** کو بھی ایکبار ایسا ہی اتفاق پیش آیا - اور وہ اونکی تاریخ زندگی کا مشہور اور دلچسپ واقعہ ہے -

حفظ لسان -

بات نہایت کم کرتے اور غیر ضروری باتون مین کبھی دخل نہ دیتے - درس مین بھی معمول تھا کہ شاگرد آپسمین نہایت آزادی سے بحثین کرتے - آپ چپ بیٹھے سنا کرتے - جب بحث زیادہ بڑھ جاتی اور کسی بات کا تصفیہ نہوتا تو قول فیصل بیان کردیتے کہ سبکو تشفی ہوجاتی -

غیبت سے پرہیز رکھتے - اس نعمت کا شکر ادا کرتے کہ خدا نے میری زبان کو اس آلودگی سے پاک رکھا - ایک شخص نے کہا حضرت! لوگ آپکی شان مین کیا کچھ نہین کہتے مگر آپ سے نہ کسی کی برائی نہین سنی - فرمایا "ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ" امام سفیان ثوری

سے کسی نے کہا۔ ابو حنیفہ کو مینے کسی کی غیبت کرتے نہین سنا۔ اونہون نے کہا کہ "ابو حنیفہ ایسے بیوقوف نہین کہ اپنے اعمال صالح کو۔ آپ برباد کرین"۔

قسم کھانی بُرا جانتے تھے اور اوس سے بہت پرہیز کرتے تھے۔ عہد کر لیا تہا کہ اتفاقاً بھی اس خطا کا مرتکب ہونگا تو ایک درہم کفارہ دون گا۔ اتفاق سے بھول کر کسی موقع پر قسم کھالی اوسکے بعد عہد کیا کہ اب بجاے درہم کے دینار دون گا۔

ذکر وعبادت نہایت مرتاض اور زاہد تھے۔ ذکر و عبادت مین اونکو مزہ آتا تھا اور بڑے ذوق و خلوص سے ادا کرتے تھے۔ اس باب مین اونکی شہرت ضرب المثل ہوگئی تھی۔ علامہ ذہبی نے لکھا ہے کہ "آنکی پرہیزگاری اور عبادت کے واقعات تواتر کی حد کو پہونچ گئے ہین"۔ اکثر نماز مین یا قرآن پڑہنے کے وقت رقت طاری ہوتی اور گھنٹون رویا کرتے۔ ابراہیم بصری کا بیان ہے کہ ایک دفعہ نماز فجر مین مین امام ابو حنیفہ کے ساتھ شریک تھا۔ امام نماز۔ نے یہ آیت پڑہی ولا تحسبن اللہ غافلا عما یعمل الظالمون یعنی خدا کو ظالمون کی کردار سے بیخبر نہ سمجھنا! امام ابو حنیفہ پر ایسی حالت طاری ہوئی کہ سارا بدن کانپنے لگا۔ زایدۃ کہتے ہین کہ مجھکو ایک ضروری مسئلہ دریافت کرنا تھا امام ابو حنیفہ کے ساتھ نماز عشا مین شریک ہوا اور منتظر رہا کہ نوافل سے فارغ ہون تو دریافت کرون وہ قرآن پڑہتے پڑہتے اس آیت پر پہونچے وقانا عذاب السموم بار بار اس آیت کو پڑہتے تھے۔ یہان تک کہ صبح ہوگئی اور وہی آیت پڑہتے رہے۔ ایکبار نماز مین یہ آیت پڑہی بل الساعۃ موعدھم والساعۃ ادھی وامر۔ "یعنی قیامت گنہگارون کا وعدہ گاہ ہے اور قیامت سخت مصیبت کی چیز اور

ناگوار چیز ہے“۔ اسی آیت مین رات ختم ہوگئی۔ بار بار پڑہتے تھے اور روتے جاتے تھے۔

یزید بن کمیت ایک مشہور عابد اور امام صاحب کے ہمعصر تھے۔ اون کا بیان ہے کہ مین ایک دفعہ نماز عشا مین امام ابوحنیفہ کے ساتھ شریک تھا۔ امام نماز نے اذا زلزلت پڑہی لوگ نماز پڑہکر چلے گئے۔ مین ٹھہرا رہا۔ امام ابوحنیفہ کو دیکھا کہ بیٹھے ٹھنڈی سانسین بھر رہے ہین۔ یہ دیکھکر مین اُٹھ آیا کہ اونکے اوقات مین خلل نہو۔ صبح کو مسجد مین گیا تو دیکھا کہ غمزدہ بیٹھے ہین۔ ڈاڑہی ہاتھ مین ہے اور بڑی رقت سے کہہ رہے ہین۔ ”اے وہ! جو ذرہ بھر نیکی اور ذرّہ بھر بدی دونون کا بدلہ دے گا۔ **نعمان** اپنے غلام کو آگ سے بچانا“۔

ایک دن بازار مین چلے جاتے تھے۔ ایک لڑکے کے پانون پر پانون پڑ گیا۔ وہ چیخ اوٹھا اور کہا کہ تو خدا سے نہین ڈرتا۔ امام کو غش آگیا۔ مسعر بن کدام۔ ساتھ تھے انہون نے سنبھالا۔ ہوش مین آئے تو پوچھا کہ ایک لڑکے کی بات پر اسقدر بیقرار ہوجانا کیا تھا؟ فرمایا ”کیا عجب۔ کہ اوسکی آواز غیبی ہدایت ہو“۔ عبرت پذیری۔

ایک دفعہ حسب معمول دوکان پر گئے۔ نوکر نے کپڑون کے تھان نکالکر رکھّے اور تفاؤل کے طور پر کہا۔ خدا ہمکو جنت دے۔ امام صاحب پر رقّت طاری ہوئی اور اسقدر روئے کہ شانے تر ہوگئے۔ نوکر سے کہا دوکان بند کردو۔ آپ چہرہ پر رومال ڈالکر کسی طرف نکل گئے۔ دوسرے دن دوکان پر گئے تو نوکر سے کہا۔ بھائی! ہم اس قابل کہان ہین کہ جنت کی آرزو کرین۔ یہی بہت ہے کہ عذاب آلہی مین گرفتار نہون“۔ حضرت عمر فاروق بھی اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ”قیامت کے دن اگر مجھسے نہ مواخذہ ہونہ انعام ملے۔ تو

مین بالکل راضی ہون"۔

ایک دفعہ کسی کو مسئلہ بتا رہے تھے۔ ایک شخص نے کہا ابوحنیفہ! خدا سے ڈرکر فتوی دیا کرو۔ امام صاحب پر اسکا اسقدر اثر ہوا کہ چہرہ کی رنگت زرد پڑ گئی۔ اوس شخص کی طرف مخاطب ہوئے۔ اور کہا "بھائی! خدا تمکو جزاے خیر دے۔ اگر مجھکو یہ یقین نہوتا کہ خدا مجھسے مواخذہ کریگا کہ تو نے جانکر علم کو کیون چھپایا۔ تو مین ہرگز فتوی نہ دیتا" کوئی مسئلہ مشکل آجاتا اور جواب نہ معلوم ہوتا تو متردد ہوتے کہ غالباً مین کسی گناہ کا مرتکب ہوا۔ یہ اوسی کی شامت ہے۔ پھر وضو کرکے نماز پڑہتے۔ اور استغفار کرتے۔ فضیل بن عیاض کہ مشہور صوفی گذرے ہین اون سے کسی نے یہ حکایت بیان کی۔ بہت روئے اور کہا۔ "ابوحنیفہ کے گناہ کم تھے اسلیئے اونکو یہ خیال ہوتا تھا۔ جو لوگ گناہون مین غرق ہین اون پر ہزار آفتین آتی ہین اور مطلق خبر نہین ہوتی کہ یہ غیبی تنبیہ ہے"۔

تقسیم اوقات

معمول تھا کہ صبح کی نماز کے بعد مسجد مین درس دیتے۔ دور دور سے استفتے آئے ہوتے اونکے جواب لکھتے پھر تدوین فقہ کی مجلس منعقد ہوتی۔ بڑے بڑے نامور شاگردون کا مجمع ہوتا۔ جو مسائل اتفاق راے سے طے ہوتے قلمبند کرلئے جاتے۔ نماز ظہر پڑھکر گھر آتے۔ گرمیون مین ہمیشہ ظہر کے بعد سو رہتے۔ نماز عصر کے بعد کچھ دیر تک درس و تعلیم کا مشغلہ رہتا۔ باقی وقت دوستون سے ملنے ملانے۔ بیمارونکی عیادت۔ ماتم پرسی۔ غریبون کی خبرگیری مین صرف ہوتا۔ مغرب کے بعد پھر درس کا سلسلہ شروع ہوتا اور عشا تک رہتا۔ نماز عشا پڑھکر عبادت مین مشغول ہوتے اور اکثر رات رات بھر نہ سوتے۔ جاڑون مین مغرب کے بعد

مسجد ہی مین سو رہتے اور قریباً دس بجے اوٹھکر نماز عشا پڑہتے - پہر تمام رات تہجد اور ورد و وظائف مین گذرتی - کبھی کبھی دوکان پر بیٹھتے اور وہین یہ تمام مشاغل انجام پاتے -

ذہانت اور طباعی - فتوی اور مناظرات - نصایح اور دلپذیر باتین

جو چیز - امام صاحب کی - قوت ایجاد - جدت طبع - دقت نظر - وسعت معلومات - غرض اونکے تمام کمالات علمی کا آئینہ ہے وہ علم فقہ ہے - جسکی ترتیب و تدوین مین انکو وہ پایہ حاصل ہے جو ارسطو کو منطق اور اقلیدس کو ہندسہ مین - لیکن اوسپر تفصیلی بحث کرنیکے لئے ایک مستقل کتاب درکار ہے - اسی ضرورت سے ہمنے اپنی کتاب کا دوسرا حصہ - اس بحث کے لئے خاص کردیا ہے - اس موقع پر صرف وہ واقعات لکھتے ہین جو امام صاحب کی علمی تاریخ کے عام واقعات ہین - لیکن غور سے دیکھو تو وہ بھی بجاے خود اصول ہین جن پر سیکڑون مسائل کی بنیاد قایم ہے -

اس مقام پر یہ کہدینا ضرور ہے کہ **امام ابو حنیفہ** کے مناظرات اور نکتہ آفرینیون کے متعلق بہت سے بے سروپا افسانے شہرت پکڑ گئے ہین اور طرہ یہ کہ بعض مشہور مصنفون نے بغیر تحقیق و تنقید کے اونکو اپنی تالیفات مین نقل کردیا جس سے عوام کو اپنے غلط خیالات کے لئے ایک دستاویز ہاتھ آگئی - یہ ایک عام قاعدہ ہے کہ جو شخص کسی فن مین کمال کے ساتھ شہرت عام حاصل کرتا ہے اوسکی نسبت اچھی یا بری سیکڑون روایتین خود بخود پیدا ہو جاتی ہین اور بعض حالتون مین اسقدر عام زبانون پر قبضہ کرلیتی ہین کہ خواص تک

کو اون پر تواتر کا دہوکا ہوتا ہے ۔ لطف یہ کہ معتقدین ۔ جوش اعتقاد مین ایسی باتین بیان کر جاتے ہین جسکو وہ مدح سمجھتے ہین اور دراصل ذم ہوتی ہے ۔ اسیطرح مخالف عیب و منقصت کی مثالین پیش کرتا ہے ۔ حالانکہ غور سے دیکھئے تو اون واقعات سے بجاے اسکے کہ اوس شخص کی برائی ثابت ہو مدح کا پہلو نکلتا ہے ۔ امام ابوحنیفہ بھی اس کلیہ سے مستثنی نہین ہین بعض مصنفون نے اونکی ذہانت اور طباعی کے ذیل مین بہت سے ایسے قصے لکہدئے ہین جنکو خدانخواستہ ہم سچ تسلیم کرین تو عیاذاً باللہ امام صاحب کو حیلہ جو ۔ چالاک ۔ متفنی سخن ساز ۔ ماننا پڑیگا ۔ لیکن وہ روایتین تاریخی اصول سے ثابت نہین اور اسی وجہ سے اہل تحقیق خصوصاً محدثین نے اونکے لکھنے سے ہمیشہ پرہیز کیا ہے ۔ ہم بھی اونکو قلم انداز کرتے ہین اور انہین روایتون پر اکتفا کرتے ہین جو بظن غالب ثابت اور صحیح ہین ۔

اسمین شبہ نہین کہ **امام** صاحب کو اور ایمہ کی نسبت مناظرہ اور مباحثہ کے موقعے زیادہ پیش آئے ۔ انہون نے علوم شرعیہ کے متعلق بہت سے ایسے نکتے ایجاد کئے تھے جو عام طبیعتون کی دسترس سے باہر تھے ۔ اسلئے ظاہر بینون کا ایک بڑا گروہ جنمین بعض مقدس سادہ دل بھی شامل تھے اونکا مخالف ہوگیا تھا ۔ اور ہمیشہ اون سے بحث و مناظرہ کیلیے تیار رہتا تھا ۔ امام صاحب کو بھی مجبوراً اونکے شبہات رفع کرنے پڑتے تھے ۔ اس اتفاقی سبب نے مناظرہ اور مباحثہ کا ایک وسیع سلسلہ قایم کر دیا تھا ۔ لیکن امام صاحب کے مناظرات اسی پر محدود نہین ۔ مناظرہ اوسوقت درس کا ایک خاص طریقہ تھا ۔ اور امام صاحب نے اکثر اساتذہ سے اسی طریقہ پر تعلیم پائی تھی ۔ عیون و الحدایق کے مصنف نے اونکے تذکرہ مین

لکھا ہے کہ "انہون نے شعبی ۔ طاوس ۔ عطاء ۔ سے مناظرات کئے" ۔ یہ لوگ امام صاحب کے اساتذۂ خاص ہین اور وہ ان لوگون کا نہایت ادب کرتے تھے ۔ اس مناظرہ سے مقصود وہی درس کا مخصوص طریقہ ہے ۔ جو اُس عہد مین عموماً مروج تھا۔[۱]

رفع یدین کے مسئلہ مین امام اوزاعی سے مناظرہ

امام اوزاعی کہ اقلیم شام کے امام اور فقہ مین مذہب مستقل کے بانی تھے ۔ مکہ معظمہ مین امام ابو حنیفہ سے ملے ۔ اور کہا کہ عراق والون سے نہایت تعجب ہے کہ رکوع مین ۔ اور رکوع سے سر اُٹھانیکے وقت ۔ رفع یدین نہین کرتے ۔ حالانکہ مینے زہری سے انہون نے سالم بن عبد اللہ سے ۔ انہون نے عبد اللہ بن عمر سے سُنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِن موقعون پر رفع یدین کرتے تھے " امام ابو حنیفہ نے اوسکے مقابلہ مین حماد ۔ ابراہیم نخعی علقمہ ۔ عبد اللہ بن مسعود کے سلسلہ سے حدیث روایت کی کہ آنحضرتؐ اِن موقعون پر رفع یدین نہین فرماتے تھے " امام اوزاعی نے کہا سبحان اللہ! مین تو زہری ۔ سالم ۔ عبد اللہ ۔ کے ذریعہ سے حدیث بیان کرتا ہون ۔ آپ اسکے مقابلہ مین ۔ حماد ۔ نخعی ۔ علقمہ کا نام لیتے ہین " امام ابو حنیفہ نے کہا ۔ میری رُواۃ آپ کی رُواۃ سے زیادہ فقیہ ہین اور عبد اللہ بن مسعود کا رتبہ تو معلوم ہی ہے ۔ اسلئے اونکی روایت کو ترجیح ہے " امام رازی نے اس مناظرہ کو مناقب الشافعی مین نقل کیا ہے[۲] اور گو واقعہ کی صحت سے

[۱] امام صاحب کے بعض مناظرات مورخ خطیب نے تاریخ بغداد مین ۔ اور امام رازی نے اس آیت کی تفسیر مین وعلم آدم الاسماء کلھا ۔ لکھے ہین ۔ اور عقود الجمان مین زیادہ استقصا کیا ہے ۔ انکے علاوہ اور کتابون مین بھی جستہ جستہ مذکور ہین ۔ ۱۲

[۲] علامہ ابن الہمام نے اس مناظرہ کو فتح القدیر مین ذکر کیا ہے اور حجۃ اللہ البالغہ کے مختلف مقامات سے اسکے اشارے پائے جاتے ہین ۔

انکار نہین کر سکتے تاہم یہ نکتہ چینی کی ہے کہ جسے واقعات مین تفقہ کو کیا دخل ہے۔

اس اصول پر مفصل بحث کتاب کے دوسرے حصہ مین ہوگی۔ یہان امام رازی کے حوالہ سے یہ مقصود ہے کہ اصل واقعہ صحیح ہے جس سے شافعیون کو بھی انکار نہین۔ اس مسئلہ کے متعلق امام محمد نے کتاب الحجج مین ایک لطیف بحث کی ہے۔ وہ لکھتے ہین کہ ہماری روایت عبد اللہ بن مسعود تک منتہی ہوتی ہے۔ اور فریق مخالف کی عبد اللہ بن عمر تک اسلئے بحث کا تمام تر مدار اسپر آجاتا ہے کہ ان دونون مین کسکی روایت ترجیح کے قابل ہے۔ عبد اللہ بن مسعود آنحضرت کے زمانہ مین پوری عمر کو پہونچ چکے تھے اور جیسا کہ حدیثون مین آیا ہے جماعت کی صف اول مین جگہہ پاتے تھے۔ بخلاف اسکے عبد اللہ بن عمر کا محض آغاز تھا اور اونکو دوسری تیسری صف مین کھڑا ہونا پڑتا تھا۔ اسلئے آنحضرت کے حرکات وسکنات سے واقف ہونے کے جو موقعے عبد اللہ بن مسعود کو ملسکے عبد اللہ بن عمر کو کیونکر حاصل ہو سکتے تھے۔ امام محمد کا یہ طرز استدلال حقیقت مین اصول درایت پر مبنی ہے۔ امام ابو حنیفہ صاحب نے اپنی تقریر مین عبد اللہ بن مسعود کی عظمت وشان کا جو ذکر کیا اوس مین اسی کی طرف اشارہ ہے۔

قرأت خلف الامام

ایک دن بہت سے لوگ جمع ہو کر آئے کہ قرأۃ خلف الامام کے مسئلہ مین امام صاحب سے گفتگو کرین۔ امام صاحب نے کہا "اتنے آدمیون سے مین تنہا کیونکر بحث کر سکتا ہون البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ آپ اس مجمع مین سے کسی کو انتخاب کرلین جو سبکی طرف سے اس خدمت کا کفیل ہو۔ اور اوسکی تقریر پورے مجمع کی تقریر سمجھی جائے"۔ لوگون نے منظور کیا۔ امام

صاحب نے کہا "آپ نے یہ تسلیم کیا تو بحث کا خاتمہ بھی ہو گیا آپ نے جسطرح ایک شخص کو سب کی
طرف سے بحث کا مختار کر دیا اسیطرح امام نماز بھی تمام مقتدیون کی طرف سے قرأت کا کفیل ہے"

یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ امام نے ایک شرعی مسئلہ کو صرف عقلی طور پر طے کر دیا۔ بلکہ حقیقت
مین یہ اس حدیث کی تشریح ہے جسکو خود امام صاحب نے بسند صحیح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تک پہونچایا ہے کہ من صلی خلف الامام فقرأة الامام قرأة له۔ "یعنی جو شخص امام
کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرأت بھی اوسکی قرأت ہے"

یہ امام صاحب کی مختصات مین سے ہے کہ وہ مشکل سے مشکل مسئلہ کو ایسے عام فہم طریقہ
سے سمجھا دیتے تھے کہ مخاطب کے ذہن نشین ہوجاتا تھا اور بحث نہایت جلد اور آسانی سے
طے ہوجاتی تھی۔ ایک دفعہ **ضحاک خارجی** جو خارجیون کا ایک مشہور سردار
تھا اور بنو امیہ کے زمانہ مین کوفہ پر قابض ہو گیا تھا۔ امام صاحب کے پاس آیا اور تلوار دکھا کر
کہا کہ "توبہ کرو" انہون نے پوچھا کس بات سے۔ ضحاک نے کہا "تمہارا عقیدہ ہے کہ
علی (علیہ السلام) نے معاویہ کے جھگڑے مین ثالثی مان لی تھی۔ حالانکہ جب وہ حق پر
تھے تو ثالث ماننے کے کیا معنی" امام صاحب نے فرمایا کہ "اگر میرا قتل مقصود ہے
تو اور بات ہے ورنہ اگر تحقیق حق منظور ہے تو مجھکو تقریر کی اجازت دو" ضحاک نے کہا
مین بھی مناظرہ ہی چاہتا ہون۔ امام صاحب نے فرمایا اگر بحث آپس مین نہ طے ہو تو کیا
علاج ہے۔ ضحاک نے کہا ہم دونون ایک شخص کو منصف قرار دین۔ چنانچہ ضحاک ہی
کے ساتھیون مین سے ایک شخص انتخاب کیا گیا کہ دونون فریق کی صحت و غلطی کا تصفیہ

ایک خارجی سے گفتگو

کرے - امام صاحب نے فرمایا "یہی تو حضرت علی علیہ السلام نے بھی کیا تھا - پھر اون پر کیا الزام ہے"۔ ضحاک دم بخود ہو گیا - اور چپکا اٹھکر چلا آیا -

اسی ضحاک نے ایکبار کوفہ پہونچکر قتل عام کا حکم دیدیا - امام صاحب کو خبر ہوئی دوڑے گئے اور پوچھا کہ "آخر اِن لوگون نے کیا جرم کیا ہی" اوسنے کہا یہ سب مرتد ہو گئے ہین - امام صاحب نے فرمایا - "پہلے اِن لوگون کا کچھ اور مذہب تھا جسکو انہون نے چھوڑ دیا - یا ہمیشہ سے یہی مذہب رکھتے تھے جو - اب رکھتے ہین ؟ ضحاک نے کہا - کیا کہا پھر کہنا ! امام صاحب نے زیادہ وضاحت سے بیان کیا - ضحاک نے کہا بے شبہہ میری خطا تھی - اوسی وقت حکم دیا کہ "تلوارین نیام مین کرلیجائین"۔

قتادہ بصری سے مناظرہ

قتادہ بصری - جنکا مختصر حال امام صاحب کے اساتذہ کے ذکر مین ہم لکھ آئے ہین کوفہ مین آئے - اور اشتہار دیدیا کہ "مسائل فقہ مین جسکو جو پوچھنا ہو پوچھے - مین ہر مسئلہ کا جواب دونگا" چونکہ وہ مشہور محدث اور امام تھے - بڑا مجمع ہوا - جوق جوق لوگ آتے تھے اور مسئلے دریافت کرتے تھے - امام ابوحنیفہ بھی موجود تھے - کھڑے ہوکر پوچھا کہ "ایک شخص سفر مین گیا - برس دو برس کے بعد اوسکے مرنے کی خبر آئی - اوسکی بیوی نے دوسرا نکاح کرلیا - اور اوس سے اولاد ہوئی - چند روز کے بعد وہ شخص واپس آیا - اولاد کی نسبت اوسکو انکار ہے کہ میری صلب سے نہین ہے زوج ثانی دعوی کرتا ہے کہ میری ہے تو آیا دونون اوس عورت پر زنا کا الزام لگاتے ہین یا صرف وہ شخص جو ولدیت سے انکار کرتا ہے"

قتادہ نے کہا "یہ صورت پیش بھی آئی ہے" امام نے کہا نہین - لیکن علما کو پہلے سے

تیار رہنا چاہیے کہ وقت پر تردد نہو۔ قتادہ کو فقہ سے زیادہ تفسیر مین دعویٰ تھا۔ بولے کہ اِن مسائل کو رہنے دو۔ تفسیر کے متعلق جو پوچھنا ہو پوچھو۔ امام ابوحنیفہ نے کہا اِس آیت کے کیا معنی ہین۔ قال الذی عندہ علم من الکتاب انا اتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک۔ یہ وہ قصہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے درباریون سے بلقیس کے تخت لانیکی فرمایش کی اور ایک شخص نے جو غالباً آصف بن برخیا حضرت سلیمان کے وزیر تھے دعویٰ کیا کہ مین چشم زدن مین لادون گا۔ اہلِ کتاب کی روایت ہے کہ آصف بن برخیا اسم اعظم جانتے تھے جسکی تاثیر سے ایک دم مین شام سے یمن پہونچکر تخت اُٹھا لائے۔ یہی روایت عام مسلمانون مین پھیل گئی تھی۔ اور اوسیکے مطابق اس آیت کا مطلب لگایا جاتا تھا۔ قتادہ نے بھی یہی معنی بیان کئے۔ امام ابوحنیفہ نے کہا حضرت سلیمان خود بھی اسم اعظم جانتے تھے یا نہین" قتادہ نے کہا "نہین" امام صاحب نے کہا۔ کیا "آپ اس بات کو جایز رکھتے ہین کہ نبی کے زمانہ مین ایسا شخص موجود ہو جو خود نبی نہو اور نبی سے زیادہ علم رکھتا ہو" قتادہ کچھ جواب نہ دے سکے۔ اور کہا کہ عقاید کے متعلق پوچھو۔ امام صاحب نے کہا "آپ مومن ہین" اکثر محدثین اپنے آپ کو مومن کہتے ہوئے ڈرتے تھے اور اسکو احتیاط مین داخل سمجھتے تھے حسن بصری سے ایک شخص نے یہی سوال کیا تھا جسکے جواب مین انہون نے کہا کہ "انشاءاللہ" پوچھنے والے نے کہا کہ "انشاءاللہ کا کیا محل ہے" فرمایا کہ "مین اپنے تئین مومن تو کہون مگر ڈرتا ہون کہ خدا یہ نہ کہدے کہ تو جھوٹ کہتا ہے" قتادہ نے بھی امام ابوحنیفہ کے سوال کا یہی جواب دیا" لیکن حقیقت مین یہ ایک قسم کی وہم پرستی ہے۔ ایمان۔ اعتقاد کا

نام ہے جو شخص خدا اور رسول پر اعتقاد رکھتا ہے وہ قطعاً مومن ہے اور اوسکو سمجھنا چاہیے کہ مین مومن ہون - البتہ اگر اسمین شک ہے تو قطعی کافر ہے - اور پھر انشاءاللہ کہنا بھی بیکار ہے -
امام ابوحنیفہ نے اِس عام غلطی کو مٹانا چاہا - قتادہ سے پوچھا آپنے یہ قید کیون لگائی - انہون نے کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا تھا کہ "مجھکو امید ہے کہ خدا قیامت کے دن میرے گناہون کو معاف کردے - امام ابوحنیفہ نے کہا خدا نے حضرت ابراہیم سے جب یہ سوال کیا کہ اولم تؤمن - تو انہون نے جواب مین "بلی" کہا تھا - یعنی ہان مین مومن ہون - آپنے حضرت ابراہیم کے اِس قول کی کیون تقلید نہ کی - قتادہ ناراض ہوکر اوٹھے اور گھر مین چلے گئے[۵]۔

یحیی بن سعید انصاری - کوفہ کے قاضی تھے - اور منصور عباسی کے دربار مین بڑا جاہ و اعتبار رکھتے تھے - تاہم کوفہ مین اونکا وہ اثر قایم نہو سکتا تھا جو امام ابوحنیفہ صاحب کا تھا - اسپر اونکو تعجب ہوتا تھا - اور لوگون سے کہا کرتے تھے کہ کوفہ والے بھی عجب سادہ دل ہین - تمام شہر ایک شخص کے اشارون پر حرکت کرتا ہے" امام ابوحنیفہ نے ابو یوسف - و زفر - اور چند ممتاز شاگردون کو بھیجا کہ قاضی یحیی سے مناظرہ کرین - امام ابو یوسف نے تقریر شروع کی - مسئلہ یہ تھا کہ ایک غلام اگر دو شخصون مین مشترک ہو اور صرف ایک شخص آزاد کرنا چاہے تو کرسکتا ہے یا نہین ؟ - **قاضی یحیی** نے کہا "نہین کرسکتا - کیونکہ حدیث مین آیا ہے

یحیی بن سعید سے مناظرہ

۵؎ اس مناظرہ کو خطیب نے تاریخ بغداد مین - اور حافظ ابوالمحاسن نے عقود الجمان مین کسیقدر اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے ۱۲ -

لاضرر ولاضرار - یعنی وہ کام جس سے کسی شخص کو ضرر پہونچے جائز نہین - صورت زیر بحث مین چونکہ دوسرے شریک کا ضرر ہے - اسلئے شریک اوّل ایسے فعل کا مجاز نہین ہو سکتا۔" امام ابو یوسف نے کہا - اگر دوسرا شریک آزاد کردے ؟ قاضی یحیی بولے - تب جائز ہے اور غلام آزاد ہو جائے گا۔" امام ابو یوسف نے کہا "آپ نے خود اپنے قول کی مخالفت کی - کیونکہ آپ کے نزدیک ایک شریک کے آزاد کرنے سے غلام آزاد نہین ہوتا - یعنے اوسیطرح غلام کا غلام رہتا ہے صورت مذکور مین جب ایک شریک نے آزاد کیا تو آپکے نزدیک اوسکا یہ فعل بالکل بے اثر ہے یعنی وہ اسیطرح غلام باقی رہا جیسا پہلے تھا - اب صرف دوسرے شریک کے آزاد کرنے سے کیونکر آزاد ہو سکتا ہے۔"

قاضی ابن ابی لیلی کے فیصلہ پر نکتہ چینی -

محمد بن عبد الرحمن جو زیادہ تر ابن ابی لیلی کے لقب سے مشہور ہین - بڑے مشہور فقیہ اور صاحب الرائے تھے - ۳۳ برس کوفہ مین منصب قضا پر مامور رہے - امام ابو حنیفہ اور اونمین کسیقدر شکر رنجی تھی جسکی وجہ یہ تھی کہ فیصلون مین وہ غلطی کرتے تھے تو امام صاحب اوسکی اصلاح کرنی چاہتے تھے - یہ اونکو ناگوار ہوتا تھا - لیکن امام صاحب اظہار حق پر مجبور تھے - قاضی صاحب مسجد مین بیٹھکر انفصال مقدمات کیا کرتے تھے - ایک دن کام سے فارغ ہو کر مجلس قضا سے اوٹھے - راہ مین ایک عورت کو دیکھا کہ کسی سے جھگڑ رہی ہے کھڑے ہو گئے - اثنائے گفتگو مین عورت نے اوس شخص کو یا ابن الزانیتین کہا یعنی "اے زانی اور زانیہ کے بیٹے" قاضی صاحب نے حکم دیا کہ عورت گرفتار کیجائے - پھر مجلس قضا مین واپس آئے - اور حکم دیا کہ عورت کو کھڑی کرکے دُرّے لگائین - اور

دو حد ماریں۔ امام ابو حنیفہ کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی۔ فرمایا کہ قاضی صاحب نے اس فیصلہ
مین چند غلطیان کین مجلس قضا سے اوٹھکر واپس آئے اور دوبارہ اجلاس کیا۔ یہ آئین
عدالت کے خلاف ہے۔ مسجد مین حد مارنے کا حکم دیا۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس
سے منع کیا ہے۔ عورت کو بٹھا کر حد مارنی چاہیئے۔ قاضی صاحب نے اسکے خلاف کیا
ایک لفظ سے ایک ہی حد لازم آتی ہے۔ اور دو حدین لازم بھی آئین تو ایک ساتھ دونون
کا نفاذ نہین ہوسکتا۔ ایک حد کے بعد مجرم کو چھوڑ دینا چاہیے کہ زخم بالکل بھر جائین پھر دوسری
حد کی تعمیل ہوسکتی ہے۔ جسکو گالی دی گئی اوسنے جب دعوی نہین کیا تو قاضی صاحب
کو مقدمہ قایم کرنے کا کیا اختیار تھا" قاضی ابن ابی لیلی نہایت برہم ہوئے اور گورنر کوفہ سے
جا کر شکایت کی۔ کہ ابو حنیفہ نے مجھکو تنگ کر رکھا ہے۔ گورنر نے حکم بھیجدیا کہ ابو حنیفہ
فتوی نہ دینے پائین۔ امام صاحب اگرچہ حق کے خلاف کسی حاکم و امیر کے حکم کی پروا نہین
کرتے تھے تاہم چونکہ فتوی دینا فرض کفایہ تھا اور کوفہ مین اور بہت سے علما موجود تھے۔
اسلئے حاکم وقت کی اطاعت کو مقدم رکھا اور بغیر کسی عذر کے حکم کی تعمیل کی۔ ایک دن
گھر مین بیٹھے تھے۔ اون کی لڑکی نے مسئلہ پوچھا کہ مین آج روزہ سے ہون۔ دانتون
سے خون نکلا اور تھوک کے ساتھ گلے سے اوتر گیا۔ روزہ جاتا رہا یا باقی ہے" امام صاحب
دیانت نے فرمایا کہ "جان پدر۔ اپنے بھائی حماد سے پوچھ۔ مین فتوی دینے سے منع کر دیا گیا
ہون" مورخ ابن خلکان نے اس روایت کو نقل کرکے لکھا ہے کہ "اطاعت حکم
اور امانت کی۔ اس سے بڑھکر کیا مثال ہوسکتی ہے"[۱] چند روز کے بعد گورنر کوفہ کو اتفاق

[۱] ابن خلکان و تذکرہ محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلی۔

نے بسے فقہی مسایل مین مشکلات پیش آئین اور امام ابوحنیفہ۔ کی طرف رجوع کرنا پڑا۔ جسکی وجہ سے۔
امام صاحب کو بھیر فتویٰ دینے کی عام اجازت حاصل ہوگئی۔

امام صاحب کے مناظرات مین کہین کہین ہم اوس ادعا اور جوش مقابلہ۔ کا اثر پاتے
ہین جو بظاہر اونکی تواضع اور بے نفسی کے خلاف ہے۔ لیکن یہ انسانی جذبات ہین جن سے
کوئی شخص بری نہین ہوسکتا۔ ہمنے امام شافعی۔ امام مالک۔ امام بخاری۔ امام مسلم۔
اور بڑے بڑے ایمہ کے مناظرات کتابون مین پڑے ہین۔ اون مین اس سے زیادہ
ادعا اور حوصلہ مندی کا زور پایا جاتا ہے۔ اور سچ یہ ہے کہ اگر اس قسم کی باتین بزرگون کے
حالات مین مذکور نہ ہوتین تو ہمکو شبہہ ہوتا کہ تذکرہ نویسون نے اون بزرگونکی اصلی تصویر نہین دکھائی
ہے بلکہ اپنی خوش اعتقادیون کا خاکہ کھینچا ہے۔ ایک حکیم نے نہایت سچ کہا ہے کہ "کسی
نامور یا مقتدا کے حالات لکھو تو اوسکے وہ خصایل بھی ضرور دکھاؤ جنمین انسانی فطرت کی
جھلک نظر آتی ہے۔ اس سے لوگون کو اچھے کامون مین اونکی تقلید کی خواہش پیدا ہوگی۔
بخلاف اسکے اگر بالکل فرشتہ بنا کر پیش کرو گے تو لوگ شاید اونکی پرستش کرنے پر آمادہ ہوجائین
لیکن اونکی ریس کرنیکا خیال ہرگز نہ پیدا ہوگا، وہ سمجھین گے کہ یہ شخص انسانی دایرہ سے باہر
تھا۔ ہم انسان ہوکر کیونکر اوسکی تقلید کر سکتے ہین"

ایک دن حسن اتفاق سے۔ امام سفیان ثوری۔ قاضی بن ابی لیلی۔ شریک۔
امام ابوحنیفہ۔ ایک مجلس میں جمع تھے۔ شایقین علم کو اس سے عمدہ کیا موقع ملسکتا تھا۔
استفتا ایک شخص نے آکر مسئلہ پوچھا کہ چند آدمی ایک جگہ مجتمع تھے۔ دفعۃً ایک سانپ نکلا اور

ایک شخص کے بدن پر چڑہنے لگا - اوسنے گھبراکر پھینکدیا وہ دوسرے شخص پر جاگرا - اوسنے بھی اضطراب مین ایسا ہی کیا - یون ہی ایک دوسرے پر پھینکتے رہے یہانتک کہ اخیر شخص کو اوسنے کاٹا اور وہ مرگیا - دیت کس پر لازم آئیگی" یہ فقہ - کا ایک دقیق مسئلہ تھا - سب کو تامل ہوا - کسی نے کہا سب کو دیت دینی ہوگی - بعضون نے کہا صرف پہلا شخص ذمہ دار ہوگا - سب کے سب مختلف الراے تھے اور باوجود بحث کے کچھ تصفیہ نہین ہوتا تھا - **امام ابو حنیفہ** چپ تھے اور مسکراتے جاتے تھے - آخر سب نے انکی طرف خطاب کیا کہ آپ بھی تو اپنا خیال ظاہر کیجئے - امام صاحب نے فرمایا جب پہلے شخص نے دوسرے پر پھینکا اور وہ محفوظ رہا تو پہلا شخص بری الذمہ ہوچکا - اسیطرح دوسرا اور تیسرا بھی بحث اگر ہے تو صرف اخیر شخص کی نسبت ہے - اوسکی دو حالتین ہین - اگر اوسکے پھینکنے کے ساتھ ہی سانپ نے اوس شخص کو کاٹا تو اوسپر دیت لازم آئیگی - اور اگر کچھ وقفہ ہوا تو یہ شخص بھی بری الذمہ ہوچکا - اب اگر سانپ نے اوسکو کاٹا تو اوسکی خود غفلت ہے کہ اوسنے اپنی حفاظت مین جلدی اور تیزدستی کیون نہ کی" اس راے سے سب نے اتفاق کیا - اور امام کی جودت طبع کی تحسین کی -

راے و تدبیر عقل و فراست - ذہانت و طباعی - امام صاحب کے وہ مشہور اوصاف ہین جنکو موافق و مخالف - سب نے تسلیم کیا ہے - **محمد انصاری** کہا کرتے تھے کہ امام ابو حنیفہ کی ایک ایک حرکت یہان تک کہ بات چیت - اوٹھنے بیٹھنے - چلنے پھرنے مین دانشمندی کا اثر پایا جاتا تھا - علی بن عاصم کا قول تھا کہ اگر آدہی دنیا کی عقل ایک پلہ مین اور ابو حنیفہ

راے و تدبیر
ذہانت و طباعی

کی عقل دوسرے پلہ مین رکھی جاتی تو ابو حنیفہ کا پلہ بھاری رہتا - خارجہ بن مصعب کہا کرتے تھے کہ "مین کم و بیش ایک ہزار عالمون سے ملا ہون جنمین - عاقل صرف تین چار شخص دیکھے - ایک اونمین ابو حنیفہ تھے"

ہمارے تذکرون اور رجال کی کتابون مین علما کے وہ اوصاف جنکا ذکر خصوصیت کے ساتھ کیا جاتا ہے - تیزی ذہن - قوت حافظہ - بے نیازی - تواضع - قناعت زہد - اتقا - غرض اس قسم کے اوصاف ہوتے ہین - لیکن عقل و راے - فراست و تدبیر - کا ذکر تک نہین آتا - گویا - یہ باتین - دنیا دارون کے ساتھ مخصوص ہین - اسی بات کو **علامہ ابن خلدون** نے اس پیرایہ مین لکھا ہے کہ "علما کا گروہ انتظام اور ریاست سے بالکل مناسبت نہین رکھتا" اور یہ بالکل سچ ہے - حالانکہ اگر سچ پوچھیے تو علما مین ان اوصاف کی زیادہ ضرورت ہے - اسلام - بخلاف اور مذہبون کے - دین کے ساتھ دنیوی انتظامات کا بھی متکفل ہے - خلفاے اولین کے حالات پڑھو - سیاست اور انتظام ملکی کے لحاظ سے تمام دنیا کے سلاطین اور فرمانرواؤن مین کون شخص اونکا ہمسر کہا جاسکتا ہے؟ بے شبہ اس خصوصیت کے اعتبار سے امام ابو حنیفہ - تمام فرقہ علما مین ممتاز ہین کہ وہ مذہبی امور کے ساتھ دنیوی ضرورتون کے بھی اندازہ دان تھے - یہی بات ہے کہ اونکا مذہب سلطنت و حکومت کے ساتھ زیادہ مناسبت رکھتا ہے - اسلام مین سلطنت و حکومت کے جو بڑے بڑے سلسلے قایم ہوئے - مذہباً اکثر حنفی ہی تھے -

امام ابو حنیفہ اگرچہ شاہی تعلقات سے آزاد ہے لیکن قوم اور ملک کے ساتھ اونکے

جو تعلقات سے وہ خود ایک ملکی حیثیت رکھتے تھے جسکے فرایض کو انہون نے اس دانائی اور ہوشمندی کے ساتھ انجام دیا جو ایک مدبر سلطنت کے شایان تھا۔ وہ اپنے ہمعصرون کی طرح اپنے تلامذہ کو یہ نہین سکہاتے تھے کہ زندگی کی ضروریات مین امیرون اور رئیسون کی فیاضیون کا منھ تکتے رہین۔ وہ خود کسی کے دست نگر نہین ہوئے۔ اور شاگردون کو بھی اسی کی تعلیم کی۔ ہم نے آنکے شاگردون کی مفصل فہرست دیکھی ہے۔ اونمین اکثر ایسے لوگ ہین جو حلقۂ درس سے اُٹھکر ملکی عہدون پر پہونچے اور نہایت قابلیت و دیانت سے اپنی خدمتون کو انجام دیا۔ قاضی ابو یوسف صاحب۔ جو ہرون الرشید کے عہد مین صیغۂ قضا کے وزیر تھے اور جنکی حسن تدبیر و انتظام نے اس صیغہ کو اس قدر وسیع۔ باقاعدہ۔ مرتب۔ کردیا کہ اوس سے پہلے کبھی نہین ہوا تھا۔ اور زمانۂ مابعد مین بھی اوس سے بڑہکر نہوسکا۔ یہ امام ابو حنیفہ ہی کی صحبت کا فیض تھا۔

یہ ضرور ہے کہ ملکی تعلقات کے ساتھ مذہب اور اخلاق کے فرایض کو سنبھالنا نہایت مشکل ہوتا ہے لیکن امام صاحب اس سے بیخبر نہ تھے۔ وہ شاگردون کو ہمیشہ ایسی ہدایتین کرتے تھے جنکی پابندی سے دنیا و دین دونون حاصل ہون جو اس آیت کی تفسیر ہے۔ آتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الآخرۃ حسنۃ قاضی ابو یوسف کو امام صاحب کی زندگی مین اگرچہ دربار سے کوئی تعلق نہین پیدا ہوا تھا۔ تاہم اونکی قابلیت اور امام صاحب کی تعلیم نے جو لیاقت اونمین پیدا کردی تھی اوسکے جوہر صاف نظر آتے تھے۔ اسی لحاظ سے امام صاحب نے اونکو کچھ ہدایتین لکھکر دین۔ جو تمام مہمات دینی اور دنیوی کے لئے دستورالعمل

تھین۔ یہ تحریر[۱] کتابون مین منقول ہے۔ افسوس ہے کہ تطویل کے لحاظ سے ہم اوسکو تماما نہین نقل کرسکتے تاہم موقع اور مقام کی رعایت سے اوسکا انتخاب دکھانا ضرور ہے۔

قاضی ابویوسف کے لئے جو ہدایت نامہ لکھا تھا اوسکے بعض مقامات

اس تحریر مین پہلے سلطان وقت کے تعلقات کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہین کہ "بادشاہ کے پاس بہت کم آمد و رفت رکھنا۔ اوس سے ہر وقت اسطرح پرخطر رہنا جیسا انسان آگ سے احتیاط رکھتا ہے جب تک کوئی خاص ضرورت نہو دربار مین نہ جانا کہ اپنا اعزاز اور وقار قایم رہے۔ اگر اتفاق سے دربار مین ایسے لوگ موجود ہون جنسے تمکو واقفیت نہو تو اور بھی پرہیز کرنا کیونکہ جب اونکا رتبہ معلوم نہین تو ممکن ہے کہ مخاطبت اور گفتگو مین اون سے جو برتاؤ کیا جاوے اونکی شان کے مناسب نہو۔ وہ اگر تمسے زیادہ بلند رتبہ ہین اور تمنے اسکا لحاظ نہین کیا تو بے تمیزی سمجھی جاے گی۔ اگر معمولی آدمی ہین اور تمنے زیادہ تعظیم و تکریم کی تو بادشاہ کی آنکھ مین تمھاری ذلت ہوگی۔ بادشاہ اگر تمکو عہدۂ قضا پر مقرر کرنا چاہے تو پہلے دریافت کرلینا کہ وہ تمھارے طریقۂ اجتہاد سے موافق ہے یا نہین۔ ایسا نہو کہ سلطنت کے دباؤ سے تمکو اپنی راے کے خلاف عمل کرنا پڑے۔ جس عہدہ اور خدمت کی تم مین قابلیت نہو اوسکو ہرگز نہ قبول کرنا"۔

ان ہدایتون مین اگرچہ بادشاہ کی حرمت و توقیر کی بہت تاکید کی ہے لیکن اظہار حق کے موقع پر پوری آزادی سے کام لیا ہے چنانچہ اخیر مین لکھتے ہین کہ "اگر کوئی شخص شریعت مین کسی بدعت کا موجد ہو تو علانیہ اوسکی غلطی کا اظہار کرنا۔ کہ اور لوگون کو اوسکی تقلید کی جرأت نہو۔

[۱] اشباہ والنظایر کے اخیر مین یہ وصیت تماما مذکور ہے اور ہم نے اسی سے انتقاط کیا ہے۔ ۱۲

اسباب کی کچھ پروا نکرنا کہ وہ شخص جاہ وحکومت سے رکھتا ہے کیونکہ اظہار حق مین خدا تمہارا مددگار رہوگا - اور وہ اپنے دین کا آپ محافظ وحامی ہے - خود بادشاہ سے اگر کوئی نامناسب حرکت سادر ہو تو صاف کہدینا کہ - گو مین عہدہ وخدمت کے لحاظ سے آپ کا مطیع ہون تاہم آپکی آپکی غلطی پر مطلع کردینا میرا فرض ہے - پھر بھی نمانے تو تنہائی مین سمجھانا کہ آپ کا یہ فعل قرآن مجید اور احادیث نبوی کے خلاف ہے - اگر سمجھ گیا تو خیر ورنہ خدا سے دعا کرنا کہ اوسکی شر سے تمکو محفوظ رکھے "

زندگی کے معمولی کاروبار کے متعلق بھی نہایت عمدہ ہدایتین کین ہین - چنانچہ تحریر فرماتے ہین کہ " تحصیل علم کو سب پر مقدم رکہنا اس سے فراغت ہو چکے تو جایز ذریعون سے دولت حاصل کرنا کیونکہ ایک وقت علم ودولت دونون کی تحصیل نہین ہوسکتی - پھر نکاح کرنا لیکن اوسوقت جب یہ یقین ہو کہ اہل وعیال کی تمام ذمہ داریان اُٹھا سکوگے - ایسی عورت سے شادی نکرنا جو دوسرے شوہر سے اولاد رکھتی ہو - عام آدمیون اور خصوصاً دولتمندون سے کم میل جول رکھنا ورنہ انکو گمان ہوگا کہ تم اون سے کچھ توقع رکھتے ہو اور اس خیال سے وہ رشوت دینے پر آمادہ ہونگے - بازار مین جانا - دوکانون پر بیٹھنا - راستہ یا مسجد مین کوئی چیز کھانا پینے سقایات - یا سقاؤن کے ہاتھ سے پانی پی لینا - ان باتون سے نہایت احتراز ہے -

کوئی شخص مسئلہ پوچھے تو صرف سوال کا جواب دو - اپنی طرف سے کچھ نہ بڑھاؤ - عقاید کے متعلق عوام سے گفتگو نہین کرنی چاہیئے - شاگردون کے ساتھ ایسے خلوص اور محبت سے پیش آؤ کہ کوئی غیر دیکھے تو سمجھے کہ تمہاری اولاد ہین - عام اور معمولی رتبہ کے لوگ مناظرہ کرنا چاہین

تو احتراز کرو۔ کسی شہر مین جانا ہو تو وہان کے علما وفضلا سے اسطرح ملو کہ اونکو رقابت کا
خیال نہو۔ علمی تذکرہ آئے تو جو بات کہو خوب سوچ سمجھکر کہو اور وہی کہو جسکا کافی ثبوت
دے سکتے ہو۔ مناظرہ کے وقت نہایت جرأت واستقلال سے کام لو۔ ورنہ دل مین ذرا بھی
خوف ہوگا تو خیالات مجتمع نرہ سکینگے۔ اور زبان مین لغزش ہوگی۔ جو لوگ داب مناظرہ سے
واقف نہین یا مکابرہ کرنا چاہتے ہین اون سے ہرگز گفتگو نہین کرنی چاہیے۔ مناظرہ کے
وقت غصہ نکرنا چاہیے۔ ہنسنا کم چاہیے۔ زیادہ ہنسی سے دل فسردہ ہوتا ہے۔ جو کام کرو
اطمینان اور وقار کے ساتھ کرو۔ کوئی شخص جب تک سامنے سے نہ پکارے کبھی جواب دو۔
کیونکہ پیچھے سے پکارنا جانورون کے لئے مخصوص ہے۔ رستہ چلو تو دائین بائین نہ دیکھو۔
حمام مین جاؤ۔ تو عام آدمیون کی بہ نسبت زیادہ اُجرت دو۔ صبح اور دوپہر کے وقت حمام
مین نجاؤ۔ گفتگو مین سختی نہو اور آواز بلند نہونے پاے۔ کوئی چیز خریدنی ہو تو خود بازار نجاؤ
بلکہ نوکر کو بھیجکر منگوالو۔ خانگی کاروبار۔ دیانتدار نوکرونکے ہاتھ مین چھوڑ دینا چاہیے۔ کہ تمکو
اپنے مشاغل کے لئے کافی وقت اور فرصت ہاتھ آئے۔ بادشاہ کے قریب سکونت نہ اختیار
کرو۔ ہر بات سے۔ بے پروائی اور بے نیازی ظاہر ہو۔ اور فقر کی حالت مین بھی وہی استغنا قایم
رہے۔ عام آدمیون مین بیٹھکر وعظ نہ کہو۔ کیونکہ ایسے موقع پر واعظ اکثر جھوٹ بولنے پر مجبور ہوتا ہے۔
شاگردون مین کسی کو فقہ کے درس کی اجازت دو تو خود بھی اوسکی درسگاہ مین شریک ہو کہ اوسکے
متعلق راے قایم کرسکو۔ وہ اگر کبھی غلطی کرجاے تو بتا دو ورنہ تمہارے چپ رہنے سے
لوگون کو گمان ہوگا کہ اوسنے جو کہا صحیح کہا۔ فقہ کے سوا اور علوم کی مجلس ہو تو خود نجاؤ بلکہ

اپنے معتمد دوستوں یا شاگردوں کو بھیجدو کہ وہ آکر تم سے پورے حالات بیان کریں "

"ہر بات میں تقوی اور امانت کو پیش نظر رکھو۔ خدا کے ساتھ دل سے وہی معاملہ رکھو جو لوگوں کے سامنے ظاہر کرتے ہو۔ جسوقت اذان کی آواز آئے فوراً نماز کے لئے تیار ہوجاؤ۔ ہر مہینہ میں دو چار دن روزہ کے لئے مقرر کرلو۔ نماز کے بعد ہر روز کسی قدر وظیفہ پڑھا کرو۔ قرآن کی تلاوت قضا نہ ہونے پائے۔ دنیا پر بہت نہ مایل ہو۔ اکثر قبرستان میں نکل جایا کرو۔ لہو ولعب سے پرہیز کرو۔ ہمسایہ کی کوئی برائی دیکھو تو پردہ پوشی کرو۔ اہل بدعت سے بچتے رہو۔ نماز میں جب تک تمکو لوگ خود امام نہ بنائیں امام نہ بنو جو لوگ تم سے ملنے آئیں اونکے سامنے علمی تذکرہ کرو۔ اگر وہ اہل علم ہونگے تو فائدہ اٹھائیں گے ورنہ کم از کم اونکو تمسے محبت پیدا ہوگی "

عبدالعزیز بن رواد کو خلیفہ نے دربار میں بلایا۔ وہ امام صاحب کے شاگرد تھے مشورہ کے لئے انکے پاس آئے اور کہا کہ "خلیفہ نے طلب کیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اوسکے سامنے وعظ کہوں۔ مگر کیا کہوں اور کس طریقہ سے کہوں۔ اسمیں آپکی ہدایت چاہتا ہوں" امام صاحب نے فرمایا۔ یہ کہنا کہ "اے امیر المومنین دنیا کے طلب کرنے کی تین غرضیں ہوسکتی ہیں۔ عزت۔ ملک۔ مال۔ یہ سب آپکو حاصل ہیں۔ اب تقوی اور عمل صالح بھی اختیار کیجئے کہ دنیا و آخرت دونوں دولتیں حاصل ہوں۔

اس موقع پر امام صاحب کے حکیمانہ مقولے بھی سننے اور یاد رکھنے کے قابل ہیں۔ فرمایا کرتے تھے کہ جس شخص کو علم نے بھی معاصی اور فواحش سے نہ باز رکھا اوس سے زیادہ

زبان کارکون ہوگا" "جو شخص علم دین مین گفتگو کرے اور اوسکو یہ خیال نہ ہو کہ ان باتون کی باز پرس ہوگی وہ مذہب اور خود اپنے نفس کی قدر نہین جانتا" "اگر علما خدا کے دوست نہین ہین تو عالم مین خدا کا کوئی دوست نہین" "جو شخص قبل از وقت - ریاست کی تمنا کرتا ہے ذلیل ہوتا ہے" "جو شخص علم کو دنیا کے لئے سیکھتا ہے - علم اوسکے دل مین جگہ نہین پکڑتا" "سب سے بڑی عبادت ایمان اور سب سے بڑا گناہ کفر ہے پس جو شخص افضل ترین عبادت کا پابند اور بدترین معاصی سے محترز ہے - اوسکی مغفرت کی بہرحال امید کیجا سکتی ہے" "جو شخص حدیث سیکھتا ہے اور اوس سے استنباط مسایل نہین کرتا وہ ایک عطار ہے جسکے پاس دوائین ہین لیکن یہ نہین جانتا کہ کون کس مرض کے لئے ہے" "جو شخص علم کا مذاق نہین رکھتا اوسکے آگے علمی گفتگو کرنی اوسکو اذیت دینی ہے" "اپنے دوست (نفس) کے لئے گناہ جمع کرنے اور دشمن (ورثا) کے لئے مال فراہم کرنا کیسی غلطی ہے"

ایک شخص نے پوچھا **فقہ** کے حاصل ہونے مین کیا چیز معین ہوسکتی ہے - امام صاحب نے فرمایا "دلجمعی" اوسنے عرض کی کہ دلجمعی کیونکر حاصل ہو - ارشاد ہوا کہ "تعلقات کم کئے جائین" پوچھا کہ تعلقات کیونکر کم ہون - جواب دیا کہ انسان ضروری چیزین لیلے اور غیر ضروری چھوڑ دے

ایکبار کسی نے سوال کیا کہ حضرت علیؓ اور امیر معاویہ کی لڑائیون کے متعلق آپ کیا کہتے ہین فرمایا کہ "قیامت مین جن باتون کی پرسش ہوگی مجھکو ان کا ڈر لگا رہتا ہے - ان واقعات کو خدا مجھسے نہ پوچھے گا - اسلئے اوسپر توجہ کرنیکی چندان ضرورت نہین"

اس سے یہ خیال نہ کرنا چاہیئے کہ وہ اس بحث کے متعلق اپنی ذاتی راے نہین رکھتے تھے

خود اُن کا قول ہے کہ حضرت علیؑ کی نظیر اگر ہمارے سامنے موجود نہوتی تو ہم نہ بتا سکتے کہ باغیون کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہئے - امام شافعی کا بھی یہی قول ہے - البتہ اِن باتون کو اسلام کا ایک ضروری مسئلہ قرار دینا اور اوسپر بحثون کا دفتر تیار کرنا ایک فضول کام ہے - اور اسی کی طرف امام صاحب نے اشارہ کیا ہے -

ایک دفعہ ایک شخص تحصیل علم کی غرض سے امام صاحب کے پاس حاضر ہوا اور سفارشی خط پیش کیا - امام صاحب نے فرمایا "علم مین سعی سفارش کا کام نہین - عُلما کا خود فرض ہے کہ اونکو جو کچھ آتا ہو دوسرون کو بھی بتائین - علم کے دربار مین خاص و عام کی کوئی تفریق نہین" ایک دن - گورنر کوفہ نے کہا آپ ہم سے کیون الگ رہتے ہین - فرمایا "روٹی کا ایک ٹکڑا اور معمولی کپڑا امن و عافیت سے ملجائے تو اوس عیش سے بہتر ہے جسکے بعد ندامت اُٹھانی پڑے" اسی مضمون کو ایک شاعر نے نہایت خوبی اور سادگی سے ادا کیا ہے وہ کہتا ہے -

دو قرص نان اگر از گندم است یا از جو — سہ تاے جامہ اگر کہنہ است یا خود نو

بچار گوشہ دیوار خود - بخاطر جمع — کہ کس نگوید ازین جا بخیز و آنجا رو

ہزار بار فزون تر بہ نزد ابن یمین — ز فر مملکت کیقباد و کیخسرو

امام صاحب کبھی کبھی شعر بھی کہتے تھے - لیکن تشبیب و غزل کی حیثیت سے نہین بلکہ وعظ و پند کے طور پر - چنانچہ فرماتے ہین -

ومن المروءة للفتى + ما عاش دار فاخرة + فاشکر اذا اوتیتها + واعمل لدار الاخرة

یعنی "انسان جب تک زندہ ہے عزت و آبرو کے لئے اوسکو ایک اچھا مکان چاہیے۔ ایسا مکان نصیب ہو تو شکر کرنا چاہیے اور عاقبت کے مکان کے لئے کوشش کرنی چاہیے"۔

امام صاحب کی ذہانت اور طباعی عموماً ضرب المثل ہے۔ یہانتک کہ اونکا اجمالی ذکر بھی کہین آجاتا ہے تو ساتھ ہی یہ صفت بھی ضرور بیان کیجاتی ہے۔ علامہ ذہبی نے عبر فی اخبار من غبر مین اونکا ترجمہ نہایت اختصار کے ساتھ لکھا ہے۔ تاہم اس فقرہ کو نچھوڑ سکے کہ۔ کان من اذکیاء بنی آدم یعنی "اولاد آدم مین جو نہایت ذکی گزرے ہین امام ابوحنیفہ اونہین شمار کئے جاتے ہین"۔ مشکل سے مشکل مسئلون مین اونکا ذہن اس تیزی سے لڑتا تھا کہ لوگ حیران رہجاتے تھے۔ اکثر موقعون پر اونکے ہم عصر جو معلومات کے لحاظ سے اونکے ہمسر تھے موجود ہوتے تھے۔ اونکو اصل مسئلہ بھی معلوم ہوتا تھا لیکن جو واقعہ درپیش ہوتا تھا اوس سے مطابق کرکے فوراً جواب بتا دینا امام صاحب ہی کا کام تھا۔

ایک شخص کسی بات پر اپنی بیوی سے ناراض ہوا اور قسم کھا کر کہا کہ "جب تک تو مجھسے نہ بولیگی مین تجھسے کبھی نہ بولونگا"۔ عورت تند مزاج تھی اوسنے بھی قسم کھالی اور وہی الفاظ دوہرائے جو شوہر نے کہے تھے۔ اوسوقت تو غصہ مین کچھ نہ سوجھا مگر جب خیال آیا تو دونون کو نہایت افسوس ہوا۔ شوہر۔ امام سفیان ثوری کے پاس گیا اور صورت واقعہ بیان کی۔ سفیان نے کہا "قسم کا کفارہ دینا ہوگا۔ اس سے چارہ نہین"۔ وہ مایوس ہوکر اوٹھا اور امام ابوحنیفہ کی خدمت مین حاضر ہوا کہ للہ آپ کوئی تدبیر بتائیے۔ امام صاحب نے فرمایا جاو شوق سے باتین کرو۔ کسی پر کفارہ نہین ہے۔ امام سفیان ثوری کو معلوم ہوا تو نہایت برہم ہوئے اور امام ابوحنیفہ

سے جاکر کہا کہ آپ لوگون کو غلط مسئلے بتادیا کرتے ہین - امام صاحب نے اوس شخص کو بلا بھیجا
اور کہا کہ تم دوبارہ واقعہ کی صورت بیان کر جاؤ - اوسنے اعادہ کیا - امام صاحب - سفیان کی
طرف مخاطب ہوئے - اور کہا کہ مینے پہلے جو کہا تھا اب بھی کہتا ہون - سفیان نے کہا کیون ؟
فرمایا کہ "جب عورت نے شوہر کو مخاطب کر کے وہ الفاظ کہے تو عورت کی طرف سے بولنے کی
ابتدا ہو چکی - پھر قسم کہان باقی رہی [۵]" سفیان - نے کہا حقیقت مین آپ کو جو بات وقت
پر سوجھ جاتی ہے - ہم لوگون کا وہان تک خیال بھی نہین پہونچتا -
کوفہ - مین ایک شخص نے بڑی دہوم دہام سے - ایک ساتھ اپنے دو بیٹیون کی شادی
کی - ولیمہ کی دعوت مین شہر کے تمام اعیان و اکابر کو مدعو کیا - مسعر بن کدام - حسن بن صالح -
سفیان ثوری - امام ابو حنیفہ شریک دعوت تھے - لوگ بیٹھے کھانا کھا رہے تھے کہ دفعۃً صاحبخانہ
بدحواس گھر سے نکلا اور کہا غضب ہو گیا! - لوگون نے کہا خیر ہے ؟ - بولا کہ زفاف کی رات
عورتون کی غلطی سے شوہر ادربی بیان بدل گئین - جو لڑکی جسکے پاس رہی وہ اوسکا شوہر
نہ تھا - اب کیا کیا جاے - سفیان نے کہا امیر معاویہ کے زمانہ مین بھی ایسا ہی اتفاق ہوا تھا
اس سے نکاح مین کچھ فرق نہین آتا - البتہ دونون کو مہر دینا لازم ہوگا - مسعر بن کدام
امام ابو حنیفہ - کی طرف مخاطب ہوئے کہ آپ کی کیا راے ہے - امام صاحب نے کہا شوہر خود
میرے سامنے آئین تو جواب دون - لوگ جا کر بلا لائے - امام صاحب نے دونون سے
الگ الگ پوچھا کہ - رات جو عورت تمہارے ساتھ رہی وہی تمہارے نکاح مین رہے تو تمکو پسند

---

[۵] اس واقعہ کو امام رازی نے تفسیر کبیر مین نقل کیا ہے -

بہے دونون نے کہا "ہان" امام صاحب نے کہا تو اپنی بیبیون کو جنسے تمہارا نکاح بندھا تھا طلاق دیدو۔ اور ہر شخص اوس عورت سے نکاح پڑہا لے جو اوسکے ساتھ ہم بستر رہچکی"

سفیان نے جو جواب دیا اگرچہ فقہ کی رو سے وہ بھی صحیح تھا کیونکہ یہ صورت وطی بالشبہ کی ہے جس سے نکاح نہین ٹوٹتا۔ لیکن امام صاحب نے مصلحت کو پیش نظر رکہا وہ جانتے تھے کہ موجودہ صورت مین نکاح کا قایم رہنا غیرت وحمیت کے خلاف ہوگا۔ کسی مجبوری سے زوجین نے تسلیم بھی کرلیا تو دونون مین وہ خلوص و اتحاد نہ پیدا ہوگا جو تزویج کا مقصود اصلی ہے اسکے ساتھ مہر کی بھی تخفیف ہے کیونکہ خلوت صحیحہ سے پہلے طلاق دیجائے تو صرف آدہا مہر لازم آتا ہے۔

لیث بن سعد جو مصر کے مشہور امام تھے اون کا بیان ہے کہ مین ابوحنیفہ کا ذکر اکثر سنا کرتا تھا اور اونکے دیکھنے کا نہایت مشتاق تھا۔ حج کی تقریب سے مکہ معظمہ جانا ہوا۔ اتفاق سے ایک مجلس مین پہونچا۔ دیکھا تو بڑا ہجوم ہے۔ ایک شخص صدر کی جانب بیٹھا ہے اور لوگ اوس سے مسئلے پوچھ رہے ہین۔ ایک شخص نے بڑہکر کہا "یا ابا حنیفہ" (یہ پہلا موقع تھا کہ مینے انکو پہچانا) امام ابوحنیفہ اوسکی طرف متوجہ ہوئے۔ اوسنے کہا "میرا ایک بدمزاج بیٹا ہے۔ اوسکی شادی کردیتا ہون تو بیوی کو طلاق دیدیتا ہے۔ لونڈی خریدیتا ہون تو آزاد کردیتا ہے۔ فرمایئے کیا تدبیر کرون" امام ابوحنیفہ نے جستہ کہا کہ "تم اوسکو ساتھ لیکر بازار مین جہان لونڈیان بکتی ہین جاؤ اور جو لونڈی اوسکو پسند آئے خرید کر اوسکا نکاح پڑہادو۔ اب اگر وہ آزاد کریگا تو نہین کرسکتا کیونکہ لونڈی اوسکی ملک نہین طلاق

دیگا تو تمہارا کچھ نقصان نہین - تمہاری لونڈی کہین نہین گئی " سعد کہتے ہین کہ مجھکو جواب پر - تو کم - لیکن اونکی حاضر جوابی پر بہت تعجب ہوا -

ربیع جو خلیفہ منصور کا عرض بیگی تہا - امام ابو حنیفہ - سے عداوت رکہتا تہا - ایک دن امام صاحب حسب الطلب دربار مین گئے - ربیع - بھی حاضر تہا - منصور سے کہا کہ " حضور! یہ شخص امیر المومنین کے جد بزرگوار (عبد اللہ بن عباس) کی مخالفت کرتا ہے - اونکا قول ہے کہ اگر کوئی شخص کسی بات پر قسم کہائے اور دو ایک روز کے بعد انشا اللہ کہدے تو وہ قسم مین داخل سمجہا جائے گا اور قسم کا پورا کرنا کچھ ضرور نہ ہوگا - ابو حنیفہ - اِسکے خلاف فتوی دیتے ہین - اور کہتے ہین کہ انشا اللہ کا لفظ - قسم کے ساتھ ہو تو البتہ جزو قسم سمجہا جائیگا - ورنہ لغو اور بے اثر ہے " امام صاحب نے کہا امیر المومنین! ربیع کا خیال ہے کہ لوگون پر آپکی بیعت کا کچھ اثر نہین - منصور نے کہا - یہ کیونکر؟ امام صاحب نے کہا - " انکا گمان ہے کہ جو لوگ دربار مین آپکے ہاتھ پر بیعت خلافت کرتے ہین اور قسم کہاتے ہین - گھر پر جا کر " انشاء اللہ " کہہ لیا کرتے ہین جس سے قسم بے اثر ہو جاتی ہے - اور اون پر شرعاً کچھ مواخذہ نہین رہتا - منصور - ہنس پڑا اور ربیع سے کہا کہ تم ابو حنیفہ کو نہ چھیڑو - ان پر تمہارا داؤ - نہین چل سکتا "

امام صاحب دربار سے نکلے تو ربیع نے کہا - آج تو آپ میری جان ہی لے چکے تھے - فرمایا کہ " یہ تو تمہارا ارادہ تہا - مینے صرف مدافعت کی "

ایک دفعہ بہت سے خارجی - امام صاحب کے گھر پر چڑھ آئے اور کہا کہ کفر - سے توبہ کرو - امام - نے کہا " ہان مین تمہارے کفر سے توبہ کرتا ہون " خارجیون کا اعتقاد ہے کہ گناہ کرنے

سے انسان کافر ہو جاتا ہے - یعنی گناہ اور کفر ایک چیز ہے - امام - صاحب کا مطلب یہ تھا کہ جس چیز کو تم کفر سمجھتے ہو مین اوس سے توبہ کرتا ہون - کسی نے اون (خارجیون) سے جا لگایا کہ ابو حنیفہ - نے تم لوگون کو دہوکہ دیا اون کا مطلب اور تھا" خارجیون - نے امام صاحب کو پکڑا کہ تمنے تاویل کیون کی - امام نے کہا - تمکو یقین ہے یا محض گمان کی بنا پر میری نسبت ایسا خیال کرتے ہو - بولے کہ "نہین - گمان ہی گمان ہے" امام نے کہا تو تمکو خود توبہ کرنی چاہیئے کیونکہ خدا فرماتا ہے - ان بعض الظن اثم -

ایک دن مسجد مین تشریف رکہتے تھے شاگردون کا مجمع تھا - دفعۃً خارجیون کا ایک گروہ مسجد مین گھس آیا لوگ بھاگ چلے - امام صاحب نے روکا اور تسلی دی کہ ڈر و نہین - اطمینان سے بیٹھ جاؤ - ایک خارجی - جو سب کا سردار تھا امام صاحب کے پاس آیا اور کہا کہ تم کون لوگ ہو - امام صاحب نے فرمایا " مستجیر ہین اور خدا نے فرمایا ہے کہ وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتی یسمع کلام اللہ ثم ابلغہ مامنہ - یعنی " مشرکین مین سے کوئی شخص اگر پناہ چاہے تو اوسے پناہ دو تاکہ وہ خدا کا کلام سنے پہر اوسکو اوسکے مامن تک پہونچا دو" خارجی اپنے سوا مسلمانون کے تمام فرقون کو مشرک اور کافر سمجھتے ہین - اور واجب القتل جانتے ہین - اسموقع پر وہ اسی نیت سے آئے تھے کہ امام ابو حنیفہ - اپنا عقیدہ بیان کرین تو کفر کا الزام لگا کر اونکو قتل کر دین - لیکن امام صاحب کے الزامی جواب نے اونکو بالکل مجبور کر دیا - چنانچہ اونکے سردار نے ساتھیون سے کہا کہ " انکو قرآن پڑہکر سناؤ اور انکو انکے گھر پہونچا آؤ" -

ابو العباس - جو منصور کے دربار مین ایک معزز درجہ رکہتا تھا - امام صاحب کا دشمن تھا

اور ہمیشہ اونکو ضرر پہونچانیکی فکر مین رہتا تھا۔ ایک دن امام صاحب کسی ضرورت سے دربار مین گئے۔ اتفاقات ابو العباس بھی حاضر تھا۔ لوگون سے کہا آج ابو حنیفہ میرے ہاتھ سے بچکر نہین جا سکتے۔ امام صاحب کی طرف مخاطب ہوا اور کہا کہ ابو حنیفہ! امیر المؤمنین کبھی کبھی ہم لوگون کو بلاکر حکم دیتے ہین کہ اس شخص کی گردن ماردو۔ ہمکو مطلق معلوم نہین ہوتا کہ وہ شخص واقعی مجرم ہے یا نہین۔ ایسی حالت مین ہمکو اس حکم کی تعمیل کرنی چاہیے یا انکار کرنا چاہیے"۔ امام صاحب نے کہا "تمہارے نزدیک خلیفہ کے احکام حق ہوتے ہین یا باطل" منصور۔ کے سامنے کسکی تاب تھی کہ احکام خلافت کی نسبت ناجایز ہونے کا احتمال ظاہر کرسکتا۔ ابو العباس کو مجبوراً کہنا پڑا کہ حق ہوتے ہین۔ امام صاحب نے فرمایا پھر حق کی تعمیل مین پوچھنا کیا؟

ایک شخص نے قسم کھائی کہ آج اگر مین غسل جنابت کرون تو میری بیوی کو تین طلاق ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد کہا کہ آج کی کوئی نماز قضا ہو تو میری زوجہ مطلقہ ہے۔ پھر کہا کہ اگر آج مین اپنی بیوی کے ساتھ صحبت نکرون تو اوسکو طلاق ہے" لوگون نے امام صاحب سے آکر مسئلہ پوچھا فرمایا کہ نماز عصر پڑھکر بیوی سے ہم صحبت ہو۔ اور غروب سے پہلے غسل کرکے فوراً مغرب کی نماز پڑھ لے اس صورت مین سب شرطین پوری ہوگئین۔ بیوی سے ہم صحبت بھی ہوا۔ نماز بھی قضا نہین کی۔ غسل جنابت کیا تو اوسوقت کیا کہ دن گزر چکا تھا۔

ایک دفعہ ایک شخص امام صاحب کے پاس آیا اور کہا کہ "مینے کچھ روپیے ایک جگہ احتیاط سے رکھدیئے تھے۔ اب یاد نہین آتا کہ کہان رکھے تھے۔ مجھکو سخت ضرورت درپیش ہے کوئی تدبیر بتایئے" امام نے فرمایا۔ بھائی! یہ مسئلہ تو فقہ مین کہین مذکور نہین۔ مجھسے کیا

پوچھنے آئے ہو" اوسنے زیادہ لجاجت کی تو کہا کہ "آج ساری رات نماز پڑہو" اوسنے جا کر نماز پڑہنی شروع کی۔ اتفاق یہ کہ تہوڑی ہی دیر کے بعد اوسکو یاد آگیا کہ روپیے فلان جگہہ رکھے تھے۔ دوڑا ہوا امام صاحب کے پاس آیا۔ اور عرض کی کہ آپ کی تدبیر راست آئی۔ فرمایا کہ "ہان شیطان۔ کب گوارا کرتا کہ تم رات بھر نماز پڑہتے رہو۔ اسلیئے اوسنے جلد یاد دلا دیا۔ تاہم تمکو مناسب تھا کہ اسکے شکریہ مین شب بیداری کرتے اور نمازین پڑہتے۔

ایک اور دن ایک شخص نے آکر کہا کہ "مینے کچھ اسباب گھر کے کسی کونے مین گاڑ دیا تھا۔ اب یاد نہین آتا کہ کہان گاڑا تھا۔ کیا کرون" امام صاحب نے کہا۔ "تمکو یاد نہین تو مجھکو اور بھی نہ یاد ہونا چاہیئے" وہ رونے لگا۔ امام صاحب کو رحم آیا۔ چند شاگرد ساتھ لیئے۔ اور اوسکے گھر پر گئے۔ شاگردون سے کہا کہ "اگر یہ تمہارا گھر ہوتا اور تم حفاظت کیلیئے کوئی چیز چھپا کر رکھتے تو کہان رکھتے" سب نے اپنے اپنے قیاس سے مختلف موقعے بتائے۔ امام صاحب نے فرمایا کہ "انہین تین چار جگہون مین سے کہین نہ کہین گاڑا ہوگا۔ اونکے کہدوانے کا حکم دیا۔ خدا کی شان۔ تیسری جگہہ کہودی تو اسباب بجنسہ مدفون ملا۔

امام صاحب اگرچہ نہایت ثقہ۔ متین باوقار۔ تھے تاہم ذہانت کی شوخیان کبھی کبھی ظرافت کا رنگ دکھاتی تہین۔ ایکدن اصلاح بنواتے تھے۔ حجام سے کہا کہ سفید بالونکو چن لینا" اوسنے عرض کی کہ جو بال چنے جاتے ہین اور زیادہ نکلتے ہین۔ امام صاحب نے کہا "یہ قاعدہ ہے تو سیاہ بالون کو چن لو کہ اور زیادہ نکلین"!!۔ قاضی شریک نے یہ حکایت سنی تو کہا کہ "ابو حنیفہ نے حجام کے ساتھ بھی قیاس کو نچھوڑا"

امام صاحب کے محلہ مین ایک پنھارا رہتا تھا۔ جو نہایت متعصب شیعہ تھا۔ اوسکے پاس دو خچر تھے بتعصب سے ایک کا ابو بکر۔ اور دوسرے کا عمر نام رکھا تھا۔ اتفاق سے ایک خچر نے لات ماری کہ اوسکا سر پھٹ گیا اور اوسی صدمہ سے مر گیا۔ محلہ مین اسکا چرچا ہوا۔ امام صاحب نے سنا تو کہا۔ دیکھنا! اوسی خچر نے مارا ہوگا جسکا نام اوسنے عمر رکھا تھا۔ لوگون نے دریافت کیا تو واقعی ایسا ہی ہوا تھا

کوفہ مین ایک غالی شیعی تھا۔ جو حضرت عثمان کی نسبت کہا کرتا تھا کہ یہودی تھے "۔ امام صاحب ایک دن اوسکے پاس گئے۔ اور کہا کہ تم اپنی بیٹی کی نسبت ڈہونڈہتے تھے۔ ایک شخص موجود ہے جو شریف بھی ہے۔ دولتمند بھی ہے۔ اسکے ساتھ پرہیزگار۔ قایم اللیل۔ حافظ قرآن ہے "۔ شیعی نے کہا۔ تو اوس سے بڑھکر کون ملیگا۔ آپ ضرور شادی ٹھہرا دیجئے۔ امام صاحب نے کہا "صرف اتنی بات ہے کہ مذہبا یہودی ہے "۔ وہ نہایت برہم ہوا اور کہا "سبحان اللہ آپ یہودی۔ سے قرابت کرنیکی راے دیتے ہین "۔ امام صاحب نے فرمایا۔ کیا ہوا۔ خود پیغمبر خدا نے جب یہودی کو (تمہارے اعتقاد کے موافق) داماد بنایا تو تمکو کیا عذر ہے "۔ خدا کی قدرت۔ اتنی بات سے اوسکو تنبیہ ہوگئی اور اپنے عقیدہ سے توبہ کی ❊

باب ششم

باب ششم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حصۂ دوم

امام صاحب کی تصنیفات

امام صاحب کی طرف جو کتابین منسوب ہین اونکے یہ نام ہین۔ فقہ اکبر۔ العالم والمتعلم۔ مسند

فقہ اکبر۔ عقاید کا ایک مختصر سا رسالہ ہے۔ مسایل اور ترتیب قریب قریب وہی ہے جو عقاید نسفی۔ وغیرہ کی ہے۔ یہ رسالہ چھپ گیا ہے اور ہر جگہہ مل سکتا ہے۔ لوگون نے اوسپر شرحین بھی لکھی ہین۔ مثلاً محی الدین محمد بن بہاء الدین المتوفی ۹۵۳ھ۔ مولی الیاس بن ابراہیم العینوبی۔ مولی احمد بن محمد المغنیساوی۔ حکیم اسحق۔ شیخ اکمل الدین۔ ملا علی القاری۔ ملا علی قاری کی شرح متداول ہے۔ بعض اور شرحون کے نسخے بھی جابجا قلمی پائے جاتے ہین۔ حکیم اسحق کی شرح کو ابوالبقاء احمدی نے ۹۱۸ھ مین نظم کیا۔

اور اصل کتاب کو ابراہیم بن حسام نے جو شریفی کے نام سے مشہور ہین۔

العالم والمتعلم۔ سوال وجواب کے طور پر ایک مختصر رسالہ ہے لیکن ہماری نظر سے نہین گذرا۔

مسند۔ کے متعدد نسخے ہین جنکو ابو المؤید محمد بن محمود الخوارزمی المتوفی ۶۶۵ھ نے یکجا جمع کر دیا ہے۔ دیباچہ مین لکھتے ہین کہ "بلاد شام مین بعض جاہلون کو مین نے یہ کہتے سنا کہ امام ابوحنیفہ کو فن حدیث مین چندان دخل نہ تھا اور اسی وجہ سے حدیث مین اونکی کوئی کتاب نہین ہے۔ اسپر مجھکو حمیت مذہبی کا جوش ہوا اور مین نے چاہا کہ اون تمام مسندون کو یکجا کر دون جو علما نے امام ابوحنیفہ کی حدیثون سے مرتب کئے ہین اور جنکی تفصیل حسب ذیل ہے (۱) مسند حافظ ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب الحارثی البخاری المعروف بعبد اللہ الاوستاد (۲) مسند امام ابو القاسم طلحہ بن محمد بن جعفر الشاہد (۳) مسند حافظ ابو الحسن محمد بن المظفر بن موسی بن عیسی۔ (۴) مسند حافظ ابو نعیم الاصبہانی (۵) مسند شیخ ابو بکر محمد بن عبد الباقی محمد الانصاری (۶) مسند امام ابو احمد عبد اللہ بن عدی الجرجانی (۷) مسند امام حافظ عمر بن حسن الاشنانی۔ (۸) مسند ابو بکر احمد بن محمد بن خالد الکلاعی (۹) مسند امام ابو یوسف قاضی (۱۰) مسند امام محمد (۱۱) مسند حماد بن امام ابوحنیفہ (۱۲) آثار امام محمد (۱۳) مسند امام ابو القاسم عبد اللہ بن ابی العوام العدی۔

ابو المؤید الخوارزمی نے جن مسندون کے نام لئے ہین اونکے سوا اور بھی مسانید ہین مثلاً مسند حافظ ابو عبد اللہ حسین بن محمد بن خسرو البلخی المتوفی ۵۲۳ھ مسند حصفکی جسکی شرح

ملا علی قاری۔ نے لکھی۔ مسند ماوردی۔ مسند ابن البزازی المتوفی ۸۲۷ھ۔ ان مسندون کی شرحین بھی لکھی گئین۔

جو لوگ امام صاحب کے سلسلۂ کمالات مین تصنیف و تالیف کا وجود بھی ضروری سمجھتے ہین۔ وہ انہین مفصلہ بالا کتابون کو۔ شہادت مین پیش کرتے ہین۔ لیکن انصاف یہ ہے کہ ان تصنیفات کو امام صاحب کی طرف منسوب کرنا نہایت مشکل ہے۔ اِس سے انکار نہین ہوسکتا کہ امام صاحب کی زندگی مین ایک مجموعۂ فقہ مرتب ہوگیا تھا جسکے حوالے عقود الجمان وغیرہ مین جا بجا ملتے ہین۔ لیکن قیاس غالب یہ ہے کہ وہ نسخہ معدوم ہوگیا۔ اوس زمانہ کی ہزارون تصنیفات کے نام۔ تراجم کی کتابون مین مذکور ہین۔ لیکن دو تین کے سوا۔ ایک کا بھی دنیا کے کسی کتب خانہ مین پتہ نہین چلتا۔ خود امام صاحب کے ہمعصرون مین سے سفیان ثوری۔ امام اوزاعی۔ حماد بن سلمہ۔ ہشیم۔ معمر۔ جریر بن عبد الحمید۔ عبد اللہ بن المبارک نے حدیث و فقہ مین بڑی بڑی کتابین لکھین۔ لیکن آج انکا نام ہی نام رہگیا ہے اور ایک کا بھی وجود نہین۔ امام رازی نے مناقب الشافعی مین تصریح کی ہے کہ امام ابو حنیفہ۔ کی کوئی تصنیف باقی نہین رہی۔

مسند خوارزمی۔ کو امام صاحب کا مسند کہنا مجازی اطلاق ہے۔ خوارزمی۔ خود ساتوین صدی مین تھے۔ جن مسندونکو جمع کیا ہے۔ وہ بھی اکثر تیسری چوتھی صدی یا اس سے بھی بعد کی ہین۔ حماد۔ قاضی ابو یوسف۔ البتہ امام صاحب کے ہمعصر ہین اور انکا مسند بے شبہہ۔ امام ابو حنیفہ۔ کا مسند کہا جاسکتا تھا۔ لیکن خوارزمی کے سوا اور کسی علمے انکا

مسندون کا نام نہین لیا ہے - حالانکہ حدیث کی کتاب جبتک مشہور اور مستند روایتون سے نہ ثابت ہو اوسکا اعتبار نہین کیا جا سکتا - ہمارے نزدیک اس بحث مین شاہ ولی اللہ صاحب کا فیصلہ کافی ہے - وہ حجۃ اللہ البالغہ مین فرماتے ہین کہ "طبقہ رابعہ کی - وہ کتابین ہین جنکے مصنفون نے ایک مدت دراز کے بعد اون روایتون کو جمع کرنا چاہا جو دو پہلے طبقون مین موجود نہ تھین - اور گمنام مسندون اور مجموعون مین پائی جاتی تھین - ان لوگون نے اون کو بلند نام کرنا چاہا - حالانکہ وہ حدیثین اون لوگون کی زبانون پر تھین - جنکا محدثین اعتبار نہین کرتے - مثلاً زیادہ گو واعظین اور اہل بدعت اور ضعیف الروایۃ - یا وہ صحابہ اور تابعین کے آثار - یا بنی اسرائیل کے قصے تھے - یا حکما اور واعظین کے مقولے تھے جنکو راویون نے رسول اللہ کے کلام سے مخلوط کر دیا تھا - یا قرآن اور حدیث کے محتمل مضامین تھے جنکو اون نیک آدمیون نے بالمعنی روایت کیا جو فن روایت کی باریکیون سے ناواقف تھے - ان لوگون نے اون باتون کو رسول اللہ کی طرف منسوب کر دیا - یا ایسے مضامین تھے جو قرآن اور حدیث سے مستنبط ہوتے تھے - اونکو قصداً حدیث نبوی بنا دیا - یا مختلف حدیثون کے ٹکڑے تھے جو ایک عبارت مین مرتب کر دئے گئے - اس قسم کی حدیثین کتاب الضعفاء ابن حبان کامل ابن عدی - تصنیفات خطیب - و ابونعیم و جوزقانی - و ابن عساکر - و ابن نجار و دیلمی مین ملسکتی ہین - مسند خوارزمی بھی قریباً اسی طبقہ مین داخل ہے"

شاہ ولی اللہ صاحب نے ذرا سختی کی - بات اتنی ہے کہ جن مسندون کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ امام صاحب کے شاگردون نے لکھے اون کا نہ تاریخون سے ثبوت ملتا ہے

نمونہ خود کہین پائے جاتے ہین - جو مسند - امام صاحب کے زمانہ سے بہت پیچھے لکھے گئے وہ البتہ موجود ہین لیکن اونکی حدیثون کا امام صاحب تک بسند صحیح متصل پہونچنا نہایت مشتبہ ہے اس سے بڑھکر یہ کہ بعض بعض مسانید مین بے اعتباری کی اندرونی شہادتین موجود ہین - مسند حصفکی مین کئی روایتین - امام صاحب کی طرف منسوب ہین - جنکو اونہون نے خود صحابہ سے سُنا اور روایت کیا ہے - حالانکہ امام صاحب - کا صحابہ - سے روایت کرنا محدثانہ تحقیقات کی رو سے ہرگز ثابت نہین ہوسکتا - خوارزمی - نے آثار امام محمد - کو بھی امام - کی مسانید مین داخل کیا ہے - بے شبہہ اس کتاب مین اکثر روایتین امام صاحب ہی سے ہین - اسلئے ناظرین کو اختیار ہے کہ اوسکو امام ابو حنیفہ - کا مسند - کہین یا آثار امام محمد - کے نام سے پکارین لیکن یاد رہے کہ امام محمد - نے اس کتاب مین بہت سے آثار اور حدیثین دوسرے شیوخ سے بھی روایت کی ہین - اس لحاظ سے اس مجموعہ کا انتساب - امام محمد کی طرف زیادہ موزون ہے -

فقہ اکبر - کو اگرچہ فخر الاسلام بزدوی - عبد العلی بحر العلوم - و شارحین فقہ اکبر - نے امام صاحب کی طرف منسوب کیا ہے - لیکن ہم مشکل سے اوسپر یقین کرسکتے ہین - یہ کتاب جس زمانہ کی تصنیف بیان کی جاتی ہے اوسوقت تک یہ طرز تحریر پیدا نہین ہوا تھا - وہ بطور ایک متن کے ہے اور اوس اختصار و ترتیب کے ساتھ لکھی گئی ہے جو متاخرین کا خاص انداز ہے ایک جگہ اوسمین جوہر و عرض کا لفظ آیا ہے - حالانکہ یہ فلسفیانہ الفاظ - اوسوقت تک زبان مین داخل نہین ہوئے تھے - بے شبہہ منصور عباسی - کے زمانہ مین فلسفہ کی کتابین یونانی

زبان سے عربی مین ترجمہ کی گئین تھین - لیکن یہ زمانہ امام صاحب - کی آخر زندگی کا زمانہ ہے کسی طرح قیاس نہین کیا جاسکتا کہ ترجمہ ہوتے ہی یہ الفاظ اس قدر جلد شایع ہوجائین کہ عام تصنیفات مین اون کا رواج ہوجاے - فلسفہ کے الفاظ نے مذہبی دایرہ مین اسوقت بار پایا ہے جب کثرت استعمال کی وجہ سے وہ زبان کا جزو بنگئے اور عام بول چال مین بھی اونکے استعمال کے بغیر چارہ نرہا - لیکن یہ دور امام صاحب کے زمانہ کے بعد شروع ہوا ہے -

یہ بحث تو درایت کی حیثیت سے تھی - اصول روایت کے لحاظ سے بھی یہ امر ثابت نہین ہوتا - دوسری تیسری بلکہ چوتھی صدی کی تصنیفات مین اس کتاب کا پتہ نہین چلتا - قدیم سے قدیم تصنیف جسمین اس رسالہ کا ذکر کیا گیا ہے - (جہانتک ہمکو معلوم ہے) - فخر الاسلام بزدوی - کی کتاب الاصول - ہے جو پانچوین صدی کی تصنیف ہے - امام ابوحنیفہ کے ہزارون شاگرد تھے جنمین سے اکثر بجاے خود اوستاد تھے - اور واسطہ در واسطہ اونکے ہزارون لاکھون شاگرد ہوئے - نہایت خلاف قیاس ہے کہ امام صاحب کی کوئی تصنیف موجود ہوتی اور اتنی بڑی گروہ مین اوسکا نام تک نہ لیا جاتا - علم عقاید - اور اوسکے متعلقات پر جو بڑی بڑی کتابین مثلاً صحایف - شرح مقاصد - شرح مواقف - ملل و نحل - وغیرہ تصنیف ہوئین - اونمین کہین اسکا ذکر تک نہین ہے - اس کتاب کی جسقدر شرحین ہوئین سب آٹھوین صدی مین یا اوسکے بعد ہوئین - اسکے علاوہ ابو مطیع بلخی - جو اس کتاب کے راوی ہین - حدیث و روایت مین چندان مستند نہین ہین کتب رجال مین اونکی

بنسبت محدثین نے نہایت سخت ریمارک کیے ہین۔ اگرچہ مین اونکو کلیۃً تسلیم نہین کرتا تاہم ایک ایسی مشتبہ کتاب جسکا ثبوت صرف ابو مطیع بلخی۔ کی روایت پر منحصر ہو۔ محدثانہ اصول پر قابل تسلیم نہین ہو سکتی۔

میرا خیال ہے کہ ابو مطیع بلخی۔ نے ایک رسالہ مین بطور خود عقاید کے مسایل قلمبند کیے تھے۔ رفتہ رفتہ۔ وہ امام صاحب۔ کی طرف منسوب ہو گیا۔ اس خیال کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ علامہ ذہبی۔ نے عبر فی اخبار من غبر۔ مین ابو مطیع۔ کا جہان ذکر کیا ہے۔ ان لفظون سے کیا ہے کہ "صاحب الفقہ الاکبر"۔ جسکی متبادر معنی یہی ہین کہ خود ابو مطیع۔ اوسکے مصنف ہین۔ میرا یہ بھی خیال ہے کہ فقہ اکبر۔ کی موجودہ ترتیب و عبارت۔ ابو مطیع کے زمانہ سے بھی بہت بعد کی ہے۔ اور یہ کچھ نئی بات نہین۔ جامع صغیر۔ جو امام محمد۔ کی تالیف ہے۔ اوسکی موجودہ ترتیب۔ امام ابو طاہر دباس۔ نے کی ہے جو چوتھی صدی مین تھی۔ فرق یہ ہے کہ جامع صغیر۔ کی عبارت وہی اصلی ہے صرف ترتیب بدل دی گئی ہے برخلاف اسکے فقہ اکبر۔ کا انداز عبارت بھی زمانہ ما بعد کا معلوم ہوتا ہے۔

ہمنے اس بحث مین اپنی رائے اور قیاسات کو بہت دخل دیا ہے۔ لیکن تمام واقعات بھی لکھ دیے ہین۔ ناظرین کو ہم اپنی رائے کے قبول کرنے پر مجبور نہین کرتے۔ اصلی واقعات اور ہماری رائین۔ دونون اونکے سامنے ہین۔ وہ جو چاہین خود فیصلہ کر لین۔ بے شبہ ہماری ذاتی رائے یہی ہے کہ آج۔ امام صاحب۔ کی کوئی تصنیف موجود نہین ہے۔

عقاید و کلام

امام صاحب ابتدای تحصیل مین علم کلام کی طرف زیادہ مایل تھے۔ صحابہ کے اخیر زمانہ مین نئے نئے فرقے پیدا ہو چلے تھے۔ معبد جہنی۔ نے جو صحابہ کا صحبت یافتہ تھا۔ مسئلہ قدر کو چھیڑا۔ واصل بن عطاء نے جو علوم عربیہ و علم کلام کا بہت بڑا عالم اور امام حسن بصری۔ کا شاگرد تھا۔ اعتزال کی بنیاد قایم کی۔ جہم بن صفوان۔ فرقہ جہمیہ کا بانی ہوا۔ خوارج۔ کے متعدد فرقے اس سے پہلے پیدا ہو چکے تھے۔ امام ابو حنیفہ۔ کے زمانہ مین ان مسایل کے جا بجا چرچے تھے اور ہر جگہہ بحث و مناظرہ کا بازار گرم تھا۔ امام صاحب کو بھی اونکی رد و قدح کیطرف التفات ہوا۔ اسمین شبہہ نہین کہ اونکی بے نظیر ذہانت نے ان مسایل مین نہایت دقیق بحثین پیدا کی ہونگی۔ لیکن چونکہ یہ شغل تھوڑے زمانہ تک رہا اور بالآخر وہ فقہ کے مہمات مین مصروف ہوئے اسلئے اون مباحث کا آج پتہ نہین چلتا۔ تاہم چند مسایل جو بتواتر اونکی طرف منسوب ہین۔ اونکی۔ دقت نظر۔ حدت ذہن۔ وسعت خیال۔ کے شاہد عادل ہین۔ انمین سے ہم بعض مسایل کا ذکر کرتے ہین جو محدثین کے نزدیک بڑے معرکۃ الآرا مسئلے ہین۔

پہلا مسئلہ۔ یہ ہے کہ امام صاحب۔ فرایض اور اعمال کو جزو ایمان نہین سمجھتے۔ آج تو اسکی نسبت بحث کرنی گویا تحصیل حاصل ہے ایک معمولی سمجھ کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ ایمان اعتقاد۔ کا نام ہے جو دل سے متعلق ہے۔ فرایض اور اعمال۔ جوارح کے کام ہین۔ اسلئے نہ اون دونون سے کوئی حقیقت مرکب ہو سکتی ہے۔ نہ انمین سے ایک دوسرے کا جزو ہو سکتا ہے۔ لیکن اوس زمانہ مین یہ ایک بڑا بحث طلب مسئلہ تھا اور اکثر ارباب ظاہر

بلکہ بعض مجتہدین بھی اسکے خلاف تھے۔

صحابہ کے زمانہ تک اسلامی عقاید کی سطح نہایت ہموار اور غیر متحرک رہی۔ اہل عرب کو ان موشگافیوں اور باریک بینیوں سے سروکار نہ تھا۔ بنوامیہ کے وسط زمانہ میں جب فوجی قوت کو زوال ہوا تو تمدن و معاشرت کی وسعت نے اور قسم کے اشغال پیدا کر دئے۔ جبر و قدر تشبیہ و تنزیہ۔ عدل و جور۔ کی بحثین چھڑ گئین۔ ان بحثون کی ابتدا اون لوگون نے کی جو عجم کی خاک سے تھے۔ یا اون پر عجم کا پرتو پڑا تھا۔ چونکہ یہ نامانوس مسائل تھین ان باتون نے مذہبی گروہ مین۔ جو زیادہ تر عرب سے تعلق رکھتا تھا سخت برہمی پیدا ہو گئی اور محدثین و فقہا نہایت سختی سے بدعتیون کے مقابلہ کو اوٹھے۔ اس مقابلہ کی بنا پر ان بزرگون کو خود بھی اون مسائل مین نفی یا اثبات کا پہلو اختیار کرنا پڑا۔ لیکن جوش مخالفت نے اکثرون کو اعتدال کی حد پر نہ رہنے دیا۔ معتزلہ کا مذہب تھا کہ قرآن مجید خدا کا ایک جدید کلام ہے جو رسول اللہ کی نبوت کے ساتھ وجود مین آیا۔ لوگون نے اسکی یہانتک مخالفت کی کہ بعض محدثین نے تلفظ بالقرآن کو بھی قدیم ٹھہرایا۔ امام ذہلی جو امام بخاری کے اساتذہ مین سے تھے۔ اور صحیح بخاری مین اونکی سند سے اکثر روایتین مین۔ اسی بات پر امام بخاری سے ایسے ناراض ہوئے کہ اونکو حلقہ درس سے نکلوا دیا اور عام حکم دیدیا کہ جو شخص بخاری کے پاس آمد و رفت رکھے وہ ہمارے حلقہ مین نہ آنے پائے[1]۔ امام بخاری خود قرآن کے قدم کے قایل تھے۔ لیکن قرأت قرآن کو حادث کہتے تھے

[1] ان واقعات کو حافظ ابن حجر نے فتح الباری مین تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔

ذہلی - کو اصرار تھا کہ یہ بھی قدیم ہین -

اور مسایل مین بھی اس قسم کی بے اعتدالیان ہوئین جنکی تفصیل کا یہ موقع نہین - امام ابو حنیفہ - نے - ان تمام بحثون مین وہی پہلو اختیار کیا جو مغز سخن تھا اور جو عقل کے ساتھ نقل کے بھی مطابق تھا - انہین مسائل مین ایمان و عمل کا مسئلہ بھی تھا - مرجیہ کا مذہب ہے کہ "ایمان اور عمل دو مختلف چیزین ہین - اور ایمان او تصدیق کامل ہو تو عمل کا نہونا کچھ ضرر نہین کرتا - ایک شخص اگر دل - سے توحید و نبوت کا معترف ہے اور فرائض نہین ادا کرتا - تو وہ موأخذہ سے بری ہے" اس راے کا پہلا حصّہ گو صحیح تھا - مگر محدثین نے کچھ تفریق نہ کی اور کلیۃً اس مذہب کے مخالف ہو گئے چونکہ قرآن کی بعض آیتین بھی بظاہر اسکے موید تھین اونکی راے کو اور بھی قوت و شدت ہو گئی - یہ ایک اجتہادی راے تھا او یہین تک رہتا تو چندان مضایقہ نہ تھا لیکن افسوس یہ ہے کہ ان بزرگون نے یہانتک شدت کی کہ جو شخص اونکی راے کے ساتھ متفق نہ ہوتا تھا اوسکو فاسق یا کافر سمجھتے تھے - قاضی ابو یوسف - ایکبار شریک کی عدالت مین گواہ ہو کر گئے - تو انہون نے کہا - "مین اوس شخص کی شہادت نہین قبول کرتا جسکا یہ قول ہو کہ نماز جزو ایمان نہین"

امام ابو حنیفہ - کو اس سے کچھ بحث نہ تھی کہ یہ مسئلہ فلان شخص یا فلان فرقہ کا ہے - وہ اصل حقیقت کو دیکھتے تھے اور مغز سخن کو پہونچتے تھے - جب یہ بحث اونکے سامنے پیش کی گئی تو انھون نے علانیہ کہا - کہ "ایمان اور عمل دو جدا گانہ چیزین ہین اور دونون کا حکم مختلف ہے" اسپر بہت سے لوگون نے اونکو بھی مرجیہ - کہا لیکن وہ ایسا مرجیہ - ہونا خود پسند کرتے تھے - محدثین

اور فقہاء میں سے جو لوگ امام صاحب کے ہمزبان تھے اونکو بھی یہی خطاب عنایت ہوا۔ محدث ابن قتیبہ نے اپنی مشہور اور مستند کتاب المعارف میں مرجیہ کے عنوان سے بہت سے فقہا اور محدثین کے نام گنائے ہین جنمین سے چند یہ ہین۔ ابراہیم تیمی۔ عمرو بن مرۃ۔ طلق الحبیب۔ حماد بن سلیمان۔ عبدالعزیز بن ابی دواد۔ خارجہ بن مصعب۔ عمرو بن قیس الاصر۔ ابومعاویہ الضریر۔ یحییٰ بن ذکریا۔ مسعر بن کدام۔ حالانکہ انمین سے اکثر حدیث و روایت کے امام ہین۔ اور صحیح بخاری و مسلم مین۔ ان لوگونکی سیکڑون روایتین موجود ہین۔ ہمارے زمانہ کے بعض کوتاہ بین جو اسپر غش ہین کہ امام صاحب کو بعض محدثین نے مرجیہ کہا ہے ابن قتیبہ کی فہرست دیکھتے تو شاید اونکو ندامت ہوتی۔ محدث ذہبی نے میزان الاعتدال مین مسعر بن کدام کے تذکرہ مین لکھا ہے کہ ارجاء (مرجیہ ہونا) بہت سے علماے کبار کا مذہب ہے اور اس مذہب کے قایل پر مواخذہ نکرنا چاہئے یہ اوہی ارجاء کی طرف اشارہ ہے جو امام ابوحنیفہ کا مذہب تھا۔

یہ مسئلہ اگرچہ بظاہر چندان مہتم بالشان نہ تھا۔ لیکن اوسکے نتایج بہت بڑا اثر رکھتے تھے اسی لحاظ سے امام صاحب نے نہایت آزادی سے اوسکا اظہار کیا۔ عمل کو جزو ایمان قرار دینا۔ اسبات کو مستلزم ہے کہ جو شخص اعمال کا پابند نہو وہ مومن بھی نہو جیسا کہ خارجیون کا مذہب ہے جو مرتکب کبایر کو کافر سمجھتے ہین۔ اگرچہ اکثر محدثین۔ ایسے شخص کو کافر نہین سمجھتے تھے۔ لیکن یہ نہ سمجھنا اس وجہ سے تھا کہ وہ لزوم سے ناواقف تھے۔ حالانکہ لزوم قطعی اور یقینی ہے جس سے انکار نہین ہوسکتا۔

امام رازی۔ نے جو۔ امام شافعی کے بہت بڑے حامی ہین۔ کتاب مناقب الشافعی مین لکھا ہے کہ "لوگون نے امام شافعی پر یہ اعتراض کیا ہے کہ وہ تناقض باتون کے قایل ہین کیونکہ ایک طرف تو وہ یہ کہتے ہین کہ "ایمان تصدیق وعمل کے مجموعہ کا نام ہے" ساتھ ہی اس بات کے بھی قایل ہین۔ کہ "ترک عمل سے کوئی شخص کافر نہین ہوتا" حالانکہ مرکب چیز۔ کا جب ایک جزو نرہا تو مرکب بھی من حیث المرکب نرہا۔ اسی لئے معتزلہ جو اس بات کے قایل ہین کہ عمل جزو ایمان ہے۔ اس بات کے بھی قایل ہین کہ عمل نہو تو ایمان بھی نہین۔ لیکن امام شافعی۔ کی طرف سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اصل ایمان اقرار اور اعتقاد کا نام ہے۔ باقی اعمال۔ تو وہ ایمان کے ثمرات اور توابع ہین۔ لیکن چونکہ توابع پر بھی کبھی کبھی مجازاً اصل شے کا اطلاق ہوتا ہے اسلئے مجازاً اعمال پر بھی ایمان۔ کا اطلاق ہوا اور یہ مسلم ہے کہ توابع کے فوت ہونے سے اصل شے فوت نہین ہوتی"

لیکن یہ جواب توجیہ القول بما لا یرضی بہ قایلہ ہے اور خود امام رازی۔ کو اس کا اعتراف کرنا پڑا۔ چنانچہ جواب کے بعد فرماتے ہین کہ فیہ ترک لھذا المذھب یعنی اس جواب سے یہ مذہب باطل ہو جاتا ہے۔ امام رازی گو شافعی المذہب اور اپنے امام کے نہایت طرفدار ہین۔ لیکن چونکہ صاحب نظر اور نکتہ شناس ہین اونکو تسلیم کرنا پڑا کہ۔ یا عمل کو ایمان کے توابع سے شمار کرنا چاہیے۔ یا مان لینا چاہیے کہ جو شخص پابند عمل نہین۔ مومن بھی نہین۔

اس بحث کے متعلق امام ابوحنیفہ کی ایک تحریر موجود ہے جسکی طرز استدلال واستنباط

نتایج سے۔ امام صاحب کی دقت نظر کا اندازہ ہو سکتا ہے ۔ اور اصل مسئلہ کی حقیقت کھلتی ہے اسلئے اس موقع پر ہم اوسکا حوالہ دینا مناسب سمجھتے ہین ۔ یہ تحریر عثمان بتی کے ایک خط کا جواب ہے جو اونہون نے امام صاحب کو لکھا تھا۔ عثمان اوس زمانہ کے ایک مشہور محدث تھے ۔ عام لوگون مین جب امام ابو حنیفہ کے ۔ ان خیالات کے چرچے ہوئے تو اونہون نے امام صاحب کو ایک دوستانہ خط لکھا جسکا مضمون یہ تھا کہ "لوگ آپ کو مرجیہ کہتے ہین اور بیان کرتے ہین کہ آپ مومن کا ضال (گمراہ) ہونا جایز قرار دیتے ہین ۔ مجھکو ان باتون کے سننے سے نہایت رنج ہوتا ہے ۔ کیا یہ باتین صحیح ہین" اس خط کے جواب مین امام صاحب نے ایک طولانی خط لکھا ہے جسکے فقرے کہین کہین سے ہم انتخاب کرتے ہین ۔ حمد و نعت کے بعد ۔ عثمان بتی کے دوستانہ نصیحت اور خیر خواہی کا شکریہ ادا کر کے اصل مضمون اسطرح شروع کیا ہے "مین آپکو بتاتا ہون کہ رسول اللہ کے مبعوث ہونے سے پہلے تمام لوگ مشرک تھے ۔ رسول اللہ جب مبعوث ہوئے تو لوگون کو اسبات کی طرف ۔ دعوت کی کہ خدا کو ایک مانین اور رسول اللہ جو کچھ لائے اوسکو تسلیم کرین ۔ پس جو شخص اسلام مین داخل ہوتا تھا اور شرک چھوڑ دیتا تھا اوسکی جان اور مال حرام ہو جاتا تھا ۔ پھر خاص اون لوگون کے لئے جو ایمان لا چکے تھے فرایض کے احکام آئے ۔ پس اوسکا پابند ہونا ۔ عمل ٹھہرا اور خدا نے اسی کی طرف اشارہ کیا ہے الذین آمنوا و عملوا الصالحات و من یومن باللہ و یعمل صالحا ۔ اس قسم کی اور آیتین ہین جن سے ثابت ہوتا ہے کہ عمل کے نہونے سے ایمان جاتا نہین رہتا ۔ البتہ اگر تصدیق و اعتقاد نہو تو مومن کا

اطلاق نہین ہوسکتا۔ عمل و تصدیق کا دو جداگانہ چیز ہونا اس سے بھی ظاہر ہے کہ تصدیق کے لحاظ سے سب مسلمان برابر ہین۔ لیکن اعمال کے لحاظ سے مراتب مین فرق ہوتا ہے کیونکہ دین و مذہب سب کا ایک ہی ہے خدا نے خود کہا ہے شرع لکم من الدین ما وصی به نوحا والذی اوحینا الیک وما وصینا به ابراهیم وموسی وعیسیٰ ان اقیموا الدین و لا تتفرقوا فیه یعنی "تمہارے لئے اوسی دین۔ کو مشروع کیا جسکی وصیت نوح کو کی تھی۔ اور جو تجھ پر وحی بھیجی اور جسکی وصیت۔ ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ کو کی۔ وہ یہ ہے کہ دین کو قائم رکھو اور اوسمین متفرق نہو"

آپکو جاننا چاہیئے کہ تصدیق مین ہدایت۔ اور اعمال مین ہدایت۔ یہ دونون دو چیزین ہین آپ ایک شخص کو جو فرائض سے ناواقف ہو مومن کہہ سکتے ہین۔ پس ایسا شخص فرائض کے لحاظ سے جاہل اور تصدیق کے لحاظ سے مومن ہے۔ خود خدا نے قرآن مین یہ اطلاقات کئے ہین۔ کیا آپ اوس شخص کو جو خدا اور رسولؐ خدا کے پہچاننے مین گمراہ ہو اوس شخص کی برابر قرار دینگے جو مومن ہو لیکن اعمال سے ناواقف ہو۔ خدا نے جہان فرائض بتائے ہین اوس موقع پر ارشاد فرمایا ہے کہ یبین اللہ لکم ان تضلوا۔ (یعنی خدا نے اسلئے بیان کیا کہ تم گمراہ نہو) دوسری آیت مین ہے ان تضل احدهما فتذکر احدهما الاخری۔ (یعنی ایک گمراہ ہو تو دوسرا یاد دلا دے) حضرت موسیٰ کی زبان سے فرمایا۔ فعلتها اذا وانا من الضالین (یعنی جب مین نے وہ کام کیا تب مین گمراہ تھا) ان آیتون کے علاوہ اور بہت سی آیتین ہین جو اس دعویٰ کے ثبوت کے لئے دلائل قاطعہ ہین۔ اور حدیثین

تھا اور بھی واضح اور صاف ہین ÷÷ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ - امیر المومنین کے لقب سے پکارے جاتے تھے تو کیا اوسکے یہ معنی تھے کہ وہ صرف ان لوگون کے امیر تھے جو فرایض اور اعمال کے پابند تھے حضرت علیؓ - نے شام - والون کو جو اون سے لڑتے تھے مومن کہا - کیا قتل سے بڑھکر کوئی گناہ ہے - پھر جو لوگ قتل کے مرتکب ہوئے - کیا آپ قاتلین او مقتولین - دونون کو برسر حق قرار دیتے ہین - اگر آپ صرف ایک کو (یعنی حضرت علیؓ اور طرفداران علیؓ) برسر حق تسلیم کرینگے تو دوسرے فریق کو کیا کہین گے اسکو خوب سمجھ لیجئے اور غور کیجئے ''

میرا یہ قول ہے کہ اہل قبلہ سب مومن ہین اور فرایض کے ترک سے کافر نہین ہوسکتے - جو شخص ایمان کے ساتھ تمام فرایض بجالاتا ہے وہ مومن اور جنتی ہے - جو ایمان اور اعمال دونون کا تارک ہے وہ کافر اور دوزخی ہے - جو شخص ایمان رکھتا ہے اور فرایض اوس سے ترک ہوجاتے ہین - وہ مسلمان ضرور ہے لیکن گنہگار مسلمان ہے - خدا کو اختیار ہے اوسپر عذاب کرے یا معاف کردے ''

امام صاحب - نے جس خوبی سے اس دعوی کو ثابت کیا ہے - انصاف یہ ہے کہ اوس سے بڑھکر نہین ہوسکتا - فرایض اور ایمان - کے باہمی امتیاز کی اس سے عمدہ کیا دلیل ہوگی - کہ آغاز اسلام مین ایمان - کی دعوت ہوتی تھی اور فرایض کا وجود نہ تھا - امام صاحب نے - قرآن کی جو آیتین - استدلال مین پیش کی ہین - اون سے بداہۃً ثابت ہوتا ہے کہ دونون دو چیزین ہین - کیونکہ ان تمام آیتون مین عمل کو ایمان پر معطوف کیا ہے

اور ظاہر ہے کہ جز و کل - پر معطوف نہین ہوسکتا - من یومن باللہ فیعمل صالحا مین حرف تعقیب آیا ہے - جس سے اس بحث کا قطعی فیصلہ ہوجاتا ہے - ان دلائل قاطعہ کے مقابلہ مین دوسری طرف - بعض آیتین اور حدیثین ہین لیکن اون مین سے کوئی اثبات مدعا کے لئے کافی نہین - بڑا استدلال اس حدیث پر ہے کہ "مومن - مومن ہوکر زنا اور چوری نہین کرتا" حالانکہ یہ کلام کے زور دینے کا ایک پیرایہ ہے - ہم اپنی زبان مین کہتے ہین - کہ بھلا آدمی ہوکر تو ایسا کام نہین کرسکتا جس کا صرف یہ مطلب ہوتا ہے کہ وہ کام شان شرافت کے خلاف ہے - بے شبہ زنا اور سرقہ بھی ایمان کی شان کے خلاف ہین - اور حدیث کا مقصد اسیقدر ہے - ورنہ ابوذر کی حدیث مین صراحۃً یہ الفاظ موجود ہین - کہ "جو شخص لا الہ الا اللہ کا قایل ہے وہ جنت مین جائے گا - گو - زانی - اور چور ہو"

۲ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ الایمان لایزید ولا ینقص - یعنی ایمان کم و بیش نہین ہوسکتا بے شبہ یہ امام صاحب کا قول ہے لیکن اسکی تعبیر مین لوگون نے غلطی کی ہے - نہ صرف محدثین اور شافعیہ - نے بلکہ خود احناف نے بھی - ایمان - کی کمی و زیادتی دو لحاظ سے ہوسکتی ہے - ایک اس اعتبار سے کہ وہ مقولۂ کیف سے ہے جسمین "شدت و ضعف ممکن ہے - یا دوسرے لفظون مین یون کہا جائے کہ ایمان یقین کا نام ہے - اور یقین کے مراتب متفاوت ہوتے ہین حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب خدا سے کہا کہ اے خدا تو مُردون کو کیونکر جلاتا ہے - تو ارشاد ہوا کہ اولم تومن یعنی کیا اب تک تجھکو یقین نہین آیا - عرض کی - کہ یقین ضرور ہے - لیکن لیطمئن قلبی یعنی اور زیادہ اطمینان خاطر

چاہتا ہون" خدا نے متعدد آیتون مین صاف تصریح کردی ہے کہ ایمان مین ترقی ہوتی ہے زادتہم ایمانا۔ اس مسئلہ مین نص صریح ہے۔ لیکن امام ابوحنیفہ کو بلحاظ اس معنی کے نہ انکار ہے۔ نہ یہ امر اوسوقت زیر بحث تھا۔ امام صاحب کے دعوی کا اور منشا ہے اور وہ بالکل صحیح ہے۔ جن لوگون نے عمل کو جزو ایمان قرار دیا۔ اون کا مذہب ہے کہ ایمان بلحاظ مقدار کے زیادہ و کم ہوتا ہے۔ جو شخص اعمال کا زیادہ پابند ہے۔ وہ زیادہ مومن ہے۔ جو گنہکار ہے وہ کم مومن ہے۔ محدثین۔ صراحۃً اسکے مدعی ہین اور اوسپر دلیلین لاتے ہین۔ علامہ قسطلانی۔ صحیح بخاری کی شرح مین لکھتے ہین فاعلم ان الایمان یزید بالطاعات وینقص بالمعصیة یعنی ایمان۔ ثواب کے کام کرنے سے زیادہ ہوتا ہے۔ اور گناہ کرنے سے گھٹ جاتا ہے"۔ اور محدثین نے بھی جابجا اسکی تصریح کی ہے۔ امام ابوحنیفہ۔ اس اعتبار سے۔ ایمان کی زیادت و نقصان کے منکر تھے۔ اونکے نزدیک جب اعمال جزو ایمان نہین۔ تو اعمال کی کمی بیشی سے۔ ایمان مین کمی بیشی نہین ہوسکتی۔ اور یہ بالکل صحیح ہے۔ حدیث مین آیا ہے کہ ابوبکر۔ کو تم لوگون پر جو ترجیح ہے وہ کثرت صوم وصلاۃ کی وجہ سے نہین۔ بلکہ اوس چیز کی وجہ سے ہے جو اسکے دل مین ہے"۔ غرض امام صاحب کا یہ دعوی نہین ہے کہ ایمان بلحاظ کیفیت۔ یعنی شدت وضعف کے زیادہ و کم نہین ہوسکتا بلکہ اونکا یہ دعوی ہے کہ ایمان۔ مقدار کے اعتبار سے کم و بیش نہین ہوتا۔ یہ دعوی اسبات کی فرع ہے کہ اعمال جزو ایمان نہین۔ اور اس۔ کو ہم ابھی ثابت کر چکے ہین۔

امام صاحب - اس بات کے بھی قایل تھے کہ متعلق ایمان مین کچھ تفاوت نہین ہے - یعنی معتقدات کے لحاظ سے سب مسلمان برابر ہین - ایمان کے لئے جن مسایل پر اعتقاد رکھنا ضروری ہے، وہ سب کے لئے یکسان ہین - صحابہ اور عام مسلمان - اس لحاظ سے برابر ہین - کہ دونون ایک ہی چیز یعنی توحید و نبوت کا اعتقاد رکھتے ہین - فرق ہے تو اعتقاد کی شدت و ضعف مین ہے - اسی مطلب کو امام صاحب نے عثمان بتی کے جواب مین ان الفاظ سے بیان کیا ہے کہ دین اھل السماء والارض واحد یعنی آسمان اور زمین والون کا ایک ہی دین ہے - پھر اس دعوی پر آیت قرآنی سے استدلال کیا ہے شرع لکم من الدین ما وصینا بہ نوحا " یعنی ہمنے تمہارے لئے وہی دین مشروع کیا جسکی وصیت نوح کو کی تھی - مخالفین نے بڑے زور شور سے امام صاحب پر یہ الزام لگایا ہے کہ وہ اس بات کے قایل تھے کہ "میرا ایمان اور ابوبکر صدیق کا ایمان برابر ہے" - اگرچہ امام صاحب کی طرف اس قول کی اسناد ثابت نہین لیکن اگر ثابت ہو تو کیا نقصان ہے - جس اعتبار سے وہ مساوات کے مدعی ہین اوس سے کس کو انکار ہو سکتا ہے - تعجب اور سخت تعجب ہے کہ ایسا صاف مسئلہ معترضون کی سمجھ مین نہ آیا - خطیب بغدادی نے صفحے کے صفحے سیاہ کر دئے اور یہ نہ سمجھے کہ امام صاحب کا دعوی کیا ہے - اونکو یہ الفاظ نہایت گران گذرتے ہین - کہ "ہمارا اور صحابہ کا ایمان برابر ہے" - وہ یہ نہین سمجھتے کہ بہت سی چیزون مین ہم اور صحابہ برابر ہین - تاہم ہم مین اور صحابہ مین زمین و آسمان کا فرق ہے -

اگرچہ اس قسم کے تمام مسایل مین - امام صاحب - اپنی خاص رائین رکھتے تھے لیکن وہ

مخالف رایون پر کفر وفسق کا الزام نہین لگاتے تھے۔ یہ فیاض دلی امام صاحب کا خاصہ ہے اور قرن اول کے بعد اسلام مین اسکی بہت کم نظیرین ملتی ہین۔ اسلام کو کسی چیز نے اون مشاجرات سے زیادہ نقصان نہین پہونچایا جو اختلاف آرا کی بنا پر قایم ہوگئی۔ ان اختلافات کی بنیاد اگرچہ خود صحابہ کے زمانہ مین شروع ہوچکی تھی۔ عبداللہ بن عباس اور بہت سے صحابہ کا اعتقاد تھا کہ رسول اللہ صلعم نے معراج مین خدا کو آنکھون سے دیکھا۔ حضرت عائشہ نہایت اصرار سے اسکے مخالف تھین۔ امیر معاویہ کو معراج جسمانی سے انکار تھا۔ حضرت عائشہ سماع موتی کی قایل نہ تھین۔ لیکن اوس زمانہ تک ان اختلافات پر ہدایت و گمرہی کا مدار نہ تھا۔ جو لوگ مختلف رائین رکھتے تھے اونھون نے کبھی کسی کی تکفیر یا تفسیق نہین کی۔ حضرت عبداللہ بن عمر سے ایک شخص نے پوچھا کہ "کچھ لوگ پیدا ہوئے ہین جو قرآن کی غلط تاویل کرتے ہین۔ اور ہمکو کافر قرار دیتے ہین۔ وہ خود کافر ہین یا نہین"۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ "اسوقت تک کوئی شخص کافر نہین ہوسکتا جبتک خدا کو دو نہ کہے"[1]۔ صحابہ کے بعد یہ اختلافات زور پکڑتے گئے اور رفتہ رفتہ مستقل فرقے قایم ہوگئے۔ اعتقادی اور فقہی مسایل۔ اکثر ایسے ہین جنمین نص قاطع موجود نہین۔ اور ہین تو متعارض ہین۔ اسلئے استنباط اور رفع تعارض۔ کی ضرورت نے اجتہاد کو بہت وسعت دی۔ اور سیکڑون رائین قایم ہوگئین۔ بے شبہ انمین بہت سی رائین صحیح نہین لیکن یہ ضرور نہین کہ وہ سب کفر ہون۔

افسوس ہے کہ سرگرم طبیعتین۔ جو مذہبی جوش اور تقدس کے نشہ مین سرشار تھین۔ اختلاف

[1] آثار امام محمد صفحہ ۲۵

راے کے صدمہ کی تاب نہ لاسکین - اور نہایت بے صبری سے مخالفت پرآمادہ ہوگئین - بات بات پر کفر کے فتوے ہونے لگے - جو لوگ جسقدر زیادہ مذہبی حرارت رکھتے تھے اوسیقدر کفر کے اطلاق مین کم احتیاط کرتے تھے - رفتہ رفتہ یہانتک نوبت پہونچی کہ ہر فریق نے دوسرے کی ضلالت و گمرہی ثابت کرنے کے لیے - موضوع روایتون سے اعانت لی - اور اس قسم کی حدیثین ایجاد ہونے لگین - کہ میری امت مین ۷۳ فرقے پیدا ہونگے جنمین صرف ایک جنتی ہوگا باقی سب دوزخی - اس فرضی تعداد کو پورا کرنا بھی ضرور تھا اسلئے کھینچ تان کر ۷۳ فرقے قرار دئے - اور سب کے الگ الگ نام رکھے - اسپر بھی تسکین نہوئی تو ہر ہر فرقہ کے لئے جدا جدا روایتین گھڑین مثلاً القدریة مجوس هذه الامة وغیرہ وغیرہ -

اِن تعصبات اور جھگڑون نے جماعت اسلامی کے تمام اجزا پراگندہ کر دئے - اور مذہب اخلاق - حکومت - تمدن - معاشرت - سب کا نقشہ بگڑ گیا - اس عالمگیر آشوب مین صرف ایک امام ابوحنیفہ تھے جنکی صدا سب سے الگ تھی - اور جو پکار کر کہتے تھے لا نکفر احداً من اهل القبلة یعنی "اہل قبلہ مین سے ہم کسی کو کافر نہین سمجھتے" اوسوقت تو اِس صدا پر چندان توجہ نہین ہوئی - لیکن زمانہ جسقدر ترقی کرتا گیا اِس جملہ کی قدر بڑہتی گئی یہانتک کہ وہ علم کلام کا ایک بیش بہا اصول بنگیا - اگرچہ افسوس ہے کہ اوسپر عمل کم کیا گیا اور تکفیر کے غلغلے اب بھی پست نہوئے -

امام صاحب کی یہ راے نہایت غور و تحقیق و تجربہ کے بعد قایم ہوئی تھی - بڑے بڑے مشہور - بانیان مذہب اُنہین کے زمانہ مین پیدا ہوئے تھے اور امام صاحب کو اُن سے

ملنے کا موقع حاصل ہوا تھا۔ خارجیون کا صدر مقام بصرہ تھا جو امام صاحب کے شہر سے
نہایت قریب تھا۔ واصل بن عطاء و عمرو بن عبید جو مذہب اعتزال کے بانی اور مروج تھے۔
بصرہ ہی کے رہنے والے اور امام صاحب کے ہمعصر تھے۔ جہم بن صفوان جسکے نام سے
فرقہ جہمیہ مشہور ہے اسی زمانہ مین تھا۔ امام صاحب ان مین سے اکثرون سے ملے اور اونکے
خیالات سے مطلع ہو گئے تھے۔ ان فرقون کی نسبت جو اقوال مشہور تھے کچھ تو سرے سے
غلط اور افترا تھے۔ بعض کی تعبیر غلط طور پر کی گئی تھی۔ بعض دراصل لغو و باطل تھے لیکن
کفر کی حد تک نہ پہنچتے تھے۔ اسلیے امام ابو حنیفہ نے یہ عام حکم دیا کہ "اہل قبلہ سب مومن ہین"
وہ دیکھ رہے تھے کہ جن مسایل پر قیامتین برپا ہین۔ جو کفر و اسلام کی معیار قرار دی گئی ہین۔
وہ صرف لفظی بحثین اور فرضی اصطلاحین ہین۔ سب سے بڑا مسئلہ قدم قرآن کا تھا جسکو
لوگون نے قریباً کلمہ توحید کی برابر قرار دیا تھا۔ بڑے بڑے علما کا قول ہے کہ "اسلام کو دو
شخصون نے نہایت نازک وقتون مین محفوظ رکھا۔ حضرت ابوبکر صدیق جنھون نے رسول اللہ
کی وفات کے بعد مرتدین عرب کا استیصال کیا۔ اور امام احمد حنبل جو مامون الرشید کے
زمانہ مین حدوث قرآن کے منکر رہے۔ بلکہ ایک اعتبار سے امام حنبل کو ترجیح ہے کیونکہ صحابہ
حضرت ابوبکر کے معاون اور انصار تھے لیکن امام حنبل کا کوئی مددگار نہ تھا۔"

رجال کی کتابون مین جب کسی شخص کو ثقہ اور مستند ثابت کیا جاتا ہے تو سب سے بڑی دلیل
پیش کیجاتی ہے کہ "وہ حدوث قرآن کو کفر سمجھتا تھا" حالانکہ یہ صرف ایک لفظی بحث ہے جو
لوگ قرآن کو حادث کہتے تھے اونکی غرض۔ اون الفاظ اور اصوات سے تھی جس کا ظہور

رسول اللہ کی زبان سے ہوا۔ یا جس پر عام طور سے قرآن کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ جو قدیم مانتے تھے وہ کلام سے کلام نفسی کو مراد لیتے تھے جو خدا کی صفات مین سے ہے۔ امام ابوحنیفہ سے اس بارہ مین مختلف اقوال ہین اور وہ اسی تفصیل کی بنا پر ہین۔ ایک شخص نے اون سے پوچھا کہ قرآن حادث ہے یا قدیم۔ فرمایا کہ حادث۔ کیونکہ قرآن خدا نہین اور جو خدا نہین وہ حادث ہے[1]۔"

غرض اس قسم کے مسایل نفیاً یا اثباتاً نصّی نہین ہین اور اسوجہ سے وہ کفر و اسلام کے معیار نہین ہو سکتے۔ امام ابوحنیفہ کی نکتہ شناسی کی بڑی دلیل یہ ہے کہ انہون نے اسلام کے دایرہ کو جو من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ کی وسعت رکھتا تھا اصلی وسعت پر قایم رکھا۔ افسوس ہے کہ اونکی اس رائے پر بہت کم لحاظ کیا گیا ورنہ امام غزالی شیخ محی الدین عربی حضرت غوث الاعظم۔ ابن تیمیہ۔ ابوطالب مکی۔ کو ہم فقہا کی زبان سے کافر نہ سنتے۔

حدیث۔ اور اصول حدیث

یہ خیال اگرچہ غلط اور بالکل غلط ہے کہ امام ابوحنیفہ۔ علم حدیث مین کم مایہ تھے۔ تاہم اس سے انکار نہین ہو سکتا۔ کہ عام طور پر وہ محدث کے لقب سے مشہور نہین۔ بزرگان سلف مین سیکڑون ایسے گذرے ہین جو اجتہاد و روایت دونون کے جامع تھے۔ لیکن شہرت اُسی صفت کے ساتھ ہوئی جو اونکا کمال غالب تھا۔ امام ابوحنیفہ۔ کی تو حدیث مین کوئی تصنیف

---

[1] کتاب الاوایل ابوہلال عسکری۔

ہنین۔ عجب ہے کہ امام مالک و امام شافعی۔ بھی اس لقب کے ساتھ مشہور نہوے۔ نہ اونکی تصنیفونکو وہ قبول عام حاصل ہوا جو صحاح ستہ کو ہوا۔ امام احمد بن حنبل۔ ان لوگون کی نسبت۔ علم حدیث مین زیادہ نام آور ہین۔ اونکی مسند کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ صحیح حدیثون کا اتنا بڑا مجموعہ اور کوئی نہین مل سکتا۔ لیکن جسقدر حدیث و روایت مین اونکا زیادہ اعتبار ہے۔ اوسیقدر استنباط و اجتہاد مین اونکی نام آوری کم ہے۔ علامہ طبری نے جو خود بھی محدث اور مجتہد تھے مجتہدین مین اون کا شمار نہین کیا[1]۔ قاضی ابن عبدالبر نے کتاب الانتقاء فی الثلثۃ الفقہاء مین جو مجتہدین کے حالات مین ہے۔ امام ابوحنیفہ و امام مالک و امام شافعی پر اکتفا کی۔ امام رازی۔ مناقب الشافعی مین۔ لکھتے ہین کہ "امام شافعی کے بعد کوئی مجتہد مطلق پیدا نہین ہوا" اگرچہ امام احمد حنبل۔ کی نسبت گروہ کثیر علما کی یہی راے تھی کہ وہ اجتہاد کامل کا منصب رکھتے تھے۔ تاہم اون کے اجتہاد پر اتفاق عام نہوا۔

حقیقت یہ ہے کہ مجتہد و محدث۔ کی حیثیتین الگ الگ ہین۔ محدث۔ مواعظ۔ قصص۔ فضائل۔ سیر۔ ہر ایک قسم کی روایتون کا استقصا کرتا ہے۔ بخلاف اسکے مجتہد کو زیادہ تر صرف اون احادیث سے غرض ہوتی ہے جن سے کوئی حکم شرعی مستنبط ہوتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ محدثین۔ کی بہ نسبت مجتہدین ہمیشہ قلیل الروایۃ ہوے۔ موطا مین جو امام مالک کی تمام روایتون کا مجموعہ ہے۔ زیادہ سے زیادہ ہزار حدیثین ہین جنمین صحابہ

[1] طبقات المفسرین حافظ جلال الدین سیوطی۔ ترجمہ علامہ طبری۔

اور تابعین کے اقوال بھی شامل ہین - امام شافعی - نے امام احمد حنبل - کے سامنے اکثر اعتراف کیا ہے کہ تم لوگ بہ نسبت ہمارے احادیث سے زیادہ واقف ہو - قاضی یحیی بن اکثم جو ترمذی - کے شیخ ہین حسرت سے کہا کرتے تھے کہ اگر "امام شافعی - نے علم حدیث کی طرف پوری توجہ کی ہوتی تو ہم لوگون کو سب سے بے نیاز کر دیا ہوتا"۔ حافظ ابن حجر - نے توالی التاسیس مین جو امام شافعی - کے حالات مین ایک مختصر اور مفید رسالہ ہے جہان امام شافعی - کے شیوخ حدیث سے بحث کی ہے - خاتمہ پر لکھا ہے کہ "ولم یکثر من الشیوخ کعادۃ اہل الحدیث لاقبالہ علی الاشتغال بالفقہ" یعنی وہ بہت شیوخ سے نہین ملے - جیسا کہ اہل حدیث کی عادت ہے کیونکہ اونکو فقہ کا شغل رہتا تھا" حافظ ابن حجر - نے امام شافعی - کی نسبت قلت شیوخ کا جو سبب بیان کیا - امام ابو حنیفہ - کی قلت روایت کا بھی وہی سبب ہے - لیکن افسوس ہے کہ بعض لوگون نے اس دایرہ کو زیادہ وسیع کیا - اور عموماً اونکی قلت روایت کے قایل ہوئے - یہ خیال کچھ نیا نہین ہے - اگلے زمانہ مین بھی بعض بعض لوگون کی یہ راے تھی اور وہی غلط فہمی آج تک چلی آتی ہے -

اس سے انکار نہین ہوسکتا - کہ امام ابو حنیفہ - کے وہ واقعات جو منظر عام پر نمایان ہین اون سے ایک ظاہر بین شخص ایسی ہی راے قایم کرسکتا ہے - حدیث مین اونکی کوئی تصنیف موجود نہین - صحاح - مین بجز ایک دو روایت کے اونکا نام تک نہین

لہ توالی التاسیس لحافظ ابن حجر صفحہ ۵۶ -

بڑا باعث جو سب سے زیادہ یہ کہ اونکی شہرت اہل الرأے کے لقب سے ہے جس سے متبادر ہوتا ہے کہ حدیث سے اونکو کم تعلق تھا۔ اِس قدر ہم بھی تسلیم کرتے ہین کہ مغازی قصص سیر۔ وغیرہ مین اونکی نظر چندان وسیع نہ تھی۔ امام مالک۔ و امام شافعی۔ کا بھی یہی حال تھا۔ لیکن احکام و عقاید۔ کے متعلق امام ابوحنیفہ کو جو واقفیت اور تحقیق حاصل تھی اُس سے انکار کرنا صرف کم نظری اور ظاہر بینی کا نتیجہ ہے۔

اونکی تصنیف یا روایتون کا مدوّن نہونا۔ قلت نظر کی دلیل نہین ہو سکتا۔ حضرت ابوبکر صدیق سے زیادہ کسی صحابی کو رسول اللہ کے ساتھ جلوت و خلوت مین رہنے کا اتفاق نہین ہوا تھا۔ رسول اللہ کے اقوال و افعال سے جسقدر وہ واقف تھے اور کون ہو سکتا تھا۔ لیکن حدیث کی تمام کتابون مین اونکی روایت سے جسقدر صحیح حدیثین ہین اونکی تعداد سترہ سے زیادہ نہین[1]۔ کون شخص کہہ سکتا ہے کہ اونکو صرف اسیقدر حدیثین معلوم تھین حضرت ابوبکر کے بعد۔ عمر فاروق کا درجہ ہے۔ اون سے بھی صرف پچاس حدیثین مروی ہین جنمین سے بعض کا کافی ثبوت نہین۔ حضرت عثمان۔ اور جناب امیر۔ کا بھی یہی حال ہے بخلاف انکے حضرت ابوہریرہ سے ۵۳۴۶۔ انس سے ۲۲۸۶۔ عبداللہ بن عباس۔ سے ۲۶۶۰۔ جابر سے ۱۵۴۰۔ عبداللہ بن عمر۔ سے جو رسول اللہ کے زمانہ مین نوجوان تھے

---

[1] مناقب الشافعی للامام الرازی خلفاے اربعہ کی نسبت یہ تعداد مین نے امام شافعی کے قول کے موافق لکھی ہے۔ اور محدثین کے نزدیک اس سے زیادہ حدیثین اون لوگون سے مروی ہین۔ تاہم اسقدر تعداد نہین پہنچتی جسپر کثرت روایت کا اطلاق کیا جاے۔ ۱۲

۲۶۳۰ حدیثین مروی ہین۔ اگر روایتون کا موجود ہونا ہی معیار ہے۔ تو خلفاے اربعہ کی نسبت تسلیم کرنا پڑے گا کہ یا اون کا حافظہ ضعیف اور نہایت ضعیف تھا۔ یا دانستہ اونکو رسول اللہ کے اقوال و افعال کی طرف التفات اور توجہ نہ تھی۔ وحاشاھم عن ذالک۔

یہ سچ ہے کہ صحاح ستہ۔ کے مصنفین نے امام صاحب سے روایت نہین کی (دو ایک روایتین مستثنیٰ ہین) لیکن اس الزام مین امام شافعی بھی اونکے شریک ہین۔ امام شافعی جنکو بڑے بڑے محدثین۔ مثلاً امام احمد حنبل۔ اسحاق بن راہویہ۔ ابو ثور۔ حمیدی ابو زرعۃ الرازی ابو حاتم۔ نے حدیث و روایت کا مخزن تسلیم کیا ہے۔ اونکی سند سے صحیحین مین ایک بھی روایت موجود نہین۔ بلکہ بخاری و مسلم نے کسی اور تصنیف مین بھی امام شافعی کی سند سے کوئی روایت نہین کی۔ امام رازی۔ نے بخاری و مسلم کی اس بے اعتنائی کی بہت سی تاویلین کی ہین۔ مگر کوئی معقول بات نہین بتا سکے۔ صحیحین۔ پر موقوف نہین ترمذی۔ ابو داود۔ ابن ماجہ۔ نسائی۔ مین بھی بہت کم ایسی حدیثین ہین جنکے سلسلہ رواۃ مین امام شافعی کا نام آیا ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ بعض محدثین نے۔ اعتماد اور استناد کا جو معیار قرار دیا تھا اوسمین اہل نظر۔ بلکہ اکثر لوگون کے۔ لئے کم گنجایش تھی۔ علامہ قسطلانی۔ نے شرح صحیح بخاری مین لکھا ہے۔ کہ امام بخاری فرمایا کرتے تھے۔ کہ[1] مینے کسی ایسے شخص سے حدیث نہین لکھی جسکا یہ قول نہ تھا کہ الایمان قول وعمل اگر یہ صحیح ہے تو امام ابو حنیفہ۔ کو اونکے دربار مین پہونچنے کی کیونکر امید ہوسکتی تھی۔

بخاری و مسلم نے امام شافعی کے واسطے سے کوئی حدیث روایت نہین کی۔

جو شخص ایمان کے حقیقت مین عمل کو داخل نہین سمجھتا تھا امام بخاری اوس سے روایت نہین کرتے تھے۔

[1] حافظ ابن حجر نے فتح الباری کے مقدمہ مین امام بخاری کا یہ قول نقل کیا ہے۔

امام بخاری نے۔ تاریخ کبیر۔ مین امام شافعی۔ کا ذکر کیا ہے لیکن جس بے پروائی سے کیا ہے اوسکے لحاظ سے امام رازی۔ نے یہی غنیمت سمجھا کہ تضعیف نہین کی۔ چنانچہ امام شافعی۔ کے فضائل مین فرماتے ہین۔ واما الامام محمد بن اسمعیل البخاری فقد ذکر الشافعی فی تاریخہ الکبیر فقال فی باب محمد بن ادریس بن عبد اللہ محمد الشافعی القرشی مات سنہ اربع ومائتین ثم انہ ماذکرہ فی باب الضعفاء مع علمہ بانہ کان قد روی شیأ کثیرا من الحدیث ولو کان من الضعفاء فی ھذہ الباب لذکرہ یعنی" امام بخاری نے شافعی کا ذکر تاریخ کبیر۔ مین کیا ہے چنانچہ فلان باب مین لکھا ہے کہ محمد بن ادریس بن عبد اللہ محمد الشافعی القرشی نے ۲۰۴ھ مین وفات پائی۔ لیکن اونکو ضعفاء کے باب مین ذکر نہین کیا۔ حالانکہ امام بخاری جانتے تھے کہ شافعی نے بہت سی حدیثین روایت کی ہین۔ اور اگر وہ اس باب مین ضعیف ہوتے تو امام بخاری ضرور اونکو ضعیف لکھتے"

امام اوزاعی۔ جو محدث اور مجتہد مستقل تھے اور بلاد شام مین اونکا وہی اعزاز و اعتبار تھا جو عرب و عراق مین۔ امام مالک۔ و شافعی۔ کا۔ اونکی نسبت کسی نے امام احمد حنبل۔ سے راے پوچھی۔ فرمایا کہ "حدیث ضعیف وراے ضعیف[1]"

لطف یہ ہے کہ مجتہدین۔ جس چیز پر فخر کرسکتے ہین وہ دقت نظر۔ قوت استنباط۔ استخراج مسایل۔ تفریع احکام ہے۔ لیکن محدثین کے ایک گروہ کے نزدیک یہی

---

[1] مناقب الشافعی امام الرازی۔ باب رابع

باتین عیب ونقص مین داخل ہین۔ علامہ ابوجعفر محمد بن جریر طبری۔ قاضی ابویوسف کے ذکر مین لکھتے ہین کہ "اہل حدیث مین سے ایک گروہ نے اونکی روایت سے اس بنا پر احتراز کیا ہے کہ اون پر راے غالب تھی اور فروع احکام کی تفریع کرتے تھے۔ ان باتون کے ساتھ بادشاہ کی صحبت مین رہتے تھے اور منصب قضا پر مامور تھے"[۵] اگر فروع اور احکام کا استنباط بھی جرم ہے تو بے شبہ امام ابوحنیفہ۔ قاضی ابویوسف کے زیادہ مجرم ہین۔

البتہ یہ بات غور کے قابل ہے کہ امام ابوحنیفہ۔ اور اونکے اتباع کو کیون اہل الراے کہا جاتا تھا۔ اس باب مین اکثر لوگون نے غلطی کی ہے جسکی وجہ یہ ہے کہ انھون نے شہرت عام کے مقابلہ مین تحقیق کی پروا نہ کی۔

اس بحث کے تصفیہ کیلئے سب سے پہلے یہ پتہ لگانا چاہئیے کہ یہ لقب کب ایجاد ہوا اور کن لوگون پر اطلاق کیا گیا۔ جہانتک ہمکو علوم ہے اس لقب کے ساتھ اول جسکو امتیاز حاصل ہے وہ ربیعۃ الراے ہین جو امام مالک۔ کے اوستاد اور شیخ الحدیث تھے۔ راے کا لفظ اونکے نام کا جزو بنگیا ہے اور تاریخ واسماء الرجال مین ہمیشہ اونکا نام ربیعۃ الراے لکھا جاتا ہے۔ یہ مشہور محدث اور فقیہ تھے۔ اور بہت سے صحابہ سے ملے تھے۔ علامہ ذہبی۔ نے میزان الاعتدال۔ مین اون کا ذکر ان لفظون سے کیا ہے "تمام اصحاب کتب۔ (یعنی صحاح ستہ) نے اون سے احتجاج کیا ہے۔ عبدالعزیز ماجشون کا قول ہے کہ واللہ مینے ربیعۃ سے زیادہ کسی کو حافظ الحدیث نہین دیکھا"

[۵] تاریخ بن خلکان۔ ترجمہ قاضی ابویوسف۔

اسی زمانہ مین اور اوسکے بعد اور لوگ بھی اس لقب سے پکارے گئے۔ محدث ابن قتیبہ نے کتاب المعارف مین اہل الرائے کی سرخی سے ایک باب باندہا ہے۔ اور عنوان کے نیچے یہ نام لکھے ہین۔ ابن ابی لیلی۔ ابوحنیفہ۔ ربیعۃ الرائے۔ زفر۔ اوزاعی۔ سفیان ثوری۔ مالک بن انس۔ ابویوسف قاضی۔ محمد بن حسن" ابن قتیبہ نے ۲۷۶ھ مین وفات پائی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کم از کم تیسری صدی تک مذکورۂ بالا لوگ اہل الرائے کے لقب سے مشہور تھے۔ اگرچہ یہ سب لوگ درحقیقت (زفر کے سوا) محدث ہین۔ لیکن امام مالک۔ سفیان ثوری۔ امام اوزاعی۔ کی شہرت تو محتاج بیان نہین۔

اصل یہ ہے کہ جو لوگ علم حدیث کی درس تدریس مین مشغول تھے اونمین دو فرقے قایم ہوگئے تھے۔ ایک وہ جنکا کام صرف حدیثون اور روایتون کا جمع کرنا تھا۔ وہ حدیث سے صرف من حیث الروایۃ بحث کرتے تھے۔ یہانتک کہ اونکو ناسخ و منسوخ سے بھی کچھ سروکار نہ تھا۔ دوسرا فرقہ حدیثون کو۔ استنباط احکام۔ اور استخراج مسایل۔ کے لحاظ سے دیکھتا تھا۔ اور اگر کوئی نص صریح نہین ملتی تھی تو قیاس سے کام لیتا تھا۔ اگرچہ یہ دونون حیثیتین دونون فریق مین کسی قدر مشترک تھین۔ لیکن وصف غالب کے لحاظ سے ایک دوسرے سے ممتاز تھا۔ پہلا فرقہ۔ اہل الروایۃ۔ اور اہل الحدیث۔ اور دوسرا فرقہ۔ مجتہد اور اہل الرائے کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ امام مالک۔ سفیان ثوری۔ اوزاعی اسلیے اہل الرائے کہلاتے کہ وہ محدث ہونیکے ساتھ مجتہد مستقل اور بانی مذہب تھے۔ لیکن چونکہ ان لوگون مین۔ بھی معلومات حدیث اور قوت اجتہاد کے لحاظ سے اختلاف

مراتب تھا۔ اسلئے اضافی طور پر کبھی کبھی اسی فرقہ مین سے ایک کو اہل الرائے اور دوسرے کو اہل حدیث کہتے تھے مثلاً امام مالک کی بہ نسبت امام ابوحنیفہ پر مجتہد اور اہل الرائے کا لقب زیادہ موزون تھا۔ امام احمد بن حنبل سے ایک بار نضر بن یحییٰ نے پوچھا کہ "آپ لوگون کو ابوحنیفہ پر کیا اعتراض ہے۔ اونہون نے جواب دیا کہ "رائے" نضر نے کہا کہ کیا امام مالک۔ رائے۔ پر نہین عمل کرتے۔ امام احمد بن حنبل۔ بولے کہ ہان لیکن ابوحنیفہ۔ رائے کو زیادہ دخل دیتے ہین۔ نضر نے کہا تو حصّہ رسدی کے موافق دونون پر الزام آنا چاہیے نہ صرف ایک پر امام احمد حنبل۔ کچھ جواب نہ دیسکے اور چپ ہو گئے[۵]۔

امام ابوحنیفہ سے پہلے فقہ۔ کوئی مستقل اور مرتب فن نہ تھا۔ امام صاحب نے جب اوسکی تدوین کی طرف توجہ کی تو ہزارون مسئلے ایسے پیش آئے جنمین کوئی حدیث صحیح۔ بلکہ صحابہ کا قول بھی موجود نہ تھا۔ اس لئے اونکو قیاس سے کام لینا پڑا۔ قیاس پر۔ گو پہلے بھی عمل تھا۔ خود صحابہ۔ قیاس کرتے تھے اور اوسکے مطابق فتوے دیتے تھے (اسکا مفصل بیان آگے آئے گا) لیکن اوسوقت تک تمدن کو چندان وسعت حاصل نہ تھی۔ اسلئے نہ کثرت سے واقعات پیش آتے تھے نہ چندان قیاس۔ کی ضرورت پڑتی تھی۔ امام صاحب نے فقہ کو مستقل فن بنانا چاہا تو قیاس۔ کی کثرت استعمال کے ساتھ اوسکے اصول و قواعد بھی مرتب کرنے پڑے اس بات نے اونکو۔ رائے اور قیاس۔ کے انتساب سے زیادہ شہرت دی۔ چنانچہ تاریخون مین جہان اونکا نام لکھا جاتا ہے امام اہل الرائے۔ لکھا جاتا ہے۔

---

[۵] عقود الجمان خاتمہ فصل اول۔

س شہرت کی ایک اور وجہ ہوئی۔ عام محدثین۔ حدیث و روایت مین درایت سے بالکل کام نہین لیتے تھے۔ امام ابوحنیفہ نے اوسکی ابتدا کی۔ اور اوسکے اصول و قواعد منضبط کئے۔ اونہون نے بہت سی حدیثین اس بنا پر قبول نہ کین کہ اصول درایت کے موافق ثابت نہ تھین۔ اس لئے اس لقب کو زیادہ شہرت ہوئی۔ کیونکہ درایت۔ اور۔ راے مترادف سے الفاظ ہین۔ اور کم از کم یہ کہ عام لوگ ان دونون مین فرق نہین کر سکتے تھے۔

ان عارضی بحثون کے بعد ہم اصل مسئلہ پر متوجہ ہوتے ہین۔ یعنی یہ کہ امام ابوحنیفہ کو فن حدیث مین کیا رتبہ حاصل تھا۔ اس بحث کے فیصلے کے لئے اونکی علمی زندگی کے اون واقعات پر نظر ڈالنی چاہیئے جو نہایت صحیح اور مستند روایتون سے ثابت ہین۔ اس کتاب کے پہلے حصّہ مین ہم امام ابوحنیفہ کی تحصیل حدیث کے حالات۔ اون کتابون کی سند سے لکھ آئے ہین جن پر فن رجال کا دارومدار ہے۔ اب غور کرو کہ جس شخص نے بیس برس کی عمر سے جو فہم کی درستی اور پختگی کا زمانہ ہے۔ علم حدیث پڑھنا شروع کیا ہو۔ اور ایک مدت تک اس شغل مین مصروف رہا ہو۔ جسنے کوفہ کے مشہور شیوخ حدیث سے حدیثین سیکھی ہون۔ جو۔ حرم محترم۔ کی درسگاہ مین برسون تحصیل حدیث کرتا رہا ہو۔ جسکو مدینہ منورہ۔ کے شیوخ نے سند فضیلت دی ہو۔ جنکے اساتذۂ حدیث۔ عطا بن ابی رباح۔ نافع بن عمر۔ عمر بن دینار۔ محارب بن دثار۔ اعمش کوفی۔ امام باقرؑ۔ علقمہ بن مرثد۔ مکحول شامی۔ امام اوزاعی۔ محمد بن مسلم الزہری۔ ابو اسحٰق السبیعی سلیمان بن یسار۔ عبدالرحمن بن ہرمز الاعرج۔ منصور المعتمر۔ ہشام بن عروہ۔ وغیرہ ہون جو فن روایت کے ارکان ہین۔ اور جنکی روایتون سے بخاری و مسلم مالامال ہین۔ وہ حدیث

مین کس رتبہ کا شخص ہوگا؟

اسکے ساتھ - امام صاحب کے شاگردون پر لحاظ کرو - یحیی بن سعید القطان جو فن جرح و تعدیل کے امام ہین - عبد الرزاق بن ہمام - جنکے جامع کبیر سے امام بخاری - نے فایدہ اُٹھایا ہے - یزید بن ہرون - جو امام احمد حنبل کے اُستاد تھے - وکیع بن الجراح - جنکی نسبت امام احمد حنبل - کہا کرتے تھے کہ حفظ - اسناد - روایت - مین مینے اونکا ہمسر کسی کو نہین دیکھا عبد اللہ بن المبارک - جو فن حدیث مین **امیر المومنین** - تسلیم کئے گئے ہین - یحیی بن زکریا بن ابی زایدہ جنکو علی بن المدینی - (اُستاد بخاری) منتہاے علم کہا کرتے تھے - یہ لوگ براے نام امام صاحب - کے شاگرد نہ تھے بلکہ برسون اونکے دامن فیض مین تعلیم پائی تھی اور اس انتساب پر اونکو فخر و ناز تہا - عبد اللہ بن المبارک کہا کرتے تھے کہ اگر خدا نے ابو حنیفہ وسفیان ثوری - سے میری مدد نہ کی ہوتی تو مین ایک معمولی آدمی ہوتا[۵۲] - وکیع - اور یحیی بن ابی زایدہ امام صاحب کی صحبت مین اتنی مدت تک رہے تھے کہ صاحب ابی حنیفہ کہلاتے تھے - کیا اس رتبہ کے لوگ جو خود حدیث و روایت کے پیشوا اور مقتدا تھے کسی معمولی شخص کے سامنے سر جھکا سکتے تھے؟

ان باتون کے علاوہ امام ابو حنیفہ - کا مجتہد مطلق ہونا ایک ایسا مسلم مسئلہ ہے جس سے بارہ سو برس کی مدت مین شاید ایک آدھ ہی شخص نے انکار کیا ہو - اجتہاد کی تعریف - علماے حدیث مثلاً - بغوی - رافعی - علامہ نووی - وغیرہ نے ان لفظون مین کی ہے - "مجتہد وہ شخص ہے

[۵۱] ان لوگون کا تذکرہ اس کتاب کے خاتمہ مین کسیقدر تفصیل کے ساتھ مذکور ہے [۵۲] تہذیب التہذیب ترجمہ امام ابو حنیفہ

جو قرآن - حدیث - مذاہب سلف - لغت - قیاس - ان پانچ چیزون مین کافی دستگاہ رکہتا ہو یعنی مسایل شرعیہ کے متعلق جسقدر قرآن مین آیتین ہین - جو حدیثین رسول اللہ سے ثابت ہین - جسقدر علم لغت درکار ہے - سلف کے جو اقوال ہین - قیاس کے جو طرق ہین قریب کل کے جانتا ہو - اگر انمین سے کسی مین کمی ہے تو وہ مجتہد نہین ہے اور اوسکو تقلید کرنی چاہیئے[۵۱]"۔

اسی بنا پر علامہ ابن خلدون - نے فصل علوم الحدیث - مین مجتہدین کا ذکر کرکے لکھا ہے کہ "بعض ناانصاف مخالفین کا قول ہے کہ ان مجتہدون مین سے بعض - فن حدیث مین کم مایہ تھے - اسلیے اونکی روایتین کم ہین - لیکن یہ خیال غلط ہے - ایمہ کبار کی نسبت یہ گمان نہین کیا جاسکتا - کیونکہ شریعت - قرآن وحدیث - سے ماخوذ ہے - پس جو شخص حدیث مین کم مایہ ہے اوسکو تلاش اور کوشش کرنی چاہیئے تاکہ دین کو اصول صحیحہ سے اخذ کر سکے" اسکے بعد علامہ موصوف لکھتے ہین کہ "فن حدیث مین امام ابوحنیفہ کا کبار مجتہدین مین ہونا اس سے ثابت ہے کہ اون کا مذہب محدثین مین معتبر خیال کیا جاتا ہے اور رداً وقبولاً اوس سے بحث کیجاتی ہے[۵۲]" علامہ ممدوح نے اسکا سبب بھی بتایا ہے - کہ امام ابوحنیفہ - کی روایتین کم کیون ہین - ہم خود اسکو مفصل لکھینگے -

---

۵۱ عقد الجید شاہ ولی اللہ صاحب بحث حقیقت اجتہاد - ۵۲ تعجب ہے کہ اس تصریح کے ہوتے ہوئے بعض کوتاہ بینون نے امام صاحب کی ناواقفیت حدیث پر - ابن خلدون کے ایک ضمنی قول سے استدلال کیا ہے جسکو خود ابن خلدون نے ایسے لفظون سے بیان کیا ہے جو ضعف اور عدم وثوق پر دلالت کرتا ہے - ۱۲

محدثین - مین بھی اکثرون نے اس کا اعتراف کیا ہے علامۂ ذہبی - نے جو زمانۂ مابعد کے تمام محدثین کے پیشوا اور امام ہین حفّاظِ حدیث - کے حالات مین ایک مستقل کتاب لکھی ہے - دیباچہ مین لکھتے ہین کہ "یہ اون لوگون کا تذکرہ ہے جو علم نبوی کے حامل ہین اور جنکے اجتہاد پر - توثیق اور تضعیف تصحیح و تزئیف - مین رجوع کیا جاتا ہے" علامۂ موصوف نے تمام کتاب مین اس اصول کو ملحوظ رکھا ہے - اور کسی ایسے شخص کا حال نہین لکھا جو علم حدیث کا بڑا ماہر نہو - چنانچہ خارجہ بن زید بن ثابت - کا ضمناً ایک موقع پر ذکر آگیا ہے تو لکھتے ہین کہ "مینے اونکو حفّاظ حدیث مین اسلئے ذکر نہین کیا کہ وہ قلیل الحدیث تھے" امام ابوحنیفہ - کے محدث ہونے کا اس سے زیادہ کیا ثبوت درکار ہے کہ علامۂ ذہبی - نے اس کتاب مین اونکا ترجمہ لکھا ہے - اور اونکو حفاظ حدیث سے شمار کیا ہے -

حافظ ابو المحاسن دمشقی شافعی نے عقود الجمان مین ایک خاص باب باندہا ہے جسکے یہ الفاظ ہین الباب الثالث والعشرون - فی بیان کثرۃ حدیثہ وکونہ من اعیان الحفاظ المحدثین - یعنی تیئسوان (۲۳) باب اس بیان مین کہ وہ (امام ابوحنیفہ) کثیر الحدیث اور اعیان الحفاظ سے تھے" قاضی ابو یوسف صاحب جنکو یحیی بن معین - صاحب الحدیث کہتے تھے اور علامۂ ذہبی - نے اونکو حفاظ حدیث مین محسوب کیا ہے - اونکا بیان ہے کہ "ہم لوگ امام ابوحنیفہ سے مسایل مین بحث کرتے ہوتے تھے جب اونکی راے قایم ہوجاتی تہی تو مین حلقۂ درس سے اوٹھکر کوفہ کے محدثین کے پاس جاتا تہا - اور اون سے اوس مسئلہ کے متعلق حدیثین دریافت کرکے امام صاحب کی خدمت مین حاضر ہوتا تہا

امام صاحب اون حدیثون مین سے بعض کو قبول کرتے تھے - بعض کو فرماتے تھے کہ صحیح نہین - مین پوچھتا کہ آپ کو کیونکر معلوم ہوا - فرماتے کہ کوفہ مین جو علم ہے - مین اوسکا عالم ہون[۱]"

یہ تمام باتین اسبات کی شاہد ہین کہ علم حدیث مین - امام ابوحنیفہ کا کیا پایہ تھا - لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان باتون نے امام ابوحنیفہ کو امام ابوحنیفہ نہین بنایا - اگر وہ حافظ الحدیث تھے تو اور لوگ بھی تھے - اگر اونکے شیوخ حدیث کئی سو تھے تو بعض آیۂ سلف کے شیوخ کئی کئی ہزار تھے - اگر انہون نے کوفہ وحرمین کی درسگاہون مین تعلیم پائی تھی تو اورون نے بھی یہ شرف حاصل کیا تھا - امام ابوحنیفہ - کو جس بات نے تمام ہمعصرون مین امتیاز دیا وہ اور چیز ہے جو ان سب باتون سے بالاتر ہے - یعنی احادیث کی تنقید اور بلحاظ ثبوت احکام - اونکے مراتب کی تفریق - امام ابوحنیفہ کے بعد - علم حدیث کو بہت ترقی ہوئی - غیر مرتب اور پریشان حدیثین یکجا کی گئین - صحاح کا التزام کیا گیا - اصول حدیث کا مستقل فن قایم ہوگیا - جسکے متعلق سیکڑون بیش بہا کتابین تصنیف ہوئین - زمانہ اس قدر ترقی کر گیا ہے - باریک بینی اور دقت آفرینی کی کوئی حد نہین رہی - تجربہ اور دقت نظر نے سیکڑون نئے نکتے ایجاد کئے - لیکن تنقید احادیث اصول درایت - امتیاز مراتب - مین امام ابوحنیفہ کی تحقیق کی جو حد ہے آج بھی ترقی کا قدم اوس سے آگے نہین بڑھتا -

اس اجمال کی تفصیل اوسوقت سمجھ مین آسکتی ہے کہ فن حدیث کی آغاز اور طرز ترقی -

---

[۱] عقود الجمان -